www.naqshbandiaowaisiah.com

ماہنامہ

المرشد

لاہور

اکتوبر
2001

اللہ
رسول
محمد

قَدْ أَفْلَحَ مَنْ تَزَكَّىٰ وَذَكَرَ اسْمَ رَبِّهِ فَصَلَّىٰ

القرآن الکریم

ترجمہ

وہ فلاح پا گیا جس نے تزکیہ کر لیا اور اپنے رب کے نام کا ذکر کیا پھر نماز کا پابند ہو گیا۔

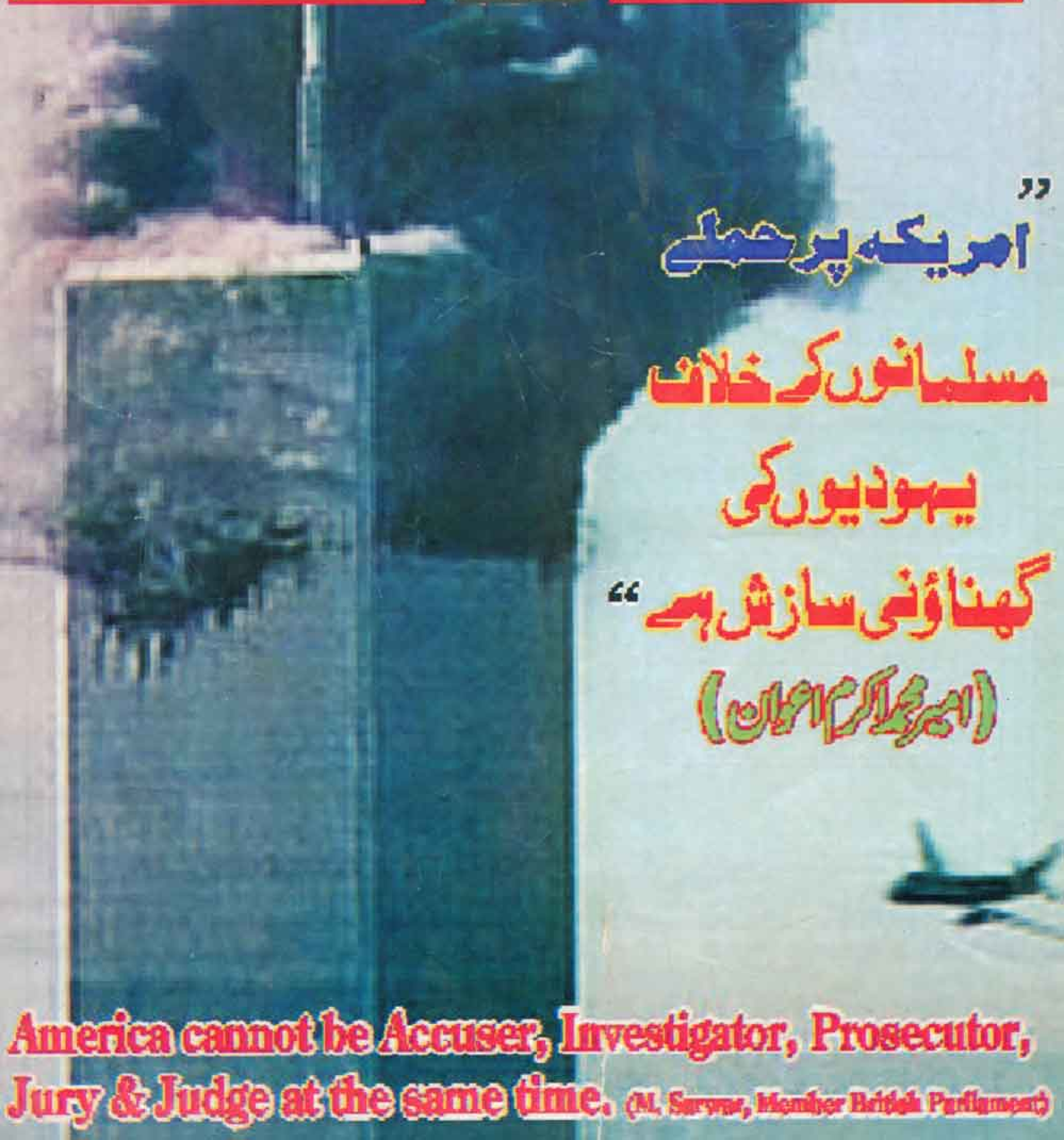

"امریکہ پر حملے مسلمانوں کے خلاف یہودیوں کی گھناؤنی سازش ہے"

(امیر محمد اکرم اعوان)

America cannot be Accuser, Investigator, Prosecutor, Jury & Judge at the same time. (M. Sarwar, Member British Parliament)

www.naqshbandiaowaisiah.com

بانی : حضرت العلام مولانا اللہ یار خان مجدد سلسلہ نقشبندیہ اویسیہ

سرپرست : حضرت مولانا محمد اکرم اعوان مدظلہ العالی شیخ سلسلہ نقشبندیہ اویسیہ

ناظم اعلیٰ : کرنل (ر) مطلوب حسین   نشرواشاعت : چودھری غلام سرور

ماہنامہ المُرشد لاہور

اکتوبر 2001ء (رجب / شعبان 1422ھ)

جلد نمبر 23 ✸ شمارہ نمبر 3

مدیر —— چودھری محمد اسلم

مجلس ادارت

الطاف قادر، محسن اعجاز، احمد اعجاز، سرفراز حسین

سرکولیشن منیجر : رانا جاوید احمد

کمپیوٹر ڈیزائننگ اینڈ کمپوزنگ عبدالحمید

قیمت فی شمارہ 25 روپے

CPL No. 3

اس شمارے میں

1-	خبردار......امریکہ (اداریہ)	محمد اسلم	3
2-	امریکہ کے خلاف اعلان جہاد	امیر محمد اکرم اعوان	4
3-	ورلڈ ٹریڈ سنٹر اور پنٹاگون کے حادثات ___ ایک یہودی سازش	امیر محمد اکرم اعوان	12
4-	آداب وتاثیر کلام الٰہی	امیر محمد اکرم اعوان	18
5-	تقویٰ و برکات قلبی	امیر محمد اکرم اعوان	23
6-	علم غیب کی حقیقت	امیر محمد اکرم اعوان	30
7-	عظمت و معرفت الٰہیہ	امیر محمد اکرم اعوان	37
8-	مومن کا وجود اور کردار	امیر محمد اکرم اعوان	45
9-	امیر محمد اکرم اعوان کے بیانات (اخبارات کی روشنی میں)	تراشے	53
10-	من الظلمت الی النور	محمد نذیر صوبیدار (ر)	56
11-	برطانوی رکن پارلیمنٹ محمد سرور سے انٹرویو	محمد اسلم	57
12-	حمیت نام ہے جس کا	محمد شفیع اویسی	60
13-	مراسلات	قارئین	64

بدل اشتراک	سالانہ	تاحیات
پاکستان	200 روپے	3000 روپے
بھارت/سری لنکا/بنگلہ دیش	700 روپے	8000 روپے
مشرق وسطیٰ کے ممالک	100 ریال	750 ریال
برطانیہ - یورپ	30 اسٹرلنگ پاؤنڈ	150 اسٹرلنگ پاؤنڈ
امریکہ	50 امریکن ڈالر	350 امریکن ڈالر
فارایسٹ اور کینیڈا	50 امریکن ڈالر	350 امریکن ڈالر

ناشر - پروفیسر عبدالرزاق

انتخاب جدید پریس - لاہور 042-6314365

رابطہ آفس = ماہنامہ المُرشد، اے - ٹی - ایم - بلڈنگ، پل کوریاں، سمندری روڈ، فیصل آباد - فون 041-668819

Web Site : www.owaisia_n_order.org.com   E.Mail : urwajan@yahoo.com

ہیڈ آفس = ماہنامہ المُرشد، اویسیہ سوسائٹی، کالج روڈ ٹاؤن شپ لاہور - فون 042-5182727

www.naqshbandiaowaisiah.com

اداریہ

خبردار...... امریکہ!

فلسطینیوں پر ظلم ہو تو دنیا خاموش...... کشمیر میں بے گناہ شہریوں کا قتل عام ہو تو مظلوموں کی حمایت کے دعویدار گنگ...... بوسنیا اور چیچنیا میں انسانی حقوق پامال ہوں تو عالمی ادارے بے حس و حرکت...... الجزائر میں مسلمانوں کا خون بہے تو عدم تشدد کے مبلغ لاتعلق...... کوسوو میں قتل و غارت ہو تو دنیا چپ عراق کے شہریوں پر بم برسائے جائیں تو انسانی حقوق کے ذمہ داروں کے کان پر جوں تک نہ رینگے...... دنیا کے کسی حصے میں بھی مسلمانوں پر ظلم ہو تو بڑی طاقتیں محوِ خواب رہیں...... اور جب امریکہ میں ورلڈ ٹریڈ سنٹر اور پینٹا گون کی عمارتوں پر حملے ہوئے تو دنیا چیخ اٹھی...... امریکہ، یورپ اور دوسرے مغربی ممالک نے مسلمانوں کو ان واقعات کا مجرم ٹھہراتے ہوئے ان کے خلاف محاذ کھول لیا۔ نام نہاد سپر پاور ان حملوں کو مسلمانوں کے ساتھ جوڑ کر انہیں دہشت گرد قرار دے رہی ہے۔ یہودی، عیسائی، ہندو اور دوسری تمام اسلام دشمن قوتیں مسلمانوں کے خلاف زہریلا پراپیگنڈہ کرنے میں مصروف ہیں اور بغیر کسی دلیل کے، بغیر کسی ثبوت کے، بغیر کسی تحقیق کے افغانستان کو نشانہ بنا رہی ہیں...... دکھ کی بات تو یہ ہے کہ اکثر مسلم ممالک کی حکومتیں بھی اس محاذ پر غیر مسلموں کے ساتھ کھڑی دکھائی دیتی ہیں...... یہ کہاں کا انصاف ہے...... یہ کیسا انصاف ہے...... کہ پوری دنیا مسلمانوں اور اسلام کے خلاف محاذ کھولے ہوئے ہے۔ ہمارا ہرگز یہ مطلب نہیں کہ ورلڈ ٹریڈ سنٹر پر حملوں کے دوران شہریوں کا قتل ظلم نہیں۔ یہ ظلم کرنیوالے اصل مجرم پکڑے جانے چاہئیں...... تحقیقات ہوں، انصاف کے تمام تقاضے پورے ہوں اور پھر جو مجرم ثابت ہو اسے سزا ملے......

لیکن اس کے ساتھ ہم یہ بھی چاہتے ہیں کہ کشمیر اور فلسطین میں بے گناہ شہریوں کا قتل عام کرنے والے مجرم بھی پکڑے جائیں...... بوسنیا، چیچنیا، الجزائر اور عراق کے شہریوں پر ظلم کرنے والوں کو بھی اپنے جرم کی سزا دی جائے...... ظلم کسی کے خلاف ہو اور ظلم کرنے والا خواہ کتنا ہی طاقتور ہو اس کو سزا دی جائے اور انصاف کا دہرا معیار ختم ہونا چاہئے...... کیا دنیا بھر میں مسلمانوں کا قتل عام کھلی دہشت گردی نہیں؟ اس دہشت گردی میں ملوث مجرم نہیں؟ عالمی حقوق کے نام نہاد علمبردار مسلمانوں پر ہونے والے ظلم پر خاموش کیوں رہتے ہیں...... اب جب امریکہ خود دہشت گردی کا نشانہ بنا ہے تو اسے ظلم کا احساس ہوا...... اور اس کی تمام تر ذمہ داری بلا جواز افغانستان اور اسامہ بن لادن پر عائد کر دی۔ انصاف کی یہ انوکھی منطق ہے کہ امریکہ خود ہی مدعی ہو، خود ہی تحقیقات کرے، خود ہی جج بنے اور خود ہی فیصلہ سنا دے۔ اس حوالے سے برطانوی پارلیمنٹ کے رکن محمد سرور کا کہا ہوا ایک جملہ مسلمانوں کے خلاف بے بنیاد پراپیگنڈہ کا پول کھولنے کے لئے کافی ہے۔ محمد سرور کا کہنا ہے کہ

"America cannot be Accuser, Investigator, Prosecutor, Jury and Judge at the same time"

اسلام انصاف کا مذہب ہے اور ہر قسم کے ظلم کے خلاف ہے...... یہ ظلم خواہ مسلمانوں کے خلاف ہو یا کسی دوسرے مذہب کے افراد کے خلاف...... اگر اب امریکہ کو یہ احساس ہوا ہے تو پھر اسے دنیا بھر میں ہونے والی دہشت گردی رکوانے کی بھی بات کرنی چاہئے۔

تنظیم الاخوان کے امیر مولانا محمد اکرم اعوان نے اپنے حالیہ بیان میں درست فرمایا ہے کہ افغانستان پر امریکی حملے کی صورت میں الاخوان کے کارکن اپنے افغان بھائیوں کے شانہ بشانہ کھڑے ہوں گے اور امریکی ظلم کے خلاف جہاد میں بھرپور حصہ لیں گے۔ اس لئے ہم امریکہ کو خبردار کرتے ہیں کہ اگر اس نے بغیر تحقیق کے، بغیر ثبوت کے صرف اپنی طاقت کے بل بوتے پر افغانستان پر حملہ کیا تو اس کا انجام بہت برا ہوگا۔ اس سے پہلے گزشتہ صدی میں برطانیہ نے افغانستان پر حملہ کیا اور اسے بھرپور شکست کا سامنا کرنا پڑا۔ 1980ء کے عشرے میں روس نے برطانیہ والی غلطی دہرائی۔ دنیا نے دیکھا کہ روس کو شکست ہوئی اور اس کے ٹکڑے ٹکڑے ہوئے۔ امریکہ کو اس سے سبق سیکھنا چاہئے اگر وہ باز نہ آیا تو اس کی باون ریاستیں بھی بکھر جائیں گی۔ ہم امریکہ کو یہ بھی بتانا چاہتے ہیں کہ افغانستان اس لڑائی میں اکیلا نہیں ہوگا ساری دنیا کے مسلمانوں کی ہمدردیاں بے گناہ افغانیوں کے ساتھ ہوں گی۔

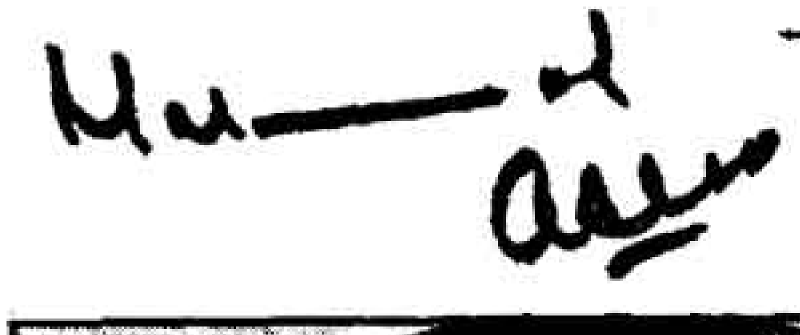

امریکہ کے خلاف اعلان جہاد

میں ممبرِ رسول ﷺ پر نہایت دیانتداری سے اور پوری صاف گوئی اور پوری ذمہ داری سے یہ عرض کر رہا ہوں کہ اگر افغانستان پر حملہ ہوا تو الاخوان کا ایک ایک رکن وہاں دادِ شجاعت دے گا اور الاخوان ایک طاقت ہے جسے امریکہ جانتا ہے۔ ہمیں کوئی غلط فہمی نہیں ہے ہمیں اس فیصلے میں کوئی تامل نہیں ہے اور ہم اس پر کبھی نظر ثانی نہیں کریں گے۔ اگر افغانستان پر امریکہ نے حملہ کیا تو الاخوان کا ایک ایک رکن افغانوں کے شانہ بشانہ کھڑا ہو کر جامِ شہادت نوش کرے گا اور امریکہ کو ہم بتادیں گے کہ زندہ قومیں کس طرح لڑا کرتی ہیں۔ میں یہ جذباتی بات نہیں کہہ رہا ہوں بڑے سکون انتہائی اطمینان سے امریکہ بہادر سے میری گذارش ہے کہ وہ اپنے فیصلوں پر نظر ثانی کرے۔ امریکہ کا دعویٰ ہے کہ وہ اکیلا سپر پاور ہے۔ ہم اس سے متفق نہیں ہیں۔ ہماری سپر پاور وحدہ لاشریک ہے۔

خطاب :- امیر محمد اکرم اعوان
دارالعرفان ' منارہ 21-09-2001

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سب سے پہلے تو میں یہ عرض کرتا چلوں کہ اسلام بنیادی طور پر قتلِ ناحق کا مخالف ہے اور اس کی اجازت نہیں دیتا بلکہ غیر مسلم کی جان' مال اور آبرو کے تحفظ کی بھی ضمانت دیتا ہے۔ اور اگر کہیں کوئی شخص کسی بے گناہ کو قتل کر دیتا ہے تو قرآن حکیم اس پر انسانیت کا قاتل ہونے کی فردِ جرم عائد کرتا ہے۔ جس کسی نے ایک بے گناہ کو قتل کیا گویا اس نے پوری انسانیت کو قتل کیا۔ اس اعتبار سے ہمیں دکھ ہے ان مرنے والوں کا جو امریکہ میں دہشت گردی کی نذر ہوئے۔ مغربی ذرائع بلاغ کا یا امریکن کا واویلا تو صرف امریکن کے بارے ہے۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ دنیا کے پینتالیس (45) بڑے بڑے ملکوں کے بینکوں کے ہیڈ آفس ان عمارات میں تھے جن میں یورپ بھی ہے' برطانیہ بھی ہے اور دنیا کے مسلمان ممالک بھی ہیں۔ وہ ساری عمارتیں یک دم اس طرح سے بیٹھیں کہ کسی کو بچ نکلنے کی فرصت نہیں ملی۔ لہٰذہ یہ صرف امریکن کا قتل نہیں ہے بلکہ اقوام عالم کے لوگوں کا قتل عام ہے۔ اور جس کسی نے کیا ہے اس کی سنگینی قلب اسکی وحشت اور اس کے ظالمانہ رویوں کی کوئی حد نہیں ہے۔ اس کا مجرم آپ تہجد گزاروں' پانچ وقت کے نمازیوں اور کسی عبادت گزاروں میں تلاش نہ کریں اور کسی ایسے چہرے کی تلاش میں نہ کھو جائیں جو سنتِ نبوی ﷺ سے مزین ہو۔ اس کے لئے کسی عہدِ حاضر کے فرعون کو ڈھونڈیں۔ اتنے قتل ایک وقت میں شائد فرعون بھی نہ کر پایا ہو۔ جس کسی نے منصوبہ بندی کی بڑی وسیع منصوبہ بندی تھی۔ جہازوں کے اوقات معین ہوتے ہیں' ان کے راستے معین ہوتے ہیں راستے میں جس ہوائی اڈے سے گزرتے ہیں ان سے انکی بات ہوتی ہے نمبر ہوتے ہیں جو صرف پائلٹ ہی جانتا ہے اور ان سے وہ بات کرتا ہے کہ میں جا رہا ہوں اتنے بجے فلاں سے اڑا تھا اور اتنے بجے فلاں جگہ پہنچنا ہے۔ تو منصوبہ بندی کرنے والوں نے ایسے جہاز تلاش کئے جو امریکہ کے مختلف اڈوں سے اڑیں لیکن ایک وقت میں نیو یارک پہنچتے ہوں۔ اپنے روٹ پر آئیں کیونکہ روٹ سے جب بھی جہاز چھوٹا ہے تو کھپ پڑ جاتی ہے شور پڑ جاتا ہے کہ یہ جہاز کدھر جا رہا ہے کہاں جا رہا ہے، کیا ہو گیا ہے اس میں۔ تو ظاہر ہے کہ نیو یارک تک تو دونوں جہاز اپنے روٹ پر آئے ہوں گے راستے کے ہوائی اڈوں کو انہوں نے مطلع بھی کیا ہوگا۔ اب نیو یارک ہوائی اڈے سے ان عمارتوں تک کوئی فاصلہ نہیں۔ وہاں آ کر وہ روٹ چھوڑ بھی دیں تو ٹکرانے تک انہیں کوئی روک نہیں سکتا۔ جس طرح جہاز ٹکرائے ہیں۔ جس بلندی پر وہ آ رہے تھے اور ایک دم ڈائیو کر کے جس طرح صحیح نشانے پر وہ لگے ہیں۔ یہ کسی ماہر پائلٹ کا کام ہے۔ اس سیدھ میں تو نہیں آ رہے تھے کہ سیدھے آتے آتے عمارتوں سے ٹکرا گئے۔ وہ تو اپنی بلندی پر آ رہے تھے تو یقیناً انہوں نے ہوائی اڈے پہ چکر کاٹا ہوگا۔ اترنے کے لئے جہاز کو نیچے لائے ہوں گے اور خاص

اس بلندی پر وہ پائلٹ لایا ہوگا۔ جہاں وہ ٹکرانا چاہتا ہوگا۔ ایک عجیب بات اس میں یہ بھی ہے کہ جہاں دنیا کے دفاتر تھے وہاں اسرائیل کا بینک بھی تھا اور اسرائیلی یہودی بھی ملازم تھے چار ہزار کے قریب لیکن عجیب اتفاق ہے کہ اس دن اسرائیل کے چار ہزار یہودی چھٹی پر تھے ایک اتفاق اور بھی ہے کہ جب جہاز ٹکرائے تو اس وقت ایک یہودی چھوٹا ہاتھ والا کیمرہ جسے ہینڈی کیم کہتے ہیں' وڈیو کیمرہ لے کر ایسی جگہ پر کھڑا تھا جہاں عمارت کا نہ ملبہ گر سکے' نہ جہاز کے ٹکرانے سے وہاں تک کوئی چیز پہنچ سکے اور وہ تصویر بھی بنا سکے۔ وہ تصاویر بھی CNN نے دکھائیں۔ وہ CNN نے نہیں بنائی تھیں وہ جس بندے نے بنائیں وہ بھی یہودی ہے۔ اب یہ دیکھنا' ان باتوں پر غور کرنا یہ تو امریکہ کا کام تھا جو ذمہ دار تھا پوری دنیا کے لوگوں کو مروانے کا جسکی سیکیورٹی اور جس کی خفیہ ایجنسیاں اور جس کی طاقت اور جس کے ہوائی بیڑے اور جس کے بحری بیڑے کی دھاک پوری دنیا پہ بیٹھی ہوئی ہے۔ آخر وہ ساری ایجنسیاں کیا کرتی رہیں؟ یہ ساری اطلاعات منصوبہ بندی والے کو کس نے فراہم کیں؟ ایسا تو نہیں ہے کہ امریکہ کے ہر شعبہ زندگی میں کہیں نہ کہیں ٹاپ پر کوئی یہودی بیٹھا ہو اور ساری اطلاعات اسرائیل نے وہاں سے حاصل کر کے منصوبہ بندی کی ہو۔ تاکہ جو ظلم اسرائیل ڈھا رہا ہے اسے بھول کر امریکہ مسلم دنیا پر چڑھ دوڑے اور مسلمانوں کے ساتھ جنگ شروع کر دے۔ اب ہوتا یہ ہے کہ امریکی ذرائع ابلاغ فلسطینیوں کا احتجاج دکھلا رہے تھے امریکہ کے خلاف احتجاج کر رہے ہیں یا اسرائیل کے خلاف ۔ اگر آپ نے غور کیا ہو تو تصویریں وہ تھیں جو 91 میں جلوس نکلے تھے جو تصویریں CNN نے 91 میں دکھائی تھیں فلسطینیوں کی وہی تصویریں وہ آج دکھلا رہا ہے۔ کہیں امریکی ذرائع ابلاغ پر بھی یہودی تو نہیں بیٹھا؟ کیا صدر امریکہ چند دن کے لئے ان یہودیوں کو چھٹی پر بھیج سکتے ہیں جو اعلیٰ عہدوں پر بیٹھے ہیں؟ ایک

صدر محترم ! ریفرنڈم کروا لو' قوم سے پوچھ لو کہ وہ غیرت سے مرنا چاہتی ہے یا بے غیرتی سے زندہ رہنا چاہتی ہے۔

ہفتے کے لئے انہیں ذرائع ابلاغ سے ہی ہٹا دیں اور کسی آزاد منش آدمی کو' عیسائی کو ہی لگا دیں اس کا تبصرہ بھی تو لوگوں کو سننے کو ملے۔

ہمارے خطے میں سب سے زیادہ بخار ہندوستان کو ہو رہا ہے۔ حالانکہ آج تک امریکہ نے ہندوستان سے کسی قسم کی مدد باضابطہ نہیں مانگی۔ اس کے باوجود ہندوستان کہتا ہے آپ مسلمانوں پر حملہ کریں میرے سارے وسائل میرے سارے ذرائع حاضر ہیں۔ فوج کہیں تو میں دیتا ہوں' میرے جہاز استعمال کریں' میری زمین استعمال کریں' میرے وسائل استعمال کریں' ہندوستان کے پیٹ میں کیوں مروڑ اٹھ رہا ہے؟ ہندوستان نے گزشتہ برس سے اسرائیل سے ایک معاہدہ کیا ہے جس میں اسرائیل کی "موساد" جو کہ خفیہ ایجنسی ہے وہ ہندوستان کی خفیہ ایجنسی "را" کے لوگوں کو اور ان فورسز کو جو آزاد کشمیر میں ظلم ڈھا رہی ہیں ٹریننگ دے رہا ہے۔ نئے نئے طریقے ایذا رسانی کے' تفتیش کرنے کے اور آلات ایذا رسانی یہود سپلائی کر رہا ہے ہندوستان کو۔ اگر مقبوضہ کشمیر میں "موساد" "را" کے ساتھ کام کر رہی ہے اور مسلم دنیا پر امریکہ کے حملہ میں ہندوستان کو بھی بڑی دلچسپی ہے تو کیا کہیں ایسا تو نہیں کہ اس دہشت گردی کے منصوبے میں "موساد" کے ساتھ "را" بھی برابر کی شریک ہے۔ اور اگر "را" شریک نہیں ہے تو ہندوستان کو کیا جلدی پڑی ہوئی ہے کیونکہ ہندوستان روسی بلاک کا تھا۔ امریکہ کو اپنے کردار پر بھی کچھ غور کرنا چاہئے ہمیں دکھ ہے مرنے والوں کا اور ہمدردی ہے ان کے پسماندگان سے اور میں مسجد میں ممبر پر بیٹھ کر ذمہ داری سے کہہ رہا ہوں کہ صرف اسی دہشت گردی پر نہیں بلکہ کہیں بھی کسی دہشت گردی کا جو مجرم ثابت ہو جائے مسلمانوں پر فرض عائد ہوتا ہے کہ اس کی مخالفت کریں اور اسے عدالت تک یا عدل تک پہنچانے میں بھرپور تعاون کریں' کوشش کریں تاکہ دنیا سے ظلم ختم ہو۔ ہم بھی اس میں ان طاقتوں کے ساتھ ہیں جو مجرموں کو سزا دلوانا چاہتی ہیں خواہ وہ امریکہ ہو ہم اس کے

www.naqshbandiaowaisiah.com

ساتھ ہیں لیکن مجرم کو چھوڑ کر محض اس بنا پر کہ چونکہ ہم کہتے ہیں اسامہ بن لادن ہے' ہم کہتے ہیں اس لئے مملکت اسلامیہ افغانستان پر ہم چڑھ دوڑیں گے۔ تو یہ کوئی معقول بات نہیں ہے اور یہ تو انسانی تقاضوں کے منافی بات ہے۔

امریکہ میں دہشت گردی ہوئی بڑا ظلم ہے لیکن جو آج فلسطین میں اور الجزائر میں ہو رہا ہے کیا وہ ظلم نہیں ہے؟ جو کچھ کوسوو میں شیشان میں بوسنیا میں ہوا کیا وہ ظلم نہیں ہے؟ جو کچھ مقبوضہ کشمیر میں ہو رہا ہے کیا وہ ظلم نہیں ہے؟ ظلم تو ظلم ہے جہاں ہو جس پر ہو۔ کیا امریکہ میں ہو تو ظلم کئی گنا بڑھ جاتا ہے اور باقی انسانیت جو ہے وہ کیڑے مکوڑے ہیں اور جہاں ہوتا رہا امریکہ کے کان پر جوں تک نہیں رینگی تو امریکہ کو اپنی پالیسیوں پر بھی نظر ثانی کرنیکی ضرورت ہے بڑے سکون کے ساتھ، کہ جو سلامتی کا راستہ اختیار کرتا ہے اس کے حصے میں سلامتی آتی ہے اور جو ظلم کا راستہ اختیار کرتا ہے وہ خواہ کتنا طاقتور بھی ہو اسے ظلم کا خمیازہ بھگتنا پڑتا ہے۔ صرف امریکہ پاور نہیں ہے دنیا کو امریکہ نہیں چلا رہا۔ سورج امریکہ طلوع نہیں کر رہا' بارشیں امریکہ نہیں برسا رہا' ہوائیں امریکہ کے حکم کی محتاج نہیں ہیں۔ بجلیاں امریکہ سے پوچھ کر نہیں لپکتیں ورنہ امریکہ میں سٹارم نہ آتے باقی ساری دنیا پہ آتے۔ جو ایک ایک مچھر اور مکھی کو پیدا کر کے اسے شعور اور اسے زندگی کے اصول اور اسے راستے دکھا رہا ہے جو ایک ایک ذرے کا خالق اور محافظ ہے جو ایک ایک تنکے ایک ایک گل اور پتے کا خالق اور محافظ ہے' اپنی کائنات کو وہ خود چلا رہا ہے۔ اور یہ بھی اس کا فیصلہ ہے کہ جو ظلم کا بیج بوئے گا جب وہ پودا تناور ہوگا' پھول آئیں گے' پھل آئیں گے تو اس پر پھل بھی ظلم کا آئے گا اور اسے یہ ترشی کھانا پڑے گی۔ اگر شواہد پر بات کی جائے تو اسامہ بن لادن کے پاس اتنے وسائل کہاں سے آ گئے جبکہ وہ ایک دوسری حکومت میں غریب الوطن مسافر کی طرح سے بیٹھا ہے اور اگر ہیں اور امریکہ کو وہ ثبوت مل گئے

مشرف اگر ایٹمی قوت کا تحفظ نہیں کر سکتے' ملکی سرحدوں ملک کی سلامتی اور بقا کی حفاظت نہیں کر سکتے' اپنی ذمہ داریاں نہیں نبھا سکتے تو سیٹ خالی کر دیں۔

ہیں تو امریکہ وہ ثبوت دنیا کے سامنے کیوں نہیں رکھتا۔ اقوام عالم کے سامنے کیوں نہیں رکھتا؟

جب امریکہ کا صدر یہ کہتا ہے کہ ہمیں اسامہ چاہیے زندہ یا مردہ تو یہ تو ایک اور دہشت گردی ہے کہ آپ نے کسی کو مجرم ثابت کرنے سے پہلے اس کے مارنے کا حکم دے دیا سزائے موت تو کنفرم ہوگئی نا۔ کوئی اسے قتل کر کے بھی لے آئے ٹھیک ہے کہ آپ نے تو اس کے اوپر سزائے موت مسلط کر دی بغیر شہادت کے' بغیر عدالت کے' بغیر مقدمہ چلائے اور بغیر کسی ثبوت کے۔ حکومتوں کے کام ان کی ذمہ داری اور ان کے ویژن ان کی اطلاعات کے مطابق ہوتی ہے۔ ہم بہت نیچے بیٹھے ہیں حکمران بہت بلند جگہ پہ بیٹھے ہیں۔ ہماری نظر یہاں تک ہے ان کی نظر بہت دور تک جاتی ہے ۔بین الاقوامی حالات ،تعلقات، معاملات قومی امور ملکی حالات جو حکمرانوں کی سمجھ میں یا ان کی نظر میں ہوتے ہیں وہ ہماری نظر میں نہیں ہوتے۔ جو کچھ میں نے سمجھا صدر محترم کی تقریر سے اس میں شاید حکومت ابھی تک مشاورت کر رہی ہے اور حکومت کے مطابق اکثریت نے امریکہ کا ساتھ دینے کا فیصلہ کیا ہے اور ایک معمولی سی اقلیت ہے ملک میں جو امریکہ کا ساتھ دینے پر رضا مند نہیں ہے۔ یہ جنرل صاحب فرما رہے تھے ان کی اطلاعات کے مطابق صدر محترم کا ارشاد یہ تھا کہ حکومت امریکہ نے تعاون مانگا ہے کہ ہم ان سے انفارمیشن ٹیکنالوجی میں بھی تعاون کریں یہ اطلاعات دیں کہ اسامہ کہاں ہے؟ افغان کیا کر رہے ہیں؟ افغانستان کی فوج کہاں ہے؟ مورچے کہاں ہیں؟ یا کیا کرتا ہے؟ یا یہ کام بھی امریکہ کو ہم کر کے دیں۔ پاکستان کی سرزمین بھی اور ہوائی اڈے بھی انہیں استعمال کرنے کی اجازت دیں اور تیسری بات جو صدر مملکت نے فرمائی وہ خاص فوجی اصطلاح ہے جسے شائد سول کے دوست کم سمجھتے ہوں کہ لاجسٹک سپورٹ بھی ہم دیں۔ یہاں فوجی حضرات بہت سے تشریف فرما ہیں فوج کی اصطلاح میں لاجسٹک کہتے ہیں اسباب اور

www.naqshbandiaowaisiah.com

ذرائع فوج جب کہیں حرکت کرتی ہے تو اس کو گاڑیاں چاہئیں' گاڑیوں کو پٹرول چاہئے' انہیں روٹ میپ چاہئیں کہ راستے میں پانی کہاں سے پئیں گے' کھانا کہاں کھائیں گے' پھر کہاں جا کر رکیں گے۔ وہاں انھیں تنبوؤں کی ضرورت ہوگی، میس بنانا ہوگا' رہائش کیلئے جگہ چاہئے اور کچن چاہئے۔ جہاں فوج جائے وہاں کمیونیکیشن سسٹم ٹیلیفون یا وائرلیس کا ایک سسٹم چاہئے' پھر فوج کو اسلحہ چاہئے' پھر اسلحے کے ساتھ اسے گولہ بارود اور ایمونیشن چاہئے توپ خانہ کو توپیں چاہئیں، ٹینک والوں کو ٹینک چاہئیں' رسالے والے کو ٹینک چاہئیں' پیدل فوج کی ضرورت کیا کیا ہے۔ یہ سارا کچھ جو ہے یہ لاجسٹک کہلاتا ہے فوج کی زبان میں۔ گویا امریکہ بہادر یہ چاہتا ہے کہ ہم تلاش کریں افغان حکومت کی فوج کو بھی' اسامہ بن لادن کو بھی' افغان مورچوں کو بھی۔ زمین بھی ہماری استعمال ہو اور اسباب اور ذرائع بھی ہمارے ہوں تو پھر صرف سپاہی امریکہ سے بھیجنے کی کیا ضرورت ہے۔ پھر وہ بھی ہمارے ہی شامل کرلو۔ جب آپ لاجسٹک دیں گے تو اس میں کتنی فوج آپ کی Involve ہو گی؟ جب آپ انٹیلی جنس دیں گے تو اس میں آپ کی کتنی فوج Involve ہوگی تو پھر آپ ہوائی اڈے بھی دے دیں گے تو آپ کے پاس بچا کیا ہے۔ اور یہ سب کچھ دیں تو امریکہ دے گا کیا؟ رات میں سی این این دیکھ رہا تھا اور آج کے اخبار بھی دیکھے کہ ورلڈ بنک پاکستان کو مزید قرضے دے گا۔ او ظالمو! اگر بکنا ہی ہے تو پچھلے قرضوں کی شرط رکھو جو گردن میں لعنت کے طوق کی طرح سوار ہیں انہیں کہو کہ مزید مت دو اگلے معاف کر دو۔ وہ قرضے جو ہم نے لئے ہی نہیں وہ قرضے جو حکمرانوں نے عوام سے بالا بالا امریکہ کے بنکوں میں ہی رکھ دیئے' وہ قرضے بھی وصول کرے گا مزید قرضے بھی دے گا' ہمیں مزید غلامی میں جکڑے گا' اس کا یہ انعام ملے گا۔

> **امریکہ کسی اخلاقی' قانونی یا انسانی بنیادوں پر سپورٹ نہیں مانگ رہا بلکہ ایک ڈاکو کی طرح حکم دے رہا ہے کہ میری مدد کرو ورنہ میں تمہارا گھر جلا دوں گا۔**

ایک یہ بات اور بھی ہے کہ افغان علماء کے جرگے نے جو بھی فیصلہ کیا ہے' شریعتِ اسلامیہ بھی جو کچھ کہتی ہے' قرآن و حدیث میں جو حکم ہے' فقہ میں جو اصول طے کئے گئے ہیں وہ یہ ہیں کہ "اگر کفار ناحق کسی مسلم ریاست پر چڑھ دوڑیں تو ان تمام مسلمانوں پر جو ریاست میں ہیں جہاد فرضِ عین ہو جاتا ہے اور کچھ فرائض ایسے ہیں جن کی قضا نہیں ہوتی۔ نماز فرضِ عین ہے وقت گزر جائے اسکی قضا ہو جاتی ہے' روزہ فرضِ عین ہے اسکی قضا ہو جاتی ہے' حج فرضِ عین ہے آپ حج پر جائیں اگر کوئی رکن نہیں ہوا حج پورا نہیں ہوا تو اگلے سال' اگر زندگی وفا کرے تو آپ اگلے سال اس کی قضا کر سکتے ہیں' زکوٰۃ اگر نہیں دے سکے دیر ہوگئی تو آپ دے دیجئے ادا ہو جائے گی۔ لیکن جہاد وہ فرضِ عین ہے جس کی قضا نہیں ہے۔ جو موقع پر ہی ہوتا ہے اور جنگ ختم ہونے کے بعد اسکی قضا نہیں ادا کی جا سکتی۔ پھر جہاد اگر وہ قوم جس پر حملہ ہوا ہے اور اسکا کچھ حصہ دفاع کیلئے کافی ہے تو باقی اس میں حصہ نہ بھی لیں تو وہ فرضِ کفایہ بن جاتا ہے کہ کچھ لوگوں نے فرض ادا کر دیا سب کو کافی ہے۔ لیکن حملہ آور اگر اس قوم سے زیادہ طاقتور ہے تو اس ساری قوم پر تو جہاد فرضِ عین ہے ہی لیکن اس کے ساتھ جو ملحقہ ملک ہے اس پر بھی جہاد فرضِ عین ہو جائے گا' اگر وہ بھی سارے شامل ہو جاتے ہیں اور پھر ضرورت باقی رہ جاتی ہے تو اگلا ملک جو ہو گا اس پر فرضِ عین ہو جائے گا۔ جس دن مسلمان ملک پر کافر حملہ کرے گا پوری دنیا کے مسلمانوں پر فرضِ کفایہ ہو جائے گا۔ لیکن ضرورت کے مطابق فرضِ عین کی حدود بڑھتی چلی جائیں گی۔ یہ صورتیں بدلتی رہتی ہیں۔ اب ایک مسلمان ہے وہ فوت ہو گیا کوئی اس کا جنازہ پڑھنے والا نہیں ہے تو جنازہ پڑھنا فرضِ عین ہو جائے گا۔ جو بھی قریب ہے اس پر فرضِ عین ہے۔ مسلمان کو بغیر جنازے نہ چھوڑیں لیکن چند لوگ جنازہ پڑھنے والے ہیں تو فرضِ کفایہ ہو جائے گا جو سب کی طرف سے ہوگا۔ اسی طرح اگر کوئی غیر مسلم قوم مسلمانوں پہ حملہ کرتی ہے تو فرضِ کفایہ تو دنیا کے مسلمانوں پر ہو جاتا ہے لیکن جو جو قریب ہیں جن جن کی ضرورت ہے ان پر فرضِ عین ہوتا چلا

www.naqshbandiaowaisiah.com

جاتا ہے۔ میں بات حکومتوں کی نہیں کر رہا' میں بات مسلمان قوم کی کر رہا ہوں۔ روس نے حملہ کیا تھا تو دنیا کا کوئی مسلمان ملک ایسا نہیں تھا کہ جس کے نوجوانوں نے افغانستان میں شہادت نہ پائی ہو' قربانیاں نہ دی ہوں۔ حکومتیں اپنی جگہ رہیں لیکن مسلمان بحیثیت قوم اگر امریکہ حملہ کرے گا تو دنیا بھر کے مسلمان وہاں قربانیاں دیں گے اور اسے حکومتیں نہیں روک سکیں گی۔

ایک سوال اور باقی ہے۔ وہ بڑا عجیب سوال ہے کہ اگلے دنوں افغان حکومت کا بیان میں نے پڑھا کہ پاکستان ہمارا بھائی ہے' ہمارا برادر ملک ہے' ہم سے بڑا اسلامی ملک ہے' اچھے مسلمان ہیں' روس کے خلاف اس نے ہمارے جہاد میں بھرپور حصہ لیا ہے لیکن اگر پاکستان حملہ کرنے میں امریکہ کی مدد کرے گا تو ہم پاکستان کا بارڈر کراس کر جائیں گے اور ہم پاکستان کی حدود میں' مملکت میں داخل ہو جائیں گے۔ اور یہ ایک ایسی بات ہے کہ اگر افغان داخل ہوتے ہیں تو پورے طویل بارڈر پر پاکستان انہیں کہیں بھی روک نہیں سکے گا۔ اس لئے کہ پاکستان اور افغانستان کے درمیان ایک آزاد قبائلی پٹی ہے' آزاد قبائل بھی ان کے ساتھ ہیں پھر اگر وہ پاکستان کی سرزمین پر آ گئے تو امریکہ تو افغانوں کا تعاقب کرے گا ہی لیکن کیا حکومت نے امریکہ سے یہ طے کر لیا ہے کہ پھر پاک سرزمین پر بمبارٹمنٹ نہیں کرے گا۔ اور اگر امریکہ بہادر جو کہ اب کہہ رہا ہے کہ افغانوں کے ٹریننگ کیمپ پاکستان میں بھی ہیں اور ہم نے ہر ٹریننگ کیمپ تباہ کرنا ہے۔ یہ بات افغانستان تک تو نہ رہی۔ امریکہ اگر بمبارٹمنٹ کرے گا تو پھر پاکستان پر بھی کرے گا۔ پھر حکومت پاکستان کا ردعمل کیا ہوگا؟

یہ حکمرانوں کے سوچنے کی بات ہے

حکومت کو یہ سوچنا چاہئے یا پہلے طے کر لینا چاہئے کہ اگر کوئی افغان سرحد پار کر لیتا ہے تو افغان فوج کا کوئی دستہ سرحد پار کر کے چلا آتا ہے تو پاکستان آرمی کا کیا ردعمل ہوگا۔ کیا ہم ان سے لڑیں گے؟ کیا ہم ان پر توپ خانہ استعمال کریں گے؟ اور اپنے ہوائی جہاز استعمال کریں گے؟ اور ان پر بمبارٹمنٹ کریں گے؟ گولی چلائیں گے؟ یا ان سے براہ راست لڑنے کی تو ہمیں ضرورت نہیں وہ تو ہمارے مسلمان بھائی ہیں تو کیا ہم انہیں پناہ دیں گے یا پناہ دے سکیں گے۔ یا امریکہ اس بات پر آمادہ ہو جائے گا کہ جو اسلامی لشکر پاکستان میں آ گئے ہیں بس وہ تو خیر ہے وہ تو اپنے گھر آ گئے۔ ہمارا دوست ملک ہے جو افغانستان میں ہیں ہم ان سے لڑیں' انہیں ہم کچھ نہیں کہتے' کیا ایسا ہوگا؟ اگر ایسا ہونا ممکن نہیں تو کہیں ایسا تو نہیں کہ امریکہ کی حمائیت میں ہم افغانوں کی جنگ کو پاکستان میں گھسیٹ رہے ہیں۔ میرے خیال میں میں نے کسی سرکاری پریس کانفرنس میں یا کسی ملکی اخبار میں یا کسی غیر ملکی میڈیا سے اس بات کا جواب آج تک سنا نہیں ہے۔ میں ملکی اکابرین سے بھی درخواست کرتا ہوں' ذرائع ابلاغ سے بھی درخواست کرتا ہوں اپنے قومی اخبارات سے گزارش کرتا ہوں کہ یہ ایک بڑا اہم سوال ہے اور اس پر قومی اخبارات کو بھی لکھنا چاہئے کہ جب افغان حکومت اعلان کر رہی ہے کہ اگر ہم پر حملہ ہوا اور پاکستان نے اس میں امریکہ کی مدد کی تو ہمارے لئے پاکستانی بارڈر کی کوئی حیثیت نہیں ہے' ہم اپنا ایک ملک سمجھیں گے اور ہم بارڈر کی پرواہ نہیں کریں گے ہم پاکستان میں داخل ہو جائیں گے' تو ہم تو سپورٹ کر رہے ہیں کہ امریکہ لڑے گا افغانوں سے اور افغان آ جائیں گے پاکستان میں۔ کوئٹہ میں آ جاتے ہیں' ڈی آئی خان تک آ جاتے ہیں' بنوں تک آ جاتے ہیں۔ تین نام تو وہ ہیں جہاں تک آپ آج تک سمگلنگ نہیں روک سکے' ڈرگ سپلائی نہیں روک سکے' اسلحہ نہیں روک سکے تو کوئی باقاعدہ فوج چل پڑے گی تو اسے کون روکے گا؟ تو ہمارا دوست امریکہ اپنی فوجی طاقت یا ہوائی طاقت پاکستان کی سرزمین پر مرکوز کر دیگا اور اگر ایسا ہے تو پھر ہم کیا امریکہ کے معاون ہوں گے یا دشمن ہوں گے۔ یہ وہ ساری صورتیں ہیں جو حکومتِ پاکستان کو سلجھانی چاہییں، سامنے

اسرائیل کی "موساد" اور بھارت کی "را" مقبوضہ کشمیر میں مشترکہ قتل عام کر رہی ہیں امریکی سانحہ میں بھی "موساد" کے ساتھ "را" کی شرکت بعید از قیاس نہیں ہے۔

www.naqshbandiaowaisiah.com

رکھنی چاہئیں اور اسکا جواب امریکہ سے حاصل کرنا چاہئے۔

میری ناقص سمجھ میں جو جواب ہے اسکا وہ یہ ہے کہ امریکہ پر یہودیوں کا تسلط ہے امریکہ کا سارا معاشی نظام یہود کے قبضے میں ہے، ذرائع ابلاغ ان کے کنٹرول میں ہیں اور پائلٹ اس پر چھائے ہوئے ہیں۔ اپنے مظالم کو چھپانے کیلئے اور مسلم دنیا میں جو بیداری ہو رہی اور خود امریکہ میں جس تیزی سے اسلام پھیل رہا ہے، خود یورپ میں جس تیزی سے اسلام پھیل رہا ہے، اس سیلاب کو روکنے کی یہودیوں کی یہ ظالمانہ کوشش ہے۔ سوائے یہودیوں کے اتنا ظالمانہ فیصلہ کوئی نہیں کر سکتا کہ اقوامِ عالم کے مسلمانوں سمیت جتنے لوگ مرتے ہیں مر جائیں ہم بھی ٹکرا دیں گے۔ یہ وہ قوم ہے جس نے ایک ایک دن میں اللہ کے ستر ستر نبی ذبح کئے۔ یہ وہ قوم ہے جس کے ہاتھ عیسیٰ علیہ السلام کے خون سے بھی رنگین ہیں یہ وہ قوم ہے جس نے اپنے نبی موسیٰ علیہ السلام کا بھی مذاق اڑایا۔ یہ وہ قوم ہے جس نے موسیٰ علیہ السلام سے بھی کہا تھا ہم تو یہاں بیٹھیں گے، آپ جائیں اور آپ کا رب۔ اور آپ لڑو جا کر ہم لڑنے والے نہیں۔ دنیا کی ظالم اور وحشی قوم اسرائیل ہے اور اتنا بڑا ظلم اسرائیل کے علاوہ کوئی سوچ بھی نہیں سکتا۔ لیکن امریکہ اس پر تحقیق کیوں نہیں کرتا جبکہ آج تک امریکی میڈیا دنیا کے سامنے اسامہ بن لادن کے خلاف کوئی ثبوت پیش نہیں کر سکا۔ مزے کی بات یہ ہے کہ رات امریکہ والے اس کے ذرائع کہہ رہے تھے کہ ہمیں کچھ پاسپورٹ اور دو پائلٹ لائسنس ملے ہیں لیکن وہ تو وہی ہیں جو اصلی پائلٹوں کے چوری کر کے ڈپلیکیٹ بنا لئے گئے تھے۔ اب امریکی پائلٹوں کے لائسنس اور پاسپورٹ کون چوری کر سکتا ہے اسامہ بن لادن کیسے چوری کر سکتا ہے؟

نئی اور تیسری بات یہ ہے کہ افغان علماء نے فیصلہ کیا کہ اسامہ بن لادن کو ہماری سر زمین چھوڑ دینی چاہئے۔ اگر امریکہ ثبوت پیش کرے کہ وہ مجرم ہے تو ہم گرفتار کر کے امریکہ کے سپرد کر دیں گے لیکن اگر امریکہ جرم ثابت نہیں کر سکتا، اسکو اس پر شبہ ہے تو ہم اسے اپنے ملک سے نکال دیں گے۔ دنیا وسیع ہے امریکہ جانے اور اسامہ بن لادن جانے۔ تلاش کرے اور پکڑے لیکن امریکیوں کا اصرار ہے کہ جی نہیں ! آپ ہمیں اسامہ بن لادن دیں، نہیں تو ہم حملہ کریں گے۔ لیکن امریکہ کو یہ یاد رکھنا چاہئے کہ دنیا کا ہر مسلمان پاکستان کی نوجوان نسل، میں دینی مدارس کی بات نہیں کر رہا ہوں میں آپ کی یونیورسٹیوں اور کالجز کی بات کر رہا ہوں، میں یورپ میں بسنے والے نوجوان مسلمانوں کی بات کر رہا ہوں، میں مسلم ممالک کی نوجوان نسل کی بات کر رہا ہوں، یہ تو معاملہ سامنے آجائے گا اور امریکہ حملہ کر کے دیکھے، دنیا کا ہر نوجوان مسلمان وہاں خون دینے کیلئے حاضر ہوگا۔ امریکہ جیسے بڑے ملک کو ایک حادثے سے اسطرح بوکھلا نہیں جانا چاہئے کہ وہ تیسری عالمی جنگ کا آغاز کر دے۔ ایک خطرہ یہ بھی ہے کہ امریکہ کے خلاف بھی کوئی اتحاد بن جائے اور یہ جنگ امریکی افغان جنگ نہ رہے بلکہ تیسری عالمی جنگ کا پیش خیمہ بن جائے۔

جناب صدر کی ایک بات میری سمجھ نہیں آئی شاید حکومت سمجھا سکے۔ آپ نے فرمایا کہ اگر ہم امریکہ سے تعاون نہیں کرتے تو پاکستان کی بقا خطرے میں ہے، ملکی سرحدات خطرے میں ہیں اور ایٹمی قوت سخت خطرے میں ہے۔ گویا امریکہ آپ سے اخلاقی اعتبار سے یا انسانی اعتبار سے یا قانونی اعتبار سے سپورٹ نہیں مانگ رہا بلکہ ایک ڈاکو کی طرح مانگ رہا ہے کہ میری مدد کرو ورنہ تمہارا گھر جلا دوں گا۔ جو بات جناب صدر صاحب کی تقریر سے میری سمجھ میں آئی وہ یہ ہے کہ امریکہ بہادر کہتا ہے کہ میری مدد کرو ورنہ میں تمہارا گھر جلا دوں گا تو اگر آج ہم امریکہ کے ساتھ مل کر ایک برادر اسلامی ریاست کا گھر جلاتے ہیں۔ تو اس کی کیا ضمانت ہے کہ ڈاکو کل کو ہمارا گھر نہیں جلا دے گا اس کی کیا ضمانت ہے کہ افغانستان کے قتلِ عام کے بعد پاکستان میں قتلِ عام نہیں ہوگا۔ ڈاکو تو ڈاکو ہے آج وہ آپ کو بندوق کی نوک پر لے جا رہا ہے آپ کی اس سے دوستی نہیں ہے، آپ کو وہ زبردستی اپنے ساتھ گھسیٹ رہا ہے کہ ورنہ میں آپ کا گھر جلا دوں گا۔ دوسری بات یہ ہے کہ ایک زمانہ تھا جب دنیا پر پاکستانی فوج کی دھاک بیٹھی ہوئی تھی اور 1965ء کی قربانیوں نے عالمی طاقتوں کو سوچنے پر مجبور کر دیا کہ یہ لوگ دنیا کے کسی خطے کا رخ کر لیں تو انھیں روکے گا کون؟

آج وہ فوج کہاں ہے جب کہ سرحدیں جو ہیں وہ خطرے میں ہیں۔

اگر فوج میٹر پڑھتی رہے گی بجلی کے' آپ کی فوج ٹیلیفون کے بل بناتی رہے گی' آپ کی فوج بھل صفائی کرتی رہے گی' آپ کی فوج میونسپل کمیٹیاں چلاتی رہے گی' آپ کی فوج ضلع میں مانیٹرنگ آفس بنا کر بیٹھی رہے گی تو سرحدوں پر جس کا جی چاہے چڑھ دوڑے۔ آپ حضور! فوج کو سرحدوں پر بھیجئے۔ یہ کام ان محکموں کے سپرد کیجئے جو ان کاموں کی تنخواہ لیتے ہیں۔ گستاخی معاف! صدرِ مملکت کی حیثیت اس وقت فیصل آباد کے گھنٹہ گھر کی ہے جس بازار سے جھانکیں آگے گھنٹہ گھر۔ آرمی کی طرف سے آئیں تو آرمی چیف آپ ہیں، سول کی طرف سے آئیں تو سول ایڈمنسٹریٹر آپ ہیں اور ایگزیکٹو پاور کی طرف سے آئیں تو چیف ایگزیکٹو آپ ہیں۔ جو سب کچھ آپ ہی آپ ہیں تو پھر سب کچھ کی فکر بھی آپ ہی کو ہونی چاہئے۔ گھنٹہ گھر کے بھی چاروں طرف گھڑیاں لگی ہوئی ہیں۔ ہر طرف سے وہ وقت بتاتا ہے یہ اسکی ذمہ داری ہے۔ درمیان میں جو کھڑا ہے۔ اگر گھنٹہ گھر ایک طرف گھڑی لگا لے تو باقی بازاروں کو اس نے کیا دکھانا ہے۔ درمیان میں کھڑا ہے اسکے چاروں طرف گھڑیاں ہیں۔ آپ بھی حضور پاکستان کے گھنٹہ گھر ہیں۔ سرحدیں سنبھالنا آپ کی ذمہ داری ہے' ایٹمی قوت کا تحفظ کرنا آپ کی ذمہ داری ہے' سیاسی اکھاڑ بچھاڑ پر نظر رکھنا آپ کی ذمہ داری ہے' ملک کی سلامتی اور بقاء آپ کی ذمہ داری ہے۔ اگر آپ نہیں کر سکتے تو اس سیٹ کو چھوڑ دیجئے۔ یہ کہاں کا انصاف ہے کہ آپ نہ ملکی بقاء کی ذمہ داری لے سکتے ہیں نہ سرحدوں کی حفاظت کی ذمہ داری لے سکتے ہیں نہ ایٹمی قوت کی حفاظت کی ذمہ داری لے سکتے ہیں تو پھر پچاس ٹوپیاں ایک دوسرے کے اوپر پہن کر آپ تخت پر براجمان کیوں ہیں؟ یہ کہاں کا انصاف ہے؟ میں نہیں سمجھتا کہ قوم میں اتنی غیرت نہیں ہوگی کہ وہ ملک کا سودا کرنے دے۔ جسے آپ معمولی اقلیت کہہ رہے ہیں وہ پاکستان کی اکثریت ہے اور میں ممبرِ رسول ﷺ پر نہایت دیانتداری سے اور پوری صاف گوئی اور پوری ذمہ داری سے یہ عرض کر رہا ہوں کہ اگر افغانستان پر حملہ ہوا تو الاخوان کا ایک ایک رکن وہاں دادِ شجاعت دے گا اور الاخوان ایک طاقت ہے جسے امریکہ جانتا ہے۔ ہمیں کوئی غلط فہمی نہیں ہے ہمیں اس فیصلے میں کوئی تامل نہیں ہے اور ہم اس پر کبھی نظر ثانی نہیں کریں گے۔ اگر افغانستان پر امریکہ نے حملہ کیا تو الاخوان کا ایک ایک رکن افغانوں کے شانہ بشانہ کھڑا ہو کر جامِ شہادت نوش کرے گا اور امریکہ کو ہم بتا دیں گے کہ زندہ قومیں کس طرح لڑا کرتی ہیں۔ میں یہ جذباتی بات نہیں کہہ رہا ہوں، بڑے سکون انتہائی اطمینان سے امریکہ بہادر سے میری گذارش ہے کہ وہ اپنے فیصلوں پر نظرِ ثانی کرے۔ امریکہ کا دعویٰ ہے کہ وہ اکیلا سپر پاور ہے۔ ہم اس سے متفق نہیں ہیں۔ ہماری سپر پاور وحدہ لاشریک ہے۔

سروری زیبا فقط اس ذات بے ہمتا کو ہے
حکمران ہے اک وہی باقی بتانِ آذری

امریکہ کے صدر کو یہ زیب نہیں دیتا کہ سپر پاور کا صدر ہونے کا دعویدار دھاندلی سے صدر بنے۔ امریکہ کے صدر کو یہ زیب نہیں دیتا کہ وہ آج صلیبی جنگ کا اعلان کر دے اور کل معذرت کر لے۔ اسے یہ زیب نہیں دیتا کہ وہ کہے کہ ہمارے پاس ثبوت نہیں ہے اور ہم ثبوت نہیں دیتے ہیں اور ہمیں اسامہ پکڑ کر زندہ یا مردہ دے دے۔ یہ بچگانہ باتیں ہیں۔ اگر وہ اپنا قد کاٹھ اپنی حیثیت اور اپنا مرتبہ دیکھے جہاں اللہ نے اسے بٹھا رکھا ہے اس سیٹ کی طرف دیکھے تو یہ بچگانہ بات اسے زیب نہیں دیتی۔ اسے ایک ذمہ دار صدر کی طرح کام کرنا چاہیے۔ اور میں اپنے صدر محترم سے بھی گذارش کروں گا کہ مرتی تو ہمیشہ قوم ہے آپ فیصلہ تو کیجئے۔ آپ کو اکیلے نہیں مارے جانا۔ امریکہ آپ کو اٹھا کر نہیں لے جائے گا۔ اگر مرے گی تو ساری قوم مرے گی۔ ریفرینڈم کرالو' قوم سے پوچھ لو! وہ غیرت سے مرنا چاہتی ہے یا بے غیرتی سے زندہ رہنا چاہتی ہے۔ یہی ایک جملہ لکھ دو اور کہو ہاں یا ناں میں جواب دو اور میں یہ بھی عرض کر دوں کہ حکومت کسی پاکستانی کو افغانستان میں لڑنے سے روک نہیں پائے گی۔ اگر امریکہ نے افغانستان پر حملہ کیا تو یہ کفر کا اسلام پر حملہ ہوگا اور مسلمانانِ عالم پر جہاد فرض عین ہو گا۔ اور انشاءاللہ ہم اپنا فرض ادا کریں گے۔

حضرت خالد بن ولیدؓ نے رستم کو

www.naqshbandiaowaisiah.com

لکھا تھا ' رستم ایران کا آخری جرنیل تھا جسے یزدگرد نے مسلمانوں کے لشکر کے مقابلے کے لئے سب سے آخر میں اتارا تھا۔ وہ دنیا کا مانا ہوا شہ زور' فن حرب سے آشنا اور اتنا قیمتی جرنیل تھا کہ سارے جرنیلوں کی شکست کے بعد اسے میدان میں اتارا گیا۔ مقابلے میں حضرت خالد بن ولیدؓ سیف من سیوف اللہ تھے۔ تو انھوں نے اسے ایک چٹھی لکھی جس کا ایک جملہ یہ بھی تھا کہ رستم یہ دیکھ لو تمہارے سپاہی زندہ رہنا چاہتے ہیں تمہارے سپاہی خیریت سے گھر جانا چاہتے ہیں۔ تمہارے سپاہی شراب سے دل بہلا رہے ہیں کہ موت کا خوف تو کم ہو جائے' لیکن :-

معی قوم یحبونَ الموتَ کما

یحبونَ الفارس الخمر

میرے ساتھ وہ قوم ہے جسے موت کی تلاش ہے۔ تیرے سپاہیوں کو شراب اتنی عزیز نہیں ہوگی جتنی انہیں موت پسند ہے۔ رستم کو سمجھ نہ آئی۔ جنگ ہوئی رستم بھاگا، ایک لدے ہوئے خچر کے نیچے جا کر چھپا اور مسلمان سپاہیوں نے گھسیٹ کر خچر کے نیچے سے نکال کر قتل کیا اور ذلیل و رسوا ہوا اور پوری فوج کو شکست ہوئی۔ امریکی جینا چاہتے ہیں اور مسلمان شہید ہونا چاہتے ہیں۔ امریکہ کو اس بات پر بھی غور کرنا چاہئے کہ انہیں زندگی عزیز ہے اور مومن کو شہادت عزیز ہے۔

شہادت ہے مطلوب و مقصودِ مومن
نہ مالِ غنیمت نہ کشور کشائی

ہمیں ملکی سرحدوں کی ضرورت نہیں کہ ہر ملک ' ملکِ ما است کہ ملک خدائے ما است

سارا جہاں اللہ کریم کا ہے۔ مومن کے لئے سرحدیں کوئی حیثیت نہیں رکھتیں۔ اور اسلام کی نشاۃ ثانیہ اللہ کرے یہیں سے شروع ہو جائے، کہ امریکہ بہادر واپس جا رہا ہو تو اسلامی لشکر اس کے ساتھ اس کے پیچھے جا رہے ہوں اور روئے زمین کو عدل اسلامی سے بھر دیں۔ مجھے امید ہے کہ امریکہ جیسا بڑا ملک بھی عواقب اور نتائج پر غور کرنا چاہے گا اور میری بڑے ادب واحترام سے گزارش ہے کہ ہماری حکومت کو بھی نہایت دانشمندی سے غور کرنا چاہیے، اور وقت آ گیا ہے کہ ہم خود کو مسلمان ثابت کریں۔ میری گزارش ہے اپنے ذرائع ابلاغ اور اپنے دانشوروں سے بھی کہ آخر اس سوال کا جواب بھی کوئی عقلمند تو ہمیں دے کہ اگر افغان پاکستان میں چلے آئے تو کیا امریکہ پاکستان پر بھی ویسے ہی بمبارٹمنٹ کرے گا جیسی وہ افغانستان پر کر رہا ہوگا۔؟

شاید امریکہ کو کوریا یاد ہوگا، ویت نام میں اترا تھا، امید ہے ابھی ان کی بیوائیں زندہ ہوں گی۔ عراق میں امریکہ نے ظلم کی انتہا کر دی لیکن روتا اپنے مرنے والوں کو رہا۔ تو امریکہ بار بار وہی کام کیوں دہرانا چاہتا ہے۔ کیا امریکہ کو مزید یتیموں اور مزید بیواؤں کی ضرورت پڑ گئی ہے۔ روس انتہائی ظالم تھا بڑا وحشت کا سلوک کیا اس نے اور یہاں تک دیکھا گیا کہ نوجوان بچیوں کو اٹھا کر ہیلی کاپٹروں میں لے جاتے' ریپ کرتے اور پھر اوپر سے پھینک دیتے اور ان کی برہنہ لاشیں چٹانوں پر پڑی ہوتیں۔ لیکن جب روسی افغانوں کے ہاتھوں قید ہوئے تو ان کی مائیں روتی ہوئی تھکتی نہیں تھیں۔ بڑا سخت دل تھا روس لیکن شائد آپ کو بھی یاد ہوگا' آپ نے بھی ٹیلی ویژن پر دھاڑیں مارتی دیکھی ہونگی۔ میرا خیال ہے امریکہ کی مائیں اس سے کہیں زیادہ روئیں گی لہٰذا امریکہ کو بھی اس پر غور فرمانا چاہیے اور حکومت کی ذمہ داری ہے سرحدوں کی حفاظت کرنا، ایٹمی طاقت کا تحفظ اور ملکی سالمیت۔ آج حکومت معذرت کرتی ہے کہ جی یہ تو ہم سے نہیں ہو سکتا۔ تو حکومت کس خوشی میں کر رہے ہو؟ یہ وردی آپ نے کیوں پہن رکھی ہے؟ یہ بنگلے یہ کاریں یہ وسائل اور یہ عیاشی آپ کس خوشی میں انجوائے کر رہے ہیں؟ ادھر قوم پر ٹیکسوں کا بوجھ بڑھتا جا رہا ہے اُدھر آپ کی سہولتیں بڑھتی جا رہی ہیں اس کا کیا معنیٰ ہے۔ حکومت کو معذرت زیب نہیں دیتی۔ سپہ سالار افواج پاکستان کو یہ کہنا زیب نہیں دیتا کہ ہم سے تحفظ نہیں ہوتا۔ آپ سے نہیں ہو سکتا تو پھر ان کے تحفظ کا ذمہ دار کون ہے' وہ بھی تو بتائیں ہم کس کا دامن پکڑیں؟ اللہ کریم ہمیں ہدایت پر متفق و متحد کرے حکومت کو بھی مسلمانان عالم کو بھی اور غیر اسلامی طاقتوں کو بھی صحیح فیصلہ کرنے کی توفیق دے اور اللہ کریم اس زمین کو اپنی مخلوق کے لئے گہوارہ امن بنائے اور ان قوتوں کو جو امن عالم کو تہہ و بالا کرنا چاہتی ہیں اس ظلم سے روکے یا پھر اپنے بندوں کو توفیق دے کہ وہ قوت بازو سے ظلم کو روک دیں۔

www.naqshbandiaowaisiah.com

ورلڈ ٹریڈ سنٹر اور پینٹاگون کے حادثات

ایک یہودی سازش

ورلڈ ٹریڈ سنٹر کو نشانہ بنانے کے لئے جس سطح کی معلومات چاہئے تھیں' جس قسم کے وسائل چاہئیں تھے وہ صرف اور صرف یہودیوں کے پاس ہیں۔ یہودی امریکہ کے پرنٹ اور الیکٹرانک میڈیا پر قابض ہونے کی وجہ سے حادثہ کی تفتیش کرنے والوں کی توجہ اپنی جانب منعطف نہیں ہونے دے رہے۔ آج نہیں تو کل یہ حقیقت سب پر منعکش ہو جائے گی۔ اگر بغیر سوچے سمجھے افغانستان پر حملہ کر دیا گیا تو عالمی جنگ چھڑنے کا خدشہ ہے۔ یہودی امریکہ کو مسلمانوں کے خلاف استعمال کرنا چاہتے ہیں۔ امریکہ اپنے دل و دماغ سے کام لے اور کسی کے خلاف چڑھ دوڑنے سے پہلے حادثہ کے اصل ذمہ داروں کا تعین کرے۔

خطاب :- امیر محمد اکرم اعوان
دارالعرفان' منارہ 14-9-2001

نظام قدرت ہے کہ دنیا کی ہر چیز پھل لاتی ہے اور جس قسم کا پودا یا بیج ہوگا اسی قسم کا پھل بھی اس پہ آتا ہے۔ پوری دنیا دہشت گردی کی لپیٹ میں ہے اور ہزاروں بیگناہ اور بے قصور افراد روزانہ لقمۂ اجل بنتے ہیں۔ ہر ملک میں خانہ جنگی کی سی صورت ہے وطن عزیز میں دہشت گردی کی نذر ہونے والوں کی تعداد گنی نہیں جا سکتی۔ اگر ہم مشرق وسطیٰ کو دیکھیں تو لبنان اور فلسطین میں ظلماً قتل ہونے والوں کی تعداد کوئی گن نہیں سکتا۔ افغانستان' مقبوضہ کشمیر' الجزائر اور جو کچھ کسووا' بوسنیا میں ہوا' شیشان میں جو کچھ ہوا انسانی تاریخ کا ایک لہو رنگ حصہ ہے۔ ان سب حکایات کو مغربی ذرائع ابلاغ نے کبھی وہ اہمیت نہیں دی جو انسانی خون کو دی جانی چاہئے۔ اور اب تاریخ کا ایک بدترین واقعہ' انتہائی ظالمانہ واقعہ امریکہ میں ہوا جس میں یقیناً ہزاروں جانیں گئیں۔ اب اس کے کئی پہلو زیر غور ہیں اور امریکی ذرائع ابلاغ سب سے بڑا ملزم اسامہ بن لادن کو ٹھہرا رہے ہیں۔ میرے ذاتی خیال میں امریکہ جیسے بہت بڑے ملک کو جس کے پاس اتنے وسائل ہیں' اتنی ایجنسیاں ہیں' اتنے تحقیقاتی ادارے ہیں اس طرح کی غیر ذمہ دارانہ بات نہیں کہنی چاہئے۔ اسامہ بن لادن ایک غریب الوطن مسافر ہے۔ اس کے پاس کوئی ملک نہیں' کوئی حکومت نہیں' کوئی ایسے ادارے نہیں جہاں وہ پائیلٹ ٹرینڈ کرے اور انہیں جہاز اڑانے کی تربیت دے اور اتنی بڑی منصوبہ بندی کرے۔ اور یہ کوئی عام منصوبہ بندی نہیں ہے۔

ہمیں مرنے والوں کا دکھ ہے' ان کے پسماندگان سے ہمدردی اور اسلام انسانی قتل کو بلاوجہ کوئی جواز مہیا نہیں کرتا بلکہ شریعت اسلامی میں کسی ایک بے گناہ انسان کو قتل کرنا اللہ کے نزدیک ایسا جرم ہے ''کانما قتل الناس جمیعاً'' جیسے کسی نے پوری انسانیت کو قتل کر دیا ہو۔ جب سے یہ واقعہ ہوا ہے تب سے مسلسل اس پر مغربی ذرائع ابلاغ اور خصوصاً امریکی ذراع ابلاغ تبصرہ کر رہے ہیں۔ لیکن اگر سوچا جائے تو ایک پہلو یہ بنتا ہے کہ دبے اور پسے ہوئے ان لوگوں نے جن کے ہاں روزانہ لاشیں گرتی ہیں' وہ لوگ جن کے گھر روزانہ جلائے جاتے ہیں' وہ لوگ جن کی عزتیں روزانہ لوٹی جاتی ہیں شاید کسی نے احتجاج کا یہ راستہ اختیار کیا ہو۔ لیکن میرے ذاتی خیال کے مطابق جو تجزیہ میں نے کیا ہے اور انتہائی دیانتداری سے کیا ہے' میں یہ سمجھتا ہوں کہ اگر لبنانیوں اور فلسطینیوں میں ایسا کرنے کی کوئی سکت ہوتی تو یہ کام کب کا ہو چکا ہوتا لیکن وہ آج کا واقعہ نہیں گزشتہ دو دہائیوں سے وہ مار کھا رہے ہیں اور بے پناہ مظالم کا شکار ہیں۔ یہی حال عراق کا ہے اس پر جو طوفان جنگ کا آیا' ایک رات میں عراق پر اتنا بارود فائر کیا گیا جتنا دوسری عالمگیر جنگ کے سات سالوں میں ہوا تھا۔ اگر ان میں سکت ہوتی تو وہ بھی کر چکے ہوتے لیکن یہ سب کچھ کرنا کسی ایک کے بس میں نہیں تھا۔ کسووا میں' شیشان میں' کشمیر میں' افغانستان میں یہ مظالم ہوئے اگر یہ ان کا ردعمل ہوتا تو اتنا انتظار کیوں کیا انہوں نے۔ پھر ان میں کوئی ایسی مومنٹ نہیں ہے جس کے پاس

www.naqshbandiaowaisiah.com

ایسے وسائل ہوں کہ وہ اتنی گہری منصوبہ بندی کرے کہ سی آئی اے (CIA) وغیرہ تک کو بھنک نہ پڑ سکے' امریکہ کی متعدد خفیہ ایجنسیوں میں سے کوئی اس کی سن گن نہ لگا سکے اور پھر ایک عجیب خیال جو واقعہ ہونے سے پہلے سوچا نہیں جا سکتا تھا کہ وہاں کے مسافر بردار ہوائی جہازوں کو اغواء کیا جائے اور انہیں عمارتوں میں مارا جائے یہ اتنا آسان کام نہیں ہے۔ اس کے لئے سارا تجزیہ کیا گیا ہوگا کہ کون سی فلائٹ کس جگہ سے اڑتی ہے اور اس کا روٹ کیا ہے۔ جہاز اپنے روٹ سے جب نکلتا ہے تو وہ سب کی نظروں میں آ جاتا ہے کہ یہ اپنا راستہ چھوڑ کر ادھر کیوں جا رہا ہے۔ جگہ جگہ پر اس سے بات ہوتی ہے۔ جس ہوائی اڈے سے گزرتا ہے' جس ٹاور سے گزرتا ہے اپنی رپورٹ دے کے جاتا ہے۔ وہ پوچھتے ہیں کون ہو؟ تمہارا نمبر کیا ہے؟ کہاں جا رہے ہو؟ اس کا مطلب ہے منصوبہ بندی اس طرح کی گئی تو یہ بندے ایسے تیار کئے گئے جنہیں اس جہاز کے اترنے کا وقت نیو یارک یا واشنگٹن ڈی سی میں پہنچنے کا وقت اور روٹ تک معلوم تھا۔ وہ خفیہ الفاظ تک اسے معلوم تھے جو پائلٹ جہاز سے زمین پر بات کرتے وقت ان راستے والے ہوائی اڈوں کو یا راستے والی ہوائی پوسٹوں کو بتاتا ہے۔ وہ نمبر اس کے علم میں تھے۔ جو اس فلائٹ کا تھا جو کور ڈورڈ میں راستے میں وہ بتاتا ہے۔ بلکہ جہاز اڑانے کے لئے اجازت لی جاتی ہے۔ جہاز کو شہر کے اوپر لے جانے کے لئے اجازت لی جاتی ہے' ایئر پورٹ تک پہنچنے کی اجازت لینی ہوتی ہے' نیچے اتارنے کی اجازت لی جاتی ہے' قدم قدم پر پائلٹ کا رابطہ رہتا ہے۔ اب جن لوگوں نے یہ جہاز اڑا کر ان عمارتوں میں مارے یقیناً وہ جہاز ایک ہی وقت میں اپنے مختلف روٹوں سے نیو یارک پہنچنے والے تھے۔ ان کے وہ خفیہ الفاظ بھی ان لوگوں کے علم میں تھے کہ پائلٹ یہ جواب دیتا ہے اور زمین والے یہ سوال کرتے ہیں' فاصلہ اور ٹائمنگ کا اندازہ بھی کیا گیا ہوگا کہ کونسے جہاز کا فاصلہ کتنا ہے وہ وقت

> **یہودیوں کے پاس وہ تمام وسائل دستیاب ہیں جو ورلڈ ٹریڈ سنٹر کے سانحہ کے لئے درکار تھے۔**

کتنا لے گا۔ کونسے دو جہاز ایسے ہیں جو باہر سے اڑ کر نیو یارک ایک وقت میں پہنچنے والے ہیں۔ جہاز واشنگٹن ڈی سی پہ گرا اس کا بھی یہ سارا اندازہ کیا گیا ہوگا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ کسی عام آدمی کے بس کی بات نہیں۔ اس بات کا ایک پہلو اور بھی ہے اور وہ بڑا قابل توجہ ہے کہ امریکہ اس وقت یہودیوں کا قیدی ہے وہ جس طرح چاہیں اسے نچاتے ہیں۔ امریکہ کی تمام دولت پر یہودی قابض ہیں' معاشی نظام یہودیوں کے کنٹرول میں ہے' امریکی اخبار یا ٹیلی ویژن یا دیگر ذرائع ابلاغ وہ پرنٹ میڈیا ہے یا الیکٹرانک میڈیا اس پر یہودیوں کا قبضہ ہے۔ امریکی سیاست پر یہودی اس طرح چھائے ہوئے ہیں کہ کوئی شخص یہودیوں کی مخالفت کر کے امریکہ کا صدر بننے کی سوچ بھی نہیں سکتا۔ گزشتہ کئی برسوں سے امریکہ کے عوام میں ایک عجیب سی بیداری پیدا ہو رہی تھی کہ یہودیوں نے ہمیں غلام بنا رکھا ہے اور ان سے جان چھڑائی جائے۔

چند سال پہلے اگر آپ کو یاد ہو تو یہ بات خبروں میں بھی آئی تھی اور ٹیلی ویژن میں بھی آئی تھی کہ نیو یارک سمیت دوسرے شہروں میں لوگوں نے یہودیوں کو قتل کیا۔ یہودی عورتیں قتل ہوئیں' یہودی مرد مارے گئے' یہودیوں پر حملے شروع ہو گئے۔ جس پر بڑی مشکل سے امریکی حکومت نے قابو پایا۔ اب صورتحال یہ تھی کہ امریکہ کی موجودہ پالیسیاں اسلامی دنیا سے قدرے نرم ہوتی جا رہی تھیں۔ سعودی عربیہ امریکہ کے بہت اچھے دوستوں میں شامل ہے۔ ایران نے امریکہ کی مخالفت ترک کر دی۔ پاکستان امریکہ کا فرمانبردار ہے' دوست نہیں فرمانبردار ہے۔ تو اسلامی بلاک میں امریکہ کا ایک رسوخ بننا شروع ہو گیا تھا اور لوگ یہ سوچنے لگ گئے تھے کہ ہماری امریکہ سے کیا دشمنی ہے۔ اب اگر مسلمانوں کی امریکہ سے نفرت کم ہوتی ہے تو یہ یہودیوں کے لئے موت تھی۔ یہودیوں نے سوچا کہ امریکیوں کے دلوں میں ان کے خلاف از خود جو نفرت سی پیدا ہو رہی تھی وہ اور زور پکڑے گی اور میری ذاتی رائے میں اتنا

www.naqshbandiaowaisiah.com

طویل سوچنا' اتنا ظالمانہ سوچنا اور اس بے رحمی سے سوچنا یہ صرف یہودیوں کا کام ہوسکتا ہے۔ کوئی بھی کلمہ گو اتنی ظالمانہ سوچ نہیں رکھتا۔ یہ الگ بات ہے کہ جو ذرائع ابلاغ ہیں امریکہ کے وہ ایک مسافر (اسامہ) پر سارا الزام لگا رہے ہیں۔ افغانستان میں کونسا دماغ ہے جو یہ سوچے گا جبکہ انہیں اپنے ملکی حالات سے ہی فرصت نہیں۔ دوسرے اسلامی ممالک میں کون ایسا بیٹھا ہے؟ پھر ایسے ٹرینڈ پائلٹ تیار کرنے کے لئے ایک پورا حکومتی ڈھانچہ چاہئے' ٹریننگ سنٹر چاہئیں' ان کو ذہنی طور پر تیار کرنے کے لئے شاید دولت کے سمندر چاہئیں کہ انہیں اربوں ڈالر دے دیئے جائیں تاکہ تم اگر مر بھی گئے تو تم سارے خاندان کو تو سیراب کر کے جاؤ گے تو کچھ تو کر جاؤ گے۔ یہ یقیناً خریدے گئے لوگ تھے اور یہ ماسٹر مائینڈ صرف اسرائیل کا ہے اور یہودیوں کی سازش ہے۔ اس سازش سے وہ یہ نتیجہ حاصل کرنا چاہتے تھے کہ امریکہ کسی نہ کسی مسلمان ملک پر حملہ کر دے اور ایک اور ویت نام میں الجھ جائے۔

کسی مسلمان ملک پر حملہ ہوا تو یقیناً سارے مسلمان متحد ہوں گے جس طرح روس نے افغانستان پر حملہ کیا حکومتوں نے ساتھ دیا یا نہ دیا لیکن مسلمانوں نے افغانوں کا ساتھ دیا اور ثابت کر دیا کہ مسلمان مسلمان کا ساتھ دیتا ہے۔ حکمرانوں نے بے شک نہ دیا لیکن افغانستان میں شہید ہونے والوں میں دنیا کے تمام مسلمان ممالک کے افراد موجود تھے۔ مسلمان ملک نے اپنے جگر گوشے قربان کئے اور یہ مقصد حاصل کرنا کہ مسلمان ملک بھی ترقی کی راہ پر چل نکلے ہیں جدید ٹیکنالوجی سے استفادہ کر رہے ہیں جدید ذرائع ابلاغ ان کے پاس بھی پہنچ گئے ہیں اب انہوں نے بھی موٹر ویز بنالی ہیں اور جدید ذرائع سفر کے اختیار کر رہے ہیں یہ سوچنا اور اس ظالمانہ انداز سے سوچنا کہ لاکھوں افراد تباہ ہو جائیں' لاکھوں خاندان اجڑ جائیں' دنیا کی معیشت کو دھچکا لگے یہ صرف یہودی ذہن کا کام

مسلمانوں پر دو دھائیوں سے ظلم ہورہا ھے۔ اگر حادثہ ان کی طرف سے ہوتا تو کب کا ہو چکا ہوتا۔

ہے اور یہ سارا کیا کرایا ایک اس یہودی ریاست کا ہے جس کا مسلک ہی عجیب ہے کہ باہر سے آ کر فلسطین پہ قبضہ کر کے اسرائیل نام کی ریاست بنالی اور جو گھر کے مالک ہیں وہ کہتے ہیں کہ تم کہاں سے آ کر ہمارے گھر میں گھس آئے ہو اپنے گھر جاؤ' وہ کہتے ہیں یہ دہشت گرد ہیں۔ یعنی جن کا گھر ہے جب وہ احتجاج کرتے ہیں کہ ہمارے گھر پر تم نے قبضہ کیوں کیا تو کہتے ہیں کہ یہ ڈاکو ہیں یہ چور ہیں یہ دہشت گرد ہیں یہ قاتل ہیں اور جو آ کر بیٹھ گئے وہ شریف آدمی ہیں لہٰذا اتنی بڑی اور وسیع پیمانے پر اتنی گہری سازش کا سوچنا ایک اسرائیلی ذہن کا کام ہے۔

یہودی وہ قوم ہے جنہوں نے تین درجے رکھے ہوئے ہیں یہودیوں کے۔ ایک وہ یہودی ہیں جو ان کے نزدیک نام کے یہودی ہیں اور ان کو خود قتل کر کے دوسروں کے ذمے لگا دیتے ہیں اور اس پر پھر شور مچاتے ہیں۔ دنیا کی تاریخ میں ہٹلر اس حوالے سے بدترین اور بدنام ترین انسان ہے کہ اس نے بہت یہودیوں کو قتل کیا لیکن جتنے لوگوں کو اسرائیل اب تک قتل کر چکا ہے اتنے یہودی ہٹلر نے مارے تھے؟ کوئی تجزیہ کر کے دیکھے' کوئی اعداد و شمار جمع کرے۔ اخبار کے تراشوں سے' میڈیا کی خبروں سے جمع کیا جائے تو جتنے انسانوں کا خون اسرائیل اکیلا بہا چکا ہے اس کا عشر عشیر بھی ہٹلر نے نہیں بہایا۔ اتنے لوگ عالمی جنگ میں بھی نہیں مارے گئے ہوں گے اور اس کا کوئی نام ہی نہیں لیکن ہٹلر کو مرنے کے بعد بھی کوئی معاف نہیں کرتا ایک تو یہ لوگ ہیں جو انہوں نے رکھے ہی مروانے کے لئے ہوتے ہیں تاکہ دوسرے کو بدنام کرنے کے لئے انہیں قتل کروایا جائے۔ دوسرا درجہ یہودیوں کا وہ ہے جسے وہ صحیح یہودی سمجھتے ہیں اور ان میں سے ایک ایک کی حفاظت کے لئے لاکھوں افراد کو قتل کر دیتے ہیں اور تیسرا درجہ یہودیوں کا وہ ہے جو ایک ماسٹر مائینڈ ہے جو پس پردہ رہتے ہیں' جنہیں کوئی نہیں جانتا اور جو صرف بیٹھ کر منصوبہ بندیاں کرتے رہتے ہیں کہ دنیا میں کونسا کام کیسے کر دیا جائے کہ اس سے یہودی فائدہ

www.naqshbandiaowaisiah.com

حاصل کر سکیں۔ یہ اسی ذہن کی سوچ ہے جو ماسٹر مائنڈ یہودیوں کا پیچھے بیٹھا ہے یہ اس کی سوچ ہے اور امریکہ کو اتنا بڑا ملک اور اتنے ذرائع ہونے کے ناطے سے اس بات کا جائزہ لینا چاہئے کہ جنہوں نے قتل عام کیا ہے ان کو تو وہ پھر گود میں بٹھا کر پالتا رہے اور بے گناہ اور بے قصور لوگوں پر چڑھ دوڑے تو یہ چڑھ دوڑنے کا عمل امریکہ پہلے کوریا میں اور ویت نام کے آدھے حصے میں آزما چکا ہے اور برسوں آزما چکا ہے اور پھر کس رسوائی اور کس ذلت سے اسے واپس جانا پڑا۔

بات ڈرنے کی نہیں ہے ہر شخص نے اپنے وقت پہ مرنا ہے اور کسی مسلمان ملک پر اگر امریکہ حملہ کرے گا تو سب سے پہلا خدشہ تو یہ ہے کہ یہ تیسری عالمگیر جنگ ہوگی اس لئے کہ بہت سے غیر مسلم ممالک بھی ایسے ہوں گے جنہیں اس ملک میں امریکی فوجوں کی موجودگی گوارہ نہیں ہوگی۔ لیکن اگر ایسا نہ بھی ہوا اور مسلمان حکمران دبک بھی جائیں' مسلمان قوم نہیں دبکے گی اور پوری مسلم دنیا امریکہ کے خلاف متحد ہو جائے گی۔ میں یہ نہیں کہتا کہ امریکہ میری بات ضرور ہی مان لے لیکن میں یہ ضرور کہتا ہوں کہ امریکہ میری بات سنے' اس پر بھی تحقیق کرے لیکن امریکہ کی ایجنسیوں کے سربراہ بھی یہودی ہیں' سیاست میں یہودی اس پر چھائے ہوئے ہیں۔ امریکہ کیا سوچے گا بیچارہ کیوں کہ یہودی تو یہودیوں کے خلاف شبہ نہیں کریں گے۔ لیکن یہ بھی اندھیر نگری ہے کہ امریکہ جیسا ملک ایک غریب الوطن مسافر پر جھپٹ پڑے کہ جناب یہ سارا اسامہ بن لادن نے کیا۔ اسامہ بن لادن کے پاس کون سے ٹریننگ سنٹر ہیں' کونسے ہوائی گراؤنڈ ہیں' کہاں سے اس نے یہ سارے وسائل اور ذرائع حاصل کئے جبکہ وہ خود ایک قیدی کی زندگی یا ایک ایسے شخص کی زندگی گزار رہا ہے جسے آپ زیادہ سے زیادہ قیدی نہ کہیں تو مفرور کہہ سکتے ہیں۔ کسی شہر میں' کسی آبادی میں آ جا نہیں سکتا' کسی سے مل نہیں سکتا' چھپ کر وقت گزار رہا ہے۔ اس کے پاس اتنے وسائل' اتنے ذرائع کہاں سے آئے پھر ایسا ماسٹر مائنڈ کون ہے کیا یہ حیرت کی بات نہیں ہے کہ نیویارک کی جو دو عمارتیں تباہ ہوئیں ان میں دنیا بھر کے تمام بڑے بڑے بنکوں کے دفاتر تھے اور اربوں ڈالر کا نقصان ہوا جو سرمایہ وہاں موجود تھا۔ پچاس ہزار کے قریب وہ افراد تھے جو ان بنکوں اور ان دفاتر میں ملازمت کرتے تھے اور ان عمارتوں میں موجود تھے اور خود امریکی ذرائع کے مطابق نوے ہزار کے قریب لین دین کے سلسلے میں' کاروبار کے سلسلے میں ان عمارتوں میں موجود تھے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اس میں سے ہزاروں آدمی ان دو عمارتوں میں ضائع ہوئے' کیا وہ سارے امریکی تھے؟ جرمن بنکوں میں جرمن لوگ نہیں تھے؟ کاروباری لوگوں میں جرمن نہیں تھے؟ فرانسیسی نہیں تھے؟ چائنیز نہیں تھے؟ آدھا چین تو امریکہ میں آباد ہے اور چینیوں کی الگ آبادیاں بنی ہوئی ہیں شہروں میں' نیویارک جیسے شہر میں بھی چائنا سٹی الگ ہے۔ کیا وہاں پاکستانی نہیں تھے؟ کیا وہاں ہندوستانی نہیں تھے؟ مشرق وسطی اور پوری دنیا کے لوگ ان ٹریڈ سنٹروں میں موجود تھے اور ساری دنیا کے لوگ مارے گئے۔ میڈیا صرف امریکہ امریکہ چیخ رہا ہے' کیا وہ انسان نہیں تھے جو امریکیوں کے ساتھ مارے گئے؟ کیا ان کے گھروں میں صف ماتم نہیں بچھی؟ کیا ان کی بیویاں' بیوہ اور بچے یتیم نہیں ہوئے؟ کسی امریکن ایجنسی نے کوئی نام لیا ہے کہ جناب یورپ کے لوگ' کینیڈا کے لوگ' ایشیا کے لوگ مارے گئے؟ چلو براعظم ہی کا نام لے لیتے' ملکوں کا نام نہ لیتے براعظم کا تو لیتے۔ یہ قتل عام امریکیوں کا نہیں پوری دنیا کے لوگوں کا ہوا۔ یہ کہنا قطعاً غلط ہے کہ صرف امریکی مارے گئے' امریکہ پر حملہ ہو گیا۔ یہ ٹریڈ سنٹر تھے اور ان میں پوری دنیا کے بڑے بڑے بنکوں کے دفاتر تھے اور پوری دنیا کے لوگ بزنس کی خاطر ان میں جاتے تھے قتل عام پوری دنیا کے لوگوں کا ہوا ہے اور میں یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ ایسا ظلم سوائے

انسانوں کا جتنا خون اکیلا اسرائیل بہا چکا ہے ہٹلر نے اس کا عشر عشیر بھی نہیں بہایا تھا۔

www.naqshbandiaowaisiah.com

یہودیوں کے اور کوئی کر سکتا ہے نہ سوچ سکتا ہے۔ اور ان کا نام ہی کوئی نہیں لیتا' ان سے تفتیش بھی کوئی نہیں کرتا' انہیں پوچھا ہی نہیں جا سکتا' کیوں؟

امریکی ذرائع کو وسعت نظر اور وسیع القلبی کا مظاہرہ کرنا چاہئے۔ جو ہونا تھا وہ ہو چکا جنہوں نے مرنا تھا وہ مر چکے جو نقصان ہونا تھا وہ ہو گیا۔ لیکن اس ایک نقصان کو مزید دنیا کی تباہی کا سبب بنانا دانشمندی نہیں ہوگی۔ جو اتنا بڑا نقصان ہوا ہے میری ذاتی رائے میں دولت کا اور انسانی جانوں کا یہ پوری دنیا کا مشترکہ نقصان ہوا ہے صرف امریکہ کا نہیں ہوا ان اداروں کا نام ہی ورلڈ ٹریڈ سنٹر تھا' یہ عالمی ادارے تھے یہاں پوری دنیا کے لوگ تھے' پوری دنیا کے بنکوں کے ملازمین تھے' پوری دنیا کے لین دین کرنے والے لوگ تھے۔ امریکہ کا نقصان صرف وہ ہے جو پنٹا گون میں ہوا۔ پنٹا گون وہ عمارت ہے جو امریکیوں کے نزدیک ناقابل تسخیر تھی' جس پر حملہ کرنا ممکن ہی نہیں تھا جسے آپ امریکہ کا دل بھی کہہ سکتے ہیں اور دماغ بھی۔ امریکہ کی ساری ایجنسیاں اسی پنٹا گون کے ماتحت تھیں' سب کے ہیڈ آفس پنٹا گون میں تھے خواہ وہ فوج ہے' پولیس ہے یا خفیہ ادارے ہیں۔ جتنی ایجنسیاں امریکہ کی ہیں سب کا مرکز ان کا دل اور دماغ پنٹا گون تھا اور پنٹا گون امریکہ کی سب سے محفوظ ترین عمارت تھی جس پر حملے کا سوچا بھی نہیں جا سکتا۔ اس کے لئے بھی راستہ تلاش کر لیا گیا تو یقیناً ان یہودیوں کی سازش ہے جو پنٹا گون میں بھی کام کرتے ہیں۔ مرنیوالوں میں یہودی افسر کتنے ہیں جو پنٹا گون میں مرے؟ پنٹا گون میں جتنے سرکاری افسر کام کرتے ہیں ان میں آٹھ سو نو سو لوگ مر گئے امریکہ یہ تو خیال کرے کہ ان میں یہودی کتنے ہیں؟ یقیناً ایک بھی نہیں ہوگا مرنیوالے سارے غیر یہودی ہونگے اور اس کو امریکہ پر حملے کا نام دینا میرے نزدیک صحیح نہیں ہے بلکہ یہ پوری دنیا کی انسانیت پر حملہ ہے۔

کوئی ایسی قوم ہے' کوئی ایسا طبقہ ہے'

ورلڈ ٹریڈ سنٹر میں صرف امریکی ہی ہلاک نہیں ہوئے۔ مرنے والوں میں دنیا کے ہر خطے کے لوگ شامل ہیں۔

کچھ ایسے لوگ ہیں جو اپنے علاوہ باقی سارے لوگوں کو واجب القتل سمجھتے ہیں' ہر قوم کو قتل کر دینا وہ ثواب سمجھتے ہیں' ہر ایک کے ساتھ ظلم کرنا وہ روا سمجھتے ہیں اور یہ یہود کا عقیدہ تب بھی تھا جب نبی کریم ﷺ مبعوث ہوئے بلکہ یہودیوں کا عقیدہ تو یہ ہے کہ جنت میں سوائے یہودی کے کوئی جائے گا ہی نہیں یہ جوا کیلے وارثان جنت ہیں ان کی تاریخ اتنی ظالمانہ ہے کہ اس نے ایک ایک دن میں اللہ کے ستر ستر نبی ذبح کئے' ماؤشماء کی تو حیثیت ہی کیا' عام آدمی کی کیا حیثیت ہے'

ان کی تاریخ ہمیں بتاتی ہے کہ ستر ستر نبی یہودیوں نے ایک ایک دن میں ذبح کر دیئے۔ پوری دنیا کے انسانوں پر اس عظیم تباہی کو لانے کے ذمہ دار یہودی اور صرف یہودی ہیں۔ میں نہیں سمجھتا کہ دنیا کا کوئی ظالم ترین انسان بھی دنیا کی ہر قوم کے لوگوں کو واجب القتل سمجھتا ہو۔ یہ بھی زیادتی امریکی ذرائع ابلاغ کی ہے کہ امریکہ امریکہ چلا رہے ہیں' وہ کیوں نہیں کہتے کہ ساری دنیا کے لوگ مارے گئے۔ یہ ورلڈ ٹریڈ سنٹر تھے دنیا کا کوئی ملک ایسا نہیں ہے جس کے لوگ اس میں موجود نہیں تھے۔ آج کا اخبار تو کہہ رہا ہے کہ پانچ سو کے قریب پاکستانی لاپتہ ہیں لیکن جب نتیجہ آئے گا تو صحیح تعداد منظر عام پر آئے گی۔ یہ تعداد ہزاروں میں نہ ہوئی تو پانچ سو تک نہیں رکے گی اور صرف پاکستان نہیں دنیا کے ہر ملک کے لوگ وہاں موجود ہوں گے۔ پھر امریکہ کو یہ بھی سوچنا چاہئے کہ عراق میں جب مائیں ناشتہ بنا رہی ہوتی ہیں' بچے سکول کی تیاری کر رہے ہوتے ہیں' مزدور کام پر جانے کی تیاری تو پتہ تب چلتا ہے کہ امریکی جہاز بم گرا گئے اور سینکڑوں لوگ مارے گئے کیا وہ انسان نہیں' اللہ کی مخلوق نہیں' انہیں زندہ رہنے کا حق نہیں؟ الجزائر میں یہی ہوتا ہے کہ اتنی لاشیں مل گئیں' ذبح کئے ہوئے تھے۔ کشمیر میں کیا ہوتا ہے؟ اتنے لوگ ذبح ہو گئے' اتنی عزتیں لٹ گئیں۔ افغانستان میں کیا ہو رہا ہے اور ابھی تک کسووا اور چیچنیا اور بوسنیا میں کیا ہوتا رہا۔ اگر ان سب مظالم میں یہودی امریکہ کو گھسیٹ کر ملوث

کرتے ہیں تو جو کچھ امریکی حکومت کرتی رہی ہے کہیں یہ اسی پودے پر پھل تو نہیں لگا یعنی جس پودے کو آپ انسانی خون سے سینچ رہے ہیں' جس پودے کو آپ دنیا بھر کی قوموں کا خون پلا رہے ہیں' اس نے ایک گھونٹ امریکہ سے بھی بھر لیا تو کیا فرق پڑا ان ذرائع کو سوچنا چاہئے تاکہ آئندہ ایسا سخت ردعمل کہیں سے نہ آئے۔ ظلم کو ظلم سے مٹایا نہیں جا سکتا۔ ظلم کے مقابلے میں ظلم کیا جائے تو ظلم بڑھتا ہے مٹتا نہیں ہے' ظلم کو عدل سے مٹایا جا سکتا ہے اور امریکہ جو اپنے آپ کو سپر پاور سمجھتا ہے میری ذاتی رائے میں تو:

سروری زیبا فقط اس ذات بے ہمتا کو ہے
حکمراں ہے اک وہی باقی بتان آذری

کبھی روس بھی سپر پاور تھا آج بھیک مانگتا پھرتا ہے۔ آج امریکہ خود کو سپر پاور کہتا ہے شاید یہی حادثہ اسے بھیک مانگنے پر مجبور کر دے اور دنیا کے ممالک اسے خیرات دیں گے۔ اتنا نقصان ہوا ہے کہ مجھے یقین ہے کہ دنیا کے ممالک امریکہ کو خیرات دیں گے۔ امریکہ کو اسی سے عبرت حاصل کرنی چاہئے کہ کوئی بھی قوم' کوئی بھی ملک' کوئی بھی انسان سپر پاور نہیں ہے۔ یہی وہم ہٹلر کے ذہن میں تھا کہ جرمنی سپر پاور ہے' ذلیل ہو کر مرا اور قوم کو بھی رسوا کر گیا۔ دنیا کو تباہ کرتا رہا لیکن خود بھی تباہ و برباد ہو گیا۔ ہمارے علمائے کرام نے بھی ہمدردی جتائی ہے' دینی جماعتوں کے سربراہان نے بھی' سیاستدانوں نے بھی' حکومت نے بھی لیکن ان سب کی ہمدردی صرف امریکیوں کے ساتھ ہے' دنیا کے باقی جو لوگ وہاں مارے گئے کیا وہ انسان نہیں تھے؟ کسی نے یہ تکلف نہیں فرمایا کہ حادثہ تو امریکہ میں ہوا لیکن وہ تھے ورلڈ ٹریڈ سنٹر۔ اسی ورلڈ ٹریڈ سنٹر میں تین سال پہلے ایک بم بلاسٹ ہوا تھا جس میں ایک سو دس لوگ مارے گئے اور اس کے لئے بے شمار مسلمانوں کو جیل کی اذیتوں سے گزارا گیا' تفتیشی مراحل سے گزارا گیا اور رسوا کیا گیا لیکن دو سال بعد تفتیش کرتے کرتے کھلا کہ یہ ایک امریکی یہودی

پنٹا گون کے حادثہ میں مرنیوالوں میں سے یہودی کتنے ہیں۔

کا کیا دھرا ہے اور اسے امریکہ میں پھانسی دی گئی۔ کیا یہ بھی ایک دلیل نہیں بنتی کہ ایک سو دس کا قاتل اگر امریکی یہودی تھا تو یہ ہزاروں کا قاتل بھی کوئی یہودی ہی ہو سکتا ہے۔

بہرحال ہر آدمی کی اپنی سوچ اپنا تجزیہ ہے۔ یہ بہت بڑا حادثہ ہے جس میں لاکھوں انسانی جانیں بے قصور اور بے گناہ اور ظالمانہ طور پر زندہ آگ کی لپیٹ میں جھونک دی گئیں اور یہ صرف امریکی نہیں تھے' یہ پوری دنیا کے لوگ تھے' یہ انسانیت پر اور پوری دنیا پر حملہ ہے اور صرف امریکہ پر نہیں ہے۔ میرے ساتھ جو شخص متفق نہیں ہوتا وہ خود بیٹھ کر سوچے کہ دنیا میں ایسی کونسی قوم ہے جو اپنے علاوہ سب کو واجب القتل جانے۔ جو بھی کوئی ایسی ہے جس کے پاس وہ وسائل ہیں کہ وہ پائلٹ ٹرینڈ کر سکے' جس کے پاس یہ وسائل ہیں کہ قتل اور دہشت گرد خرید سکے یہ سارا کیا دھرا اس ایک قوم کا ہے اور امریکہ کو خواہ مخواہ دوسرے ملکوں پر حملوں کی دھمکیاں دینے کی بجائے ٹھنڈے دماغ سے غور کرنا چاہئے اور اپنے حقیقی دشمن کو تلاش کرنا چاہئے اور جس نے یہ ظلم کیا ہے اسے کیفر کردار تک پہنچانا چاہئے۔ اس میں ہم بھی امریکہ کے ساتھ ہیں۔ امریکہ اگر عدل کرے' امریکہ اگر انصاف کرنا چاہے' امریکہ اگر کسی ظالم کو تلاش کرنا چاہے تو اس میں ہم بھی پورے دل کے ساتھ امریکہ کے ساتھ ہیں لیکن محض مسلمانوں کو ٹارگٹ بنانا چاہے تو پھر جو کچھ اس قوم سے ہو سکا۔ یقیناً یہ اپنا خون دینے سے دریغ نہیں کرے گی۔ امریکہ کو یہ دونوں باتیں مدنظر رکھنی چاہئیں اور ہمارے ذرائع ابلاغ کو بھی اتنا گہرا صدمہ نہیں ہونا چاہئے کہ حادثہ کے دن ٹیلی ویژن پر اذان کہنا ہی بھول گئے اور صرف وہی خبریں سنائی جاتی رہیں۔ یا تو اذان شروع ہی نہ کرو یا پھر دنیا تہہ و بالا ہو گئی اذان کا وقت ہوا خبریں روک کر اذان تو پڑھ دو لیکن ٹی وی میں اذان نہیں سنائی دی۔ بہرحال میرا یہ پوائنٹ یاد رکھئے کہ قتل عام پوری دنیا کے لوگوں کا ہے اور شور صرف امریکہ کا ہے' امریکہ کے شہریوں کا ہے جب کہ ہمیں دنیا کے ہر اس فرد کا دکھ ہے جو وہاں بے گناہ مارا گیا۔

www.naqshbandiaowaisiah.com

آدابِ و تاثیرِ کلامِ الٰہی

جب قرآن حکیم پڑھا جا رہا ہوتا ہے تو رحمت الٰہی کی بارش ہو رہی ہوتی ہے۔ مغفرت اور کرم تمہارے دلوں پہ دستک دے رہا ہوتا ہے تو ان انوارات کو سمیٹو۔ اپنے دل کے برتن کی طرف متوجہ رہو' ان برکات کو سمیٹو' انہیں جمع کرو' کیا خبر کون سا لمحہ تمہیں عشقِ الٰہی میں مبتلا کر دے۔ عشق و محبت کے لئے کوئی کورس نہیں کرائے جاتے۔ عشق و محبت کے لئے کوئی عرصہ درکار نہیں ہوتا۔ زندگی کا کوئی لمحہ ہوتا ہے جو بدل دیتا ہے سارے انسان کو' اس کی سوچ کو' اس کی فکر کو' اس کے مزاج کو اور اس کے کردار کو' کیا خبر کس لمحے میں کس گھڑی میں وہ کیفیت نصیب ہو جائے اور تمہاری زندگی بدل جائے تمہاری آخرت سنور جائے۔

خطاب امیر محمد اکرم اعوان
دارالعرفان ' منارہ 17-7-2001

بسم اللہ الرحمن الرحیم

وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَاَنْصِتُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ○ وَاذْكُرْ رَّبَّكَ فِيْ نَفْسِكَ تَضَرُّعًا وَّخِيْفَةً وَّدُوْنَ الْجَهْرِ مِنَ الْقَوْلِ بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ وَلَا تَكُنْ مِّنَ الْغٰفِلِيْنَ ○
(الاعراف ۲۰۴ تا ۲۰۵)

قرآن حکیم اللہ جل شانہٗ کا ذاتی کلام ہے اور کلام جو ہوتا ہے اس میں صرف الفاظ و معانی نہیں ہوتے متکلم یا کلام کرنے والے کی ذات کا ایک اثر بھی ہوتا ہے۔ آپ کسی نیک' خدا رسیدہ یا ولی اللہ کی بات سنتے ہیں وہ بات اپنا ایک علیحدہ اثر پیدا کرتی ہے' وہی جملہ آپ کسی عام آدمی سے سنتے ہیں وہ اس اثر سے خالی ہوتا ہے' وہی جملہ کسی گانے بجانے والے سے سنتے ہیں تو وہ گناہ کی ترغیب پیدا کر دیتا ہے حالانکہ جملہ وہی ہے' الفاظ وہی ہیں یا شعر کہہ لیجئے شعر وہی ہے' مصرعہ وہی ہے لیکن بات کرنے والے کے تعلق سے اس کی تاثیر بدلتی جاتی ہے۔

عربی میں کہا گیا ہے کلام الملوک ملوک الکلام۔ ایک زمانہ تھا جب حکومت و ریاست قابلیت اور استعداد پہ ہوتی تھی۔ بادشاہ وہ ہوتے تھے جن میں رعیت کی نسبت بے شمار خوبیاں ہوتی تھیں' جرات ہوتی تھی' علم ہوتا تھا' قوت فیصلہ ہوتی تھی' انصاف اور عدل پہچانتے تھے' ظلم کو روکنے کی سکت رکھتے تھے تو اس وقت کہا گیا کہ بادشاہوں کا کلام کلاموں کا بادشاہ ہوتا ہے' ''کلام الملوک ملوک الکلام''۔ بادشاہوں کی بات باتوں کی بادشاہ ہوگی۔ اور یہ مصرعہ' یہ جملہ اگر آپ یہاں کلام الٰہی کی طرف لائیں تو اللہ تو خالق کائنات ہے' واحد مالک ہے' لا شریک ہے' اس کی اپنی ذات کے علاوہ جو کچھ ہے اس کی مخلوق ہے جو ہر وقت اس کے قبضہ قدرت میں ہے' کوئی چیز اس کے علم کامل سے نہاں نہیں' اس کے حضور نہ ماضی ہے نہ مستقبل' اس کا علم حضوری ہے' ماضی ہمارے لئے گزر چکا فرشتوں کے لئے گزر چکا' جنوں کے لئے گزر چکا لیکن اس کے حضور حاضر ہے' مستقبل ہمارے لئے آنے والا ہے' فرشتوں کے لئے آنے والا ہے' جنوں کے لئے آنے والا ہے لیکن اس کی بارگاہ میں حاضر ہے۔ اس کا علم حضور ہے' ہر چیز ہمہ وقت اس کے حضور اس کے علم میں موجود ہے تو فرمایا جب اللہ کا کلام پڑھا جائے۔

اِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ جب قرآن کی تلاوت کی جائے فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَاَنْصِتُوْا دو باتوں کا خیال رکھو ایک تو اسے پوری توجہ سے سنو دوسری بات کہ درمیان میں بات نہ کرو' بولو نہیں' خاموش ہو جاؤ۔ اس لئے کہ جب آدمی خود بات کرتا ہے تو اس کی ساری توجہ اپنی بات کی طرف چلی جاتی ہے۔ قرآن حکیم کی تلاوت سنت ہے لیکن اگر قرآن پڑھا جا رہا ہو تو سننا فرض ہے۔ اس لئے کہ سننے کا حکم قرآن کی نص دے رہی ہے' قرآن کی آیت دے رہی ہے۔ اور براہ راست جو حکم منصوص ہوتا ہے یعنی قرآن کی نص سے جو حکم ثابت ہوتا ہے وہ فرض ہوتا ہے' جیسے روزے کا حکم براہ راست قرآن کی آیت سے

ثابت ہے لہٰذا فرض ہے۔ اسی طرح عبادت کا حکم فرض ہے' حج کا حکم فرض ہے۔ اس لئے فرض ہے کہ براہ راست قرآن نے دیا ہے۔ جہاد فرض ہے اس لئے کہ اس کا حکم قرآن نے دیا۔ آگے اس کی شرائط یا فرض ہونے کی نوعیت سب کی الگ ہے۔ اب قرآن حکیم میں کوئی شرط نہیں ہے۔ وَإِذَا قُرِئَ الْقُرآن جب بھی قرآن کی تلاوت ہو رہی ہو' جس وقت بھی رات ہے' دن ہے' صبح ہے' شام ہے فَاسْتَمِعُوا لَهُ اسے پوری توجہ سے سنو یہ اس کا حق ہے اور تم پر فرض ہے کہ خالق کائنات کا کلام ہے اس میں درس عبرت ہے ان لوگوں کے لئے جو اپنی شہرت کے لئے شبینے کراتے ہیں اور لاؤڈ سپیکروں پر ساری ساری رات سنواتے ہیں اب جہاں تک اس لاؤڈ سپیکر کی اور تلاوت کی آواز جا رہی ہوتی ہے سب کے لئے سننا فرض ہو جاتا ہے۔ بات کرنا حرام ہو جاتا ہے اور خاموش رہنا فرض ہو جاتا ہے۔ آپ ایک گاؤں میں لاؤڈ سپیکر پانچ سات لگا دیتے ہیں' سارے گاؤں میں آواز جا رہی ہے' لوگوں نے کھانا بھی بنانا ہے' لوگوں نے استنجا بھی کرنا ہے' رفع حاجت بھی کرنی ہے' باتیں بھی کرنی ہیں' سارا گاؤں خاموش ہو کر صرف قرآن سننے کے لئے ساری رات کیسے بیٹھا رہے گا۔ لہٰذا ایسے کام میں مخلوق کو مبتلا کرنا جو ان کے اختیار سے باہر ہو اس میں جتنا جرم ہو گا وہ اس پر آئے گا جو وہ کام کر رہا ہے۔ اہتمام کرنے والا ذمہ دار ہو گا یا پڑھنے والے حفاظ کرام ذمہ دار ہوں گے۔ اگر چہ انہیں اچھا کھانا مل جاتا ہے' ہزار دو ہزار روپیہ بھی دے دیتے ہیں لیکن مزا جب آئے گا جب اس کا حساب ہو گا۔ اس میں کوئی دیوبندی بریلوی کی قید نہیں ہے' مقلد غیر مقلد کی قید نہیں ہے یہ سادہ سا حکم ہے مسلمانوں کے لئے۔

وَإِذَا قُرِئَ الْقُرآن جب قرآن کی تلاوت ہو رہی ہے فَاسْتَمِعُوا لَهُ تو اسے پوری توجہ سے سنو۔ وَأَنصِتُوا اور خاموش رہو۔

میں ایک دفعہ سیتھی گیا گاؤں رات کو

قرآن حکیم کی ڈھائی ہزار تفاسیر آج تک طبع ہو چکی ہیں اور جو طبع نہیں ہو سکیں ان کی تعداد کوئی نہیں جانتا۔ ان میں سے ۳۸ کے قریب دارالعرفان کی لائبریری میں بھی موجود ہیں

دیر ہو گئی تھی شام کے بعد کا کوئی وقت تھا مجھے صحیح وقت یاد نہیں میں نے گاڑی کھڑی کی اس وقت سڑک گاؤں کے اندر تک نہیں جاتی تھی' باہر ڈاک بنگلے میں گاڑی کھڑی کرنا پڑتی تھی۔ اب کھیتوں سے گزر کر پیدل جانا تھا' رفع حاجت کی ضرورت بھی تھی' ادھر اندر شبینہ ہو رہا تھا' بڑی دیر میں نے انتظار کیا کہ یہ کہیں دم لیں گے' دو منٹ کوئی وقفہ لیکن وہ تو چل رہے تھے مسلسل پھر آدمی کب تک برداشت کر سکتا ہے۔

لہٰذا اگر کوئی شبینہ کرنا چاہے' شبینہ کرانا بری بات نہیں کوئی گھر میں کراتا ہے یا مسجد میں کراتا ہے' لازم ہے کہ اس کی آواز اس گھر کے یا مسجد کے اندر رہے۔ لوگ باوضو ہو کر با ادب ہو کر آئیں اور بیٹھ کر سنیں۔ جتنی کسی میں ہمت ہے وہ سنے' ادب و احترام سے غور سے سنے' جو تھک جائے اٹھ کر چلا جائے' جو بعد میں آ جائے وہ بیٹھ جائے۔ لیکن اس پر صرف ثواب مرتب ہوتا ہے اور جو سارے گاؤں کو مبتلا کیا جائے اس میں شاباں شاباں بھی ہوتی ہے کہ فلاح نے جی بڑا تیر مارا' دس حافظ بلائے' اتنے مرغے ذبح کئے' اتنے کھانے بنوائے' اتنے پیسے دیئے تو مقصد قرآن سے استفادہ نہیں ہوتا 'مقصد قرآن کریم کی تلاوت کو ذاتی شہرت کا ذریعہ بنانا ہوتا ہے اور یہ ایسا جرم ہے جو شاید عمر بھر کی نیکیوں کو کھا جائے۔

یہ میرا موضوع نہیں تھا لیکن چونکہ قرآن کا حکم ہے اور یہ ایسا حکم ہے جس پہ کوئی بات نہیں کرتا' پڑھنے پڑھانے' سننے سنانے والے سارے اس بات پر زور دیتے ہیں کہ چلو جی مل رہا ہے' ہمیں کچھ تو اس طرح کے احکام دبا دیئے جاتے ہیں۔ اسی طرح رمضان المبارک میں جو تلاوت ہوتی ہے تراویح میں تو یاد رکھیں کہ اجرت پر نماز پڑھانا یا نماز پڑھا کر اس کی اجرت لینا حرام ہے اس لئے کہ نماز ہر مسلمان پر فرض ہے' پڑھنے والے پر بھی اور پڑھانے والے پر بھی۔ ائمہ مساجد کے لئے فقہاء نے تنخواہ لینے کی گنجائش اس لئے نکالی ہے کہ وہ تنخواہ ان کے نماز پڑھانے کی نہیں ہے بلکہ وہ تنخواہ ان کے وقت کی

www.naqshbandiaowaisiah.com

ہے کہ جب انہیں پابند کر دیا جاتا ہے کہ آپ پانچوں نمازیں یہاں پڑھائیں گے یا گھر چھوڑ کر یہاں آ کر رہیں گے اور یہاں یہ کام کریں گے تو وہ جو وقت دیتے ہیں اس کی اجرت ہے۔ نماز تو خود ان پر بھی فرض ہے انہیں نے اپنی پڑھی دوسرے کو بھی پڑھا دی۔ اس طرح نماز تراویح میں اگر امام جو ہے مسجد میں پہلے سے تنخواہ لیتا ہے وہ حافظ بھی ہے وہ قرآن کریم تراویح میں سناتا ہے اور آپ ہدیے کے طور پر اسے کوئی کپڑوں کا جوڑا دے دیتے ہیں یا ویسے بھی عید پر اسے لوگ پیسے دیتے ہیں قرآن سناتا ہے تو بھی دے دیتے ہیں وہ جائز ہے چونکہ وہ اس نے وقت دے رکھا ہے اور اپنے وقت کے پیسے لئے۔ جو حفاظ لائے جاتے ہیں ایک مہینے کے لئے ٹھیکے پر اور اس نیت سے آتے ہیں کہ جائیں گے کچھ کپڑے ملیں گے پیسے ملیں گے ان کی اپنی نماز نہیں ہوتی۔ اور پچھلے بھی صرف ورزش کرتے ہیں، نماز کسی کی بھی نہیں ہوتی گناہ الگ ہوتا ہے۔

مولانا احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ نے یہ مسئلہ قرآن و احادیث کے حوالے سے رسالہ ''خدام الدین'' میں شائع کر دیا۔ ایک مولانا جو بہت بڑے مفتی بھی تھے ان کے مدرسے کے سارے بچے بھی تراویح پڑھانے جاتے تھے کسی کو ایک سیپارہ یاد ہو تو بھی مدارس والے بھیج دیتے ہیں کسی کو پانچ دس یاد ہوں تو بھی بھیج دیتے ہیں کہ وہ رمضان سے کچھ آمدن لے آئیں گے یہ مدارس کا ایک رویہ ہے تو مفتی صاحب کے مدرسے کے سارے طالب علم تراویح پڑھانے جاتے تھے تو مسجد میں بیٹھے ہوئے کسی نے خدام الدین انہیں پیش کر دیا کہ جناب یہ تو جائز نہیں ہے نماز نہ تو پڑھانے والے کی ہوتی ہے اور پڑھنے والے تو جاہل ہیں ان غریبوں کو تو پتہ ہی نہیں۔ تو آپ علماء ایسا کیوں کرتے ہیں، یہ ذرا حوالہ تو پڑھیں اس میں قرآن حکیم کا حوالہ ہے حدیث شریف کا حوالہ ہے تو مفتی صاحب نے خدام الدین کا شمارہ پکڑ کر

مفتی صاحب نے خدام الدین کا شمارہ پکڑ کر پھینکا جو دروازے سے باہر جا کر گرا۔ دلیل کا جواب دلیل سے دینا چاہئے اب یہ کوئی طریقہ نہیں ہے کہ آپ کتاب باہر پھینک دیں

پھینکا جو دروازے سے باہر جا کر گرا۔ دلیل کا جواب دلیل سے دینا چاہئے اب یہ کوئی طریقہ نہیں ہے کہ آپ کتاب باہر پھینک دیں اگر کوئی دلیل ہوتی تو وہ جواب دیتے اور یہی ہماری ناکامی کے اسباب ہیں کہ جہاں سے ہمیں دین ملنا تھا وہاں سے دنیا کی محبت ملتی ہے۔

جہاں سے ہمیں اللہ کے سامنے عجز و نیاز ملنا تھا وہاں سے غرور و تکبر ملتا ہے اور بڑی عجیب بات ہے کہ جہاں دیکھو شیعہ سنی کی بحث مل جاتی ہے، دیوبندی بریلوی کا جھگڑا مل جاتا ہے، نور بشر کا مسئلہ زیر بحث ہوتا ہے یا رسول اللہ ﷺ کہنا ہے نہیں کہنا، رفع یدین کرنا ہے نہیں کرنا، آمین بالجہر ہے یا نہیں ہے، یہ سارے مسائل مل جاتے ہیں ان مسائل کا تو کوئی نام بھی نہیں لیتا۔ نہ کوئی پوچھتا ہے نہ کوئی بتاتا ہے۔

قرآن کریم کی عظمت یہ ہے کہ اس کے ساتھ صرف الفاظ و معانی نہیں ہوتے اگرچہ قرآن کے معانی اور قرآن کی تفسیر اور قرآن حکیم کی تعبیر اس میں احکام الٰہی میں صفات الٰہی ہیں اور صفات الٰہی کے بارے خود قرآن حکیم ہی فرماتا ہے کہ اگر دنیا کے سارے سمندر سیاہی بن جائیں۔ اور تمام درخت قلم بن جائیں اور ہمیشہ ہمیشہ سارا جہان لکھتا رہے اوصاف الٰہی کو ختم نہیں کر سکتے۔ لہٰذا قرآن حکیم میں بھی آپ نے دیکھا ہوگا کہ صحابہ کبار رضوان اللہ تعالےٰ علیہم اجمعین کے عہد سے لے کر آج تک حضرت رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ قرآن حکیم کی ڈھائی ہزار تفاسیر آج تک طبع ہو چکی ہیں اور جو طبع نہیں ہو سکیں ان کی تعداد کوئی نہیں جانتا۔ ان میں سے ۳۸ کے قریب دارالعرفان کی لائبریری میں بھی موجود ہیں قدیم اور جدید۔ ہر مفسر نے اس بحر غواص میں غوطے لگائے اور اس سے موتی تلاش کئے لیکن جب سے دنیا بنی ہے سمندر کی تہہ میں موتی ہیں اور غوطہ خور بھی موجود ہیں اور ہر غوطہ خور اپنی محنت کے مطابق موتی نکالتا ہے تو سمندر سے موتیوں کا ذخیرہ اب تک ختم نہیں ہوا، نہ ہوگا۔ اس طرح معانی کے جواہر اور معانی کے جو موتی جو ہیرے اور لعل و

www.naqshbandiaowaisiah.com

جواہر قرآن حکیم میں موجود ہیں جب جب اللہ کریم کسی کو توفیق بخشیں گے وہ جتنے غوطے لگائے گا وہ معانی تلاش کر کے لاتا رہے گا ختم نہیں ہوں گے۔

حضرت عیسیٰ علی نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام کے واقعات میں ایک واقعہ ملتا ہے کہ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کسی راستے سے گزرے اثنائے راہ میں ایک پرانی قبر تھی اور اس شخص کو سخت عذاب ہو رہا تھا اس کے اعمال و کردار کی وجہ سے چونکہ دین عیسوی میں بھی اور اس سے پہلے بھی تمام ادیان میں آدم علیہ السلام سے لے کر نبی کریم ﷺ تک ہر عہد میں انبیاء علیہم السلام کے پیروکار خواہ کسی دین کے ہوئے ہیں انہوں نے میت کو دفن کیا ہے۔ چونکہ آدم علیہ السلام کے بیٹے نے جب بھائی کو قتل کر دیا تو اللہ نے اسے تعلیم فرمایا کہ اس طرح سے اسے دفن کیا جائے تب سے اب تک مسلمان ہمیشہ دفن کرتے ہیں۔ تو آپ علیہ السلام بڑے حیران بھی ہوئے اور اس کا عذاب دیکھ کر کہ اتنا شدید عذاب ہے اور ایسی ایک کیفیت آ گئی کہ اس کے لئے دعا بھی نہ فرمائی، ہیبت الٰہی غالب آ گئی اس طرح کا کوئی عذاب تھا کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ میں اس میں بات کرنے کی جرات نہیں کرتا۔ تشریف لے گئے۔ واپسی پہ گزر ہوا دو دن بعد یا چار دن بعد، کچھ وقفے کے بعد واپس اسی راستے سے گزرے دیکھا وہ بندہ نجات میں تھا۔ تو آپ علیہ السلام بڑے حیران ہوئے کہ اس پہ ایسا شدید عذاب تھا جس نے مجھے بھی ہیبت زدہ کر دیا تھا اور اب یہ نجات میں ہے یہ تو قبر میں کوئی عمل نہیں کر سکتا۔ اسے کس کا عمل، کس کا ثواب، کس کی دعا پہنچی۔ تو دعا کی بار الٰہا! یہ راز میری سمجھ میں تو نہیں آ رہا۔ تو ارشاد ہوا کہ اس کا ایک چھوٹا سا بیٹا تھا۔ اس کی والدہ اسے مدرسے میں لے گئی اور اس نے توتلی زبان سے بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○ پڑھا اور اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ○ پڑھا تو اس کا وہ توتلہ پن اور معصومیت سے پڑھنا میری بارگاہ میں اتنا مقبول ہوا کہ میں نے اسے معاف کر دیا۔

یعنی قرآن حکیم کا ایک ایک لفظ صدیوں کا زنگ دل سے اتار سکتا ہے۔ لاکھوں گناہوں کی بخشش کا سبب بن جاتا ہے۔ ایک ایک لفظ نجات کا سبب بن جاتا ہے لیکن تب جب اس کی عظمت کا احساس ہو اور اسے پوری توجہ سے سنا جائے۔

فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ پوری توجہ سے اسے سنو۔ وَاَنْصِتُوْا اور خاموش رہو بات نہ کرو۔ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔ یہ تو رحمت کی بارش ہے، کرم کا بادل ہے۔ اب ایک شخص نے برتن پکڑا ہوا ہے اسے تھام کے بھی رکھے، متوجہ بھی رہے اور اس میں جو کچھ آ رہا ہے اسے سنبھالے بھی اور اگر دوسری طرف متوجہ ہو گیا گویا اس نے برستی بارش میں اپنا برتن تو الٹ دیا، اپنی توجہ کہیں اور لے گیا اب توجہ ہی برتن ہے نا، دل ہی برتن ہے یہ کسی کٹورے پیالے میں تو نہیں آئے گی، یہ تو دل کے کٹورے دل کے پیالے میں آئے گی اور دل کو تھام کر رکھنے کے لئے آپ کا اس کی طرف متوجہ ہونا ضروری ہے۔ زبان کو بند کرنا ضروری ہے، نگاہوں کو روک کے رکھنا ضروری ہے۔ اب اگر ایک بندہ یہاں بیٹھا ہوا کیلنڈر دیکھ رہا ہے، اوقات صلوٰۃ دیکھ رہا ہے، گھڑی دیکھ رہا ہے..........

اب تو یہ رواج ہو گیا ہے کہ اشتہار، گھڑی و دیگر پروگرام کے اشتہارات ساری چیزیں مساجد میں اس دیوار کے ساتھ لگائی جاتی ہیں جو قبلے کی طرف ہے اس دیوار پر اشتہار یا پروگرام یا گھڑی لگانا حرام ہے یہ آیات جو اوپر یا اسماء الٰہی لکھے جاتے ہیں یہ سب حرام ہیں، ممنوع ہیں۔ یہ رواج ہے یہاں بھی لکھ دیئے لوگوں نے لیکن ان سب کا لکھنا جائز نہیں ہے۔ او مجھے نام یاد نہیں رہا ایک بزرگ کی بات کرتے ہیں انہوں نے میری طرح ارشاد فرمایا کہ حرام ہے تو کسی نے کہا حضرت آپ کے تو محراب کے اوپر لکھا ہوا ہے تو فرمایا یار مجھے تو بیس سال ہو گئے یہاں نماز پڑھتے میں نے تو اوپر دیکھا ہی نہیں۔ میرے علم میں نہیں ہے کہ اوپر لکھا ہوا ہے۔

شبینہ کرانا بری بات نہیں کوئی گھر میں کراتا ہے یا مسجد میں کراتا ہے، لازم ہے کہ اس کی آواز اس گھر کے یا مسجد کے اندر رہے۔

www.naqshbandiaowaisiah.com

تو قرآن حکیم جب پڑھا جائے' بیان ہو رہا ہو' اس کی تعبیر و تفسیر بیان کی جا رہی ہو' اس کے معانی اور احکام اور تشریح بیان ہو رہی ہو تو سننا فرض عین ہے' پڑھنا سنت ہے۔ سننا فرض عین ہے اور خاموش رہنا بھی فرض عین ہے۔

قرآن حکیم کا ایک ایک لفظ صدیوں کا زنگ دل سے اتار سکتا ھے۔ لاکھوں گناھوں کی بخشش کا سبب بن جاتا ھے۔ ایک ایک لفظ نجات کا سبب بن جاتا ھے لیکن تب جب اس کی عظمت کا احساس ھو اور اسے پوری توجه سے سنا جائے۔

وَاَنْصِتُوْا خاموش رہو اس لئے کہ جب قرآن حکیم پڑھا جا رہا ہوتا ہے تو رحمت الٰہی کی بارش ہو رہی ہوتی ہے۔ مغفرت اور کرم تمہارے دلوں پہ دستک دے رہا ہوتا ہے تو ان انوارات کو سمیٹو۔ اپنے دل کے برتن کی طرف متوجہ رہو' ان برکات کو سمیٹو' انہیں جمع کرو' کیا خبر کون سا لمحہ تمہیں عشق الٰہی میں مبتلا کر دے۔ عشق و محبت کے لئے کوئی کورس نہیں کرائے جاتے۔ عشق و محبت کے لئے کوئی عرصہ درکار نہیں ہوتا۔ زندگی کا کوئی لمحہ ہوتا ہے جو بدل دیتا ہے سارے انسان کو' اس کی سوچ کو' اس کی فکر کو' اس کے مزاج کو اور اس کے کردار کو۔ کیا خبر کس لمحے میں کس گھڑی میں وہ کیفیت نصیب ہو جائے اور تمہاری زندگی بدل جائے تمہاری آخرت سنور جائے ہمیشہ کی زندگی سدھر جائے لہٰذا وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ جب قرآن کی تلاوت ہو رہی ہو یا قرآن کی تعبیر و تفسیر' قرآن بیان ہو رہا ہو فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ اس کا سننا فرض عین ہے' پوری توجہ سے سنو وَاَنْصِتُوْا اور خاموش رہو' لب نہ ہلیں' آواز نہ نکلے۔ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ تا کہ تمہارے دامان طلب میں رحمت کی' ابر کرم کی' بخشش اور مغفرت کی سند ڈالی جا سکے۔

اب اس کے آگے اگلی آیت میں اس بخشش کا ذکر فرمایا کہ قرآن کے سننے سے' قرآن کے پڑھنے سے' قرآن کے سمجھنے سے تمہیں ایک اور دولت نصیب ہو جائے گی ذکر الٰہی نصیب ہو جائے گا کونسا۔

وَاذْكُرْ رَّبَّكَ فِيْ نَفْسِكَ

ایک رحمت جو فوری نصیب ہو گی وہ یہ ہے کہ ذکر قلبی کی طلب پیدا ہو جائے گی' ذکر کرانے والا نصیب ہو جائے گا' ذکر کا طریقہ سیکھنے کا موقع میسر آ جائے گا اور پھر تم ہو گے اور تمہارے رب کی بات ہو گی۔

؎ ہتھ کار ول دل یار ول

دنیا کا کام کرتے رہو گے لیکن دل اللہ کے حضور حاضر رہے گا' اس کی باتیں کرتا رہے گا' اس کی صفت بیان کرتا رہے گا' اس کی تعریفیں کرتا رہے گا۔

وَاذْكُرْ رَّبَّكَ فِيْ نَفْسِكَ

اپنے رب کو یاد کرو اپنے نہاں خانہ دل میں۔ اپنی ذات کے اندر' اپنی روح کی گہرائیوں کے اندر اس یاد کو سمو لو۔

انشاء اللہ العزیز یہ پوری آیۃ کریمہ ہے اس میں ذکر کے احکام اور معارف ہیں' میں کوشش کروں گا اللہ کریم توفیق دے کل اس آیت پہ بات ہو' یہ سورۃ الاعراف کی آخری آیات ہیں اور نواں پارہ ہے۔ نواں پارہ آگے چل رہا ہے آگے سورۃ الانفال ہے' یہ الاعراف کی آخری آیات ہیں۔ کل انشاء اللہ اللہ کریم نے توفیق بخشی تو یہیں سے شروع کریں گے۔

ہاں ایک مسئلہ رہ گیا کہ قرآن کا جب یہ شبینہ لاؤڈ سپیکروں پہ کرایا جاتا ہے تو جہاں تک آواز جاتی ہے وہاں تک جتنے مسلمان

اجرت پر نماز پڑھانا یا نماز پڑھا کر اس کی اجرت لینا حرام ھے اس لئے که نماز ھر مسلمان پر فرض ھے' پڑھنے والے پر بھی اور پڑھانے والے پر بھی۔

بالغ مرد عورت بچے بوڑھے ہیں جو بالغ ہیں مکلف ہیں کہ جتنے سجدے تلاوت میں آتے ہیں وہ سب پر فرض ہو جاتے ہیں چونکہ وہ آواز سن رہے ہوتے ہیں' آواز ان تک پہنچ رہی ہوتی ہے' تو کرتا تو کوئی بھی نہیں' پتہ ہی نہیں ہوتا کسی کو کب سجدے کی آیت تلاوت کی کس نے' کب گزر گئی تو اس سب کا ذمہ دار وہ ہوتا ہے جو زبردستی سنوا رہا ہو۔

☆☆☆☆☆☆

www.naqshbandiaowaisiah.com

تقوٰی و برکاتِ قلبی

یہ لوگ انگریز کا بنایا ہوا دین سے یکسر خالی نصاب تعلیم' انہی کے انگریزی میڈیم سکولوں اور کالجوں سے پڑھتے ہیں پھر وہاں سے مغرب چلے جاتے ہیں اور وہاں سے سیدھے اسلام آباد آ جاتے ہیں۔ بحیثیت علماء اور دینی اکابرین ہم اپنے آپ کو بہت کچھ سمجھتے ہیں لیکن ہم اتنے کمزور ہیں کہ ہم انہیں اسلام سمجھا بھی نہیں سکے اور سمجھاتے کیا ہم نے تو اس کی تعبیریں اور تصویریں ہی مختلف کر دیں۔ علامہ اقبال مرحوم نے کہا تھا

زمن بر صوفی و ملاں سلامے کہ پیغام خدا دادند ما را

ولے تاویل شاں در حیرت انداخت خدا و جبرائیل و مصطفٰے ﷺ را

کہ صوفی وملاں کی میں قدر کرتا ہوں' سلام پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے مجھ تک اللہ کا پیغام پہنچایا لیکن اس کی جو تعبیر انہوں نے کی اس پر اللہ بھی حیران ہے' لانے والا فرشتہ بھی حیران ہے اور اللہ کے حبیب ﷺ بھی پریشان ہیں کہ یہ کیا کر رہے ہیں۔

خطاب امیر محمد اکرم اعوان
دارالعرفان ' منارہ 13-7-2001

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم O

یا یھا الذین امنوا التقوا اللہ و ابتغوا الیہ الوسیلۃ وجاھدوا فی سبیلہ لعلکم تفلحونO (المائدہ 35)

سورۃ المائدہ کی یہ آیۂ کریمہ خاص مومنین کے لئے تین باتیں ارشاد فرماتی ہے سب سے پہلی بات' تقاضائے ایمان یہ ہے کہ مومن کو تقوٰی نصیب ہو۔

کسی بھی زبان کا جب دوسری زبان میں ترجمہ کیا جاتا ہے تو اس کے مفاہیم کو کماحقہ اس میں ڈھالنا غالباً ممکن نہیں ہوتا یا بہت ہی مشکل ہوتا ہے۔ ہمارے ہاں اردو میں جتنے تراجم ہوئے ان میں تقوٰی کے نیچے ترجمے کے طور پر ڈر لکھ دیا گیا ہے یہاں بھی اس نسخے میں بھی۔ یایھا الذین امنوا اتقوا اللہ۔ اے ایمان والو خدا سے ڈرتے رہو پہلی بات تو یہ ہے کہ اللہ کا ترجمہ اللہ ہی ہے۔ اللہ کا ترجمہ خدا نہیں ہے خدا جھوٹے بھی ہیں دعوے دار۔ خدا کا ترجمہ انگریزی میں GOD اور GOD کے ساتھ GODESS دیوتا اور دیویاں بھی ہیں لہٰذا اللہ کا ترجمہ اللہ ہی ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ تقوٰی ایک خاص قسم کا ڈر ہے۔ ڈر کی بھی مختلف قسمیں ہوتی ہیں۔ تنہائی سے ہم ڈرتے ہیں' جنگل میں اندھیری رات میں ڈر لگتا ہے' درندوں سے ڈرتے ہیں' دشمنوں سے ڈرتے ہیں' نقصان سے ڈرتے ہیں کاروباری شراکت میں لیکن ایک ڈر ہوتا ہے رشتوں کا' تعلق کا' دوستی کا' محبت کا۔ کسی کو کسی سے ایسا تعلق ہوتا ہے کہ وہ اس کی مرضی کے خلاف جا نہیں سکتا اس ڈر سے کہ وہ جو رشتہ الفت ہے اس پہ آنچ آئے گی۔ تقوٰی سے مراد یہ ڈر ہے یعنی جو رشتہ ایمان تم نے استوار کیا ہے رب العٰلمین کے ساتھ تو ایمان یہ ہے کہ فقہ میں ہمارے فقہائے کرام نے یہ وضاحت فرمائی ہے کہ جب آپ بچے کو بھی اللہ کا تصور دیں تو اسے یہ سمجھائیں کہ میں اس اللہ کو مانتا ہوں جس اللہ کو اللہ کے رسول حضرت محمد ﷺ نے جو حضرت عبداللہ کے بیٹے تھے جو مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئے اور جنہوں نے مدینہ منورہ ہجرت فرمائی۔ یہ ساری عبارت فقہ میں موجود ہے۔ جس اللہ کو وہ جیسا منواتے ہیں اس کی ذات اور اس کی صفات کے ساتھ ویسا ہی میں مانتا ہوں۔ یہ ہے اللہ پر ایمان۔ اب جب اللہ پر ایمان لایا تو رب بھی

www.naqshbandiaowaisiah.com

اس کو ماننا پڑے گا' نفع ونقصان کا مالک بھی وہی ہے' خالق بھی وہی ہے' تقدیر کا مالک بھی وہی ہے اور ہر لمحہ وہ مومن کے ساتھ بھی ہے۔

وھو معکم این ما کنتم۔ تم کسی لمحے کہیں ہو وہ تمہارے ساتھ ہے۔ اب ایک ایسا رشتہ ایک ایسی قوت جو خالق ہے' کائنات کی واحد مالک ہے جو ہر چیز پہ قادر ہے۔

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ (ﷺ) نے بندے کو اس کے روبرو کر دیا اور دائمی معیت اس کی اور ہر لمحہ اس کا ساتھ ہونا نصیب ہو گیا۔ حفاظت بھی اس کی' رزق بھی اس کی طرف سے' صحت و بیماری بھی اس کی' گھر بار' کاروبار' حیات' زندگی' موت' مابعد الموت' روز حشر' ہر جگہ' ہر لمحے' ہر قدم پر اسکا ساتھ نصیب۔ اب بندہ کوئی ایسی بات کرے کہ اس ساتھ پہ آنچ آئے' کوئی ایسا کام کرے کہ وہ غیور کہہ دے کہ اگر تو ایسا ہے تو میں اپنی خدمت میں ایسوں کو رکھنا تو گوارا نہیں کرتا۔ اگر تیرا یہ کردار ہے۔

آجکل ایک وبا ہے اور وہ یہ ہے کہ لوگ پیدا تو مسلمان ہوتے ہیں لیکن بیشتر بدنصیب ایسے ہیں جو مرتے کفر پر ہیں۔ اور بنیادی اسلامی عقائد سے منحرف ہو کر نوزائیدہ فرقوں کی بھینٹ چڑھ جاتے ہیں۔ اس کی وجہ کیا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ بنیادی ایمان ہمارے پاس ہوتا نہیں۔ سنے سنائے ایک اللہ کا تصور ہمارے پاس ہوتا ہے کہ کوئی ایک طاقت ہے جسے اللہ یا خدا کہتے ہیں اور وہ بہت طاقتور ہے اور وہ ہے اب اس کے آگے کہ وہ کون ہے' وہ کیسا ہے' یہ ہمیں کس نے بتایا اور وہی تعریف صحیح ہے جو حضرت محمد رسول اللہ ﷺ نے بتائی۔ اگر یہ یقین حاصل ہو تو پھر فرقے بننے کی ضرورت پیش نہیں آتی لوگ بھٹکتے اس لئے ہیں کہ شاید یہ صحیح کہہ رہا ہے شاید وہ صحیح کہہ رہا ہے۔

تو ایک تو یہ بات اس آیۂ کریمہ نے واضح کر دی کہ تم جو کام بھی کرتے ہو اس میں یہ بات یاد رکھو کہ تم مومن ہو اور تمہارا اللہ تمہارے پاس ہے تمہارے ساتھ ہے۔ دوسری بات بڑی عجیب ہے کہ یہ کیسے ممکن ہے۔ ہم تو مخلوق ہیں ہمارا علم مخلوق ہے' ہماری جدوجہد مخلوق ہے' کوشش مخلوق ہے' سوچنے سمجھنے کی صلاحیتیں مخلوق ہیں' مخلوق خالق کا احاطہ نہیں کر سکتی۔ ہم کیسے اس کو سمولیں اپنی نگاہوں میں اپنے تخیل میں' اپنے تصور میں کیا تصویر بنائیں اس کی۔ **لیس کمثلہ شی**۔ اس کی طرح کی تو کوئی چیز ہے نہیں۔ جتنی چیزیں ہم نے دیکھی ہیں ان میں تو اس کی مماثلت پائی نہیں جاتی جو ہم نے نہیں دیکھیں ان میں بھی اس کی مماثلت نہیں ہے فرمایا۔

> **اس وقت دنیا کے پچیس ممالک میں سود بین (BAN) کر کے بلاسودی نظام رائج کر دیا گیا ہے اور وہ پچیس کے پچیس ممالک غیر مسلم اور کافر ہیں**

وابتغوا الیہ الوسیلۃ۔ اس کا قرب پانے کا ذریعہ تلاشتے رہو۔ براہ راست نہیں پہنچ سکو گے۔ اپنی علمی کاوشوں سے نہیں پہنچ سکو گے' اپنی ذہنی موشگافیوں سے نہیں پہنچ سکو گے۔ اس تک پہنچنے کا وسیلہ اور ذریعہ اور سبب تلاش کرتے رہو' اس ذریعے کو قائم رکھو اور وہ ذریعہ واحد ہے محمد رسول اللہ ﷺ۔ وہ برکات' وہ کیفیات' وہ انوارات جو قلب اطہر رسول اللہ ﷺ سے منتقل ہو کر' منعکس ہو کر' ضوفشاں ہو کر سینہ مومن کو منور کرتے ہیں' وہ اللہ کا تصور اس کے دل میں پیدا کر دیتے ہیں' اللہ کا یقین پیدا کر دیتے ہیں' اسے دیکھ نہیں سکتا لیکن دیکھ رہا ہوتا ہے۔ صحابہ کبار رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین میں صحبت نبوی ﷺ سے جو کمال پیدا ہو گیا وہ یہی تھا کہ سب سے زیادہ مسائل یا بہت زیادہ مسائل مکہ مکرمہ کے ایک غریب خاندان کے حصہ میں آئے۔ حضرت یاسرؓ کے خاندان میں ان کی ایک ضعیف العمر بیوی تھی' ایک جوان بچی اور بیٹا تھا۔ ابوجہل کو غصہ اس بات پر آیا کہ تین نسلوں تک تو انہیں اہل مکہ جانتے ہیں کہ یہ غلام ابن الغلام ابن الغلام آ رہے ہیں ان کے گھر میں برتن تک نہیں' ان کے پاس پہننے کو کپڑا نہیں' یہ جس کے غلام ہوتے ہیں اس کے در سے کھاتے ہیں' اب اگر یہ بھی نئے دین کا اتباع اختیار کر لیں گے تو ہمارے روکے سے کون رکے گا۔ اس نے ان پر مظالم کی انتہا کر دی اور شہر کے اندر گلی کے اندر۔ سیرت نگار لکھتے ہیں کہ شام کو جب انہیں چھوڑا گیا ان کے گھر میں ایک گھڑا پانی کا تھا جس میں پانی بھی تھا لیکن چاروں میں سے کسی میں سکت نہیں تھی کہ اٹھ کر دوسرے کو پانی

www.naqshbandiaowaisiah.com

کے دو گھونٹ ڈال کر دے دے۔ اور یہ واحد خاندان ہے جس پر جب یہ ظلم توڑے جا رہے تھے تو آفتاب نبوت ﷺ گلی کی ایک طرف سے طلوع ہوا اور آپ ﷺ نے دیکھا اور فرمایا۔

اصبروا یا ال یاسرؓ جمے رہو اے یاسرؓ کے خاندان والو ڈٹے رہو۔ ان موعد کم الجنة ۔تمہارے ساتھ جنت کا وعدہ ہے یعنی دنیا میں کسی کو اللہ کے حبیب ﷺ نے عشرہ مبشرہ کے علاوہ، عشرہ مبشرہ کو بھی بشارت دی اور وہ بھی حق ہے لیکن یہاں تو وعدے کا لفظ فرمایا۔ ان موعد کم الجنة O او کما قال رسول اللہ ﷺ ۔تمہارے ساتھ جنت کا وعدہ ہو گیا۔

تنگ آ کر ابوجہل نے سینے پر گھٹنا رکھ کر گردن پہ خنجر رکھ کر اس بوڑھی خاتون سے کہا جس کا مار کھا کھا کر خون آنکھوں پہ جم گیا تھا، نظر ویسے کمزور تھی، عمر رسیدہ تھیں، حلق پر خنجر رکھ کر اس نے کہا اس کے دونوں پاؤں دو اونٹوں سے باندھ دیئے جائیں اور کہنے لگا کہ کتنی بڑی ناکامی ہے کہ ایک ضعیفہ جو نسلوں کی غلام ہے وہ بھی میری بات نہ مانے۔ میں تجھ سے یہ نہیں کہتا کہ تو محمد ﷺ کے دین کو چھوڑ دے لیکن ایک دفعہ زبان سے کہہ دے کہ میں نے چھوڑ دیا کچھ بھرم تو میرا بھی رہ جائے ورنہ یہ اونٹ مختلف سمتوں کو دوڑیں گے اور تیرے جسم کے دو ٹکڑے ہو جائیں گے۔

انہوں نے فرمایا! بے وقوف! تو تو مجھے نظر بھی نہیں آ رہا اگرچہ تو نے گھٹنا میرے سینے پہ دبا رکھا ہے لیکن میں تجھے دیکھ نہیں سکتی تیری بات مان لوں اور اس کا انکار کر دوں جسے میں دیکھ رہی ہوں۔ یہ تھا وہ کمال جو برکات نبوت ﷺ سے قلب مومن میں پیدا ہوا۔

وہ اس کی کوئی شکل نہیں بنا سکتا وہ اس کا کوئی تصور نہیں بنا سکتا وہ اسے دیکھ نہیں سکتا لیکن وہ دیکھ رہا ہوتا ہے۔ نظر بند کر دو تو بھی، آنکھ بند ہو جائے تو بھی۔ وہ جو کسی شاعر نے کہا تھا نا

ہے دیکھنے کا شوق تو آنکھوں کو بند کر
ہے دیکھنا یہی کہ نہ دیکھا کرے کوئی

تو انہوں نے فرمایا او بدبخت تجھے تو میں دیکھ نہیں رہی اور تیرے کہنے پر اس ذات کی عظمت کا انکار کر دوں جو میرے روبرو ہے۔ اونٹ دوڑا دیئے گئے اور یہ پہلا خون تھا جو راہ اسلام میں زمین پر گرا اس ضعیف خاتون کا پہلا خون تھا اور وہ پہلی شہید ہے اسلام کے دامن میں۔ تو اللہ کریم فرماتے ہیں

وابتغوا الیه الوسیلة ۔وسیلہ کون ہے؟ وہی ذات والا صفات جن کی زبان حق ترجمان سے قرآن ہم تک پہنچا۔ وحی کو ہم نے نہیں سنا۔ اور حضور ﷺ نے فرما دیا یہ قرآن ہے۔ یہ گواہی بھی اسی عظیم اللہ کے حبیب ﷺ کی ہے اور اس کی ترغیب و تدوین بھی وہی ہے جو محمد رسول اللہ ﷺ نے دلوائی اپنی حیات طیبہ میں۔ اس کے بعد سارے علم کی بنیاد بھی اور انتہا بھی ابتدا بھی وہ ارشادات ہیں جو محمد رسول اللہ ﷺ کے ہیں، وہ معاملات معاشی ہوں، سیاسی ہوں، افراد کے ہوں، اقوام کے ہوں یا بین الاقوامی ہوں، زندگی کا کوئی شعبہ ایسا نہیں ہے جس پر نقش کف پائے رسول ﷺ سورج کی طرح درخشاں نہ ہوں۔ یہ سارا کیا ہے یہ علم ہے۔ قرآن حکیم علم کا بحر ذخار ہے۔ حدیث مبارک علم کا بحر ذخار ہے لیکن قرآن تو پورا نہیں ہوا تھا بہت تھوڑا سا حصہ اترا تھا۔ احادیث میں اصول اور ضوابط متعین نہیں ہوئے تھے، اسلام کا ابتدائی زمانہ تھا، انہیں معیت باری کا یقین کیسے آ گیا۔ اس کا مطلب ہے کہ علم ظاہر ایک اور شے ہے اور کیفیات قلبی اور برکات محمد رسول اللہ ﷺ ایک اور شے ہے۔ نزول قرآن اپنے وقت میں پورا ہوا، تکمیل احادیث اپنے وقت میں ہوئی لیکن کیا ہر امتی عالم بن سکتا ہے؟ کیا سارے صحابہ کبار رضوان اللہ تعالےٰ علیہم اجمعین عالم تھے؟ ہرگز نہیں لیکن واصل باللہ سارے تھے۔ کیفیات قلبی سب کے پاس تھیں۔ معیت الٰہی سب کے پاس تھی۔ اس لئے تو جب حکم ہوا چلو جہاد پر، چلو جہاد پر، کسی نے نہیں پوچھا اسلحہ کہاں سے آئے گا، سواری کہاں سے آئے گی، کھائیں گے کیا، لڑیں گے کیسے، ادھر کتنے لوگ ہیں، ہم کتنے ہیں۔ نہیں، اللہ ساتھ ہے بس سارا کام اللہ کرے گا ہمارا کام تو تکمیل ارشاد ہے اللہ کے حبیب ﷺ نے کہہ دیا چلو اور چل پڑے۔ اور وہ کیا عجیب لوگ تھے کہ بے سروسامانی کے عالم میں ڈٹ گئے کفر کے سامنے تو اللہ نے قرآن گواہ ہے اللہ نے فرشتوں کو حکم دیا کہ یہ بھاگیں گے نہیں یہ میرے بھروسے پہ کھڑے ہیں۔ جاؤ اور ان کی طرف سے لڑو۔ آ گیا نا لطف کام کرنے گا۔ شاید اسباب پوچھتے،

www.naqshbandiaowaisiah.com

توجیہات کرتے' وسائل ڈھونڈتے تو فرشتے کب آتے یہی وسیلہ تلاش کرنے کا حکم دیا گیا۔

وابتغوا الیہ الوسیلۃ ۔تقوی تب رکھ سکو گے جب تم اللہ کے ساتھ تعلق قائم کرنے کا کوئی حیلہ کوئی سبب تلاش کرتے رہو گے اور یہ سبب وہی برکات ہیں جو سینہ اطہر رسول اللہ ﷺ سے چلتی ہیں۔ جس طرح علم ظاہر میں بھی بڑے خوش نصیب ہیں وہ لوگ جنہیں علم نصیب ہوا۔ ہر آدمی عالم نہیں ہوتا اسی طرح کیفیات قلبی میں بھی بڑے عجیب خوش نصیب لوگ تھے جنہوں نے اپنے دامن بھرے اور ان میں بھی خوش نصیب وہ تھے جنہیں پھر دامن لوٹانے کی توفیق بھی ہوئی۔ اور تیسری بات یہ فرمائی کہ دنیا عالم اسباب ہے' ایمان لانے سے لیکر آخری سانس تک ۔وجاھدوا فی سبیلہ ۔تم اللہ کے سپاہی ہو اور تم کلمہ پڑھنے سے لے کر آخری سانس تک میدان کارزار میں ہو' میدان جنگ میں' حالت جنگ میں' جہاد میں ہو۔ معاملات دنیا ہوں یا دین' دوستی ہو یا دشمنی' سیاست ہو یا کوئی اور شعبہ تمہیں فیصلہ اس طرح کرنا ہے کہ تم اللہ کے سپاہی ہو اور غلبہ اسلام کے لئے تمہاری جان مال سب کچھ نثار ہو سکتا ہو۔ فرمایا یہ تین کام اپنالو لعلکم تفلحون ۔تاکہ تم فلاح پاسکو۔ فلاح عربی کا ایک وسیع المعانی لفظ ہے جو ہر شعبے کی کامیابی پہ حاوی ہے۔ ذاتی مسائل' زندگی کے مسائل' صحت جسم و جان کے مسائل' موت کے مسائل' موت کے بعد قبر کے برزخ کے مسائل' میدان حشر کے مسائل اور اس کے بعد کی زندگی ہر شعبے میں تم کامیاب ہوتے چلے جاؤ اس کے لئے یہ تین باتیں ضروری ہیں۔

ایمان لاؤ اور اللہ کو ہر وقت اپنے ساتھ سمجھو' اپنے کردار پہ نگاہ رکھو کوئی ایسی حرکت سرزد نہ ہو جائے کہ وہ رشتہ الفت ٹوٹ جائے رشتوں کو توڑنا آسان ہوتا ہے جوڑنا آسان نہیں ہوتا کسی شاعر نے خوب کہا تھا کہ

رشتہ الفت کو ظالم یوں نہ بے دردی سے توڑ
جڑ تو پھر بھی جائے گا لیکن گرہ رہ جائے گی

> کیا عدالت کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ مومنین سے یہ کہے کہ نہیں ایک سال اور تمہیں سود کھانا ہوگا۔ کیا آئین پاکستان میں عدالت کو یہ حق دیا گیا ہے؟

کوئی رسی کٹ جائے نا تو جوڑیں تو گانٹھ پڑ جاتی ہے۔ رشتے بھی جب دوبارہ جڑتے ہیں تو وہ بات کی رنجش درمیان میں گانٹھ کی طرح رہ جاتی ہے۔ اس لئے فرمایا رشتوں کو توڑنا ہی نہیں چاہئے۔

صحابہ کرام رضوان اللہ تعالے علیھم کا لشکر خیمہ زن ہوا افریقہ کے جنگلات میں' وحشت ہی وحشت ہر طرف درندے' اژدھا' مختلف قسم کے جنگلی جانور' کیڑے مکوڑے تو عرض کیا گیا امیر لشکر سے کہ حضور یہ تو کیمپ لگانے کی جگہ نہیں ہے یہاں تو اتنے گھاس کے تنکے نہیں ہیں جتنے حشرات الارض ہیں' کیڑے مکوڑے ہیں اور یہاں کی ایک مکھی کاٹ جائے بخار ہو جاتا ہے اور ایک بچھو کاٹ جائے بندہ مرجاتا ہے تو انہوں نے کہا میرے لئے منبر بناؤ اونٹ کے دو تین پلان ایک دوسرے کے اوپر رکھ دو۔ وہ تین پلان ایک دوسرے کے اوپر رکھ دیئے اوپر وہ اللہ کا بندہ کھڑا ہو گیا' فرمانے لگا اے جنگل کے درندو! ہم محمد رسول اللہ ﷺ کے صحابہ اور خادم ہیں اور دین اسلام کی سربلندی کے لئے اور اللہ کے دین کو مخلوق تک پہنچانے کے لئے اللہ کی راہ میں نکلے ہیں ہمیں یہاں کیمپ کرنا ہے اس لئے بہتری اسی میں ہے کہ تم یہ جنگل خالی کردو۔

سیرت نگار لکھتے ہیں کہ درندے اور بڑے بڑے سانپ اژدھا بچے سمیٹ کر اس طرح بھاگ رہے تھے جیسے جنگل میں آگ لگتی ہے تو درندے بھاگتے ہیں۔ اور چند لمحوں میں سارا جنگل خالی ہو گیا۔ یہ بندے کی آواز تو نہیں تھی' اس میں اللہ کی معیت شامل تھی وہ عشق شامل تھا' وہ محبت شامل تھی جو اسے اللہ کے حبیب ﷺ سے تھی' اللہ سے تھی اور وہ برکات شامل تھیں جو سینہ اطہر رسول اللہ ﷺ سے اس کے سینے میں موجزن تھیں۔

سارے کا سارا دین یہی ہے کہ اللہ کو اس طرح مانو جس طرح حضور ﷺ منواتے ہیں۔ اللہ کے ساتھ جو رشتہ الفت نصیب ہوا ہے اسے ٹوٹنے نہ دو' اسے مزید گہرا کرنے کے لئے اسباب اور وسائل تلاش کرتے رہو' جدوجہد کرتے رہو' محنت کرتے رہو اور تیسری بات یہ یاد رکھو کہ تم ہر وقت میدان کارزار میں ہو۔ ہر لمحہ جہاد برپا ہے اور تمہارا ہر فیصلہ ایک مجاہد کا فیصلہ ہے جو دین کو سربلند بھی کرسکتا ہے اور جو عظمت

دین کو سرنگوں بھی کرسکتا ہے۔ تمہارا کردار تمہارا نہیں ہے تمہارے کردار کا اثر اس دین پر اور اس دین کی عظمت پر نقش چھوڑے گا جس کے تم ماننے والے اور پیروکار ہو لہٰذا ہر لمحہ جہاد میں بسر کرو۔"

جہاد' اسلام نے ایک نئی اصطلاح دی ہے جنگ کے مقابلے میں۔ جنگ ہوتی تھی مخالف کو کچلنے کے لئے' تباہ کرنے کے لئے۔ اسلام نے جہاد کی اصطلاح دی کسی بندے کو جھکانے کے لئے نہیں بلکہ برائی اور ظلم کو ختم کرنے کے لئے۔ ہم سب وہ خوش نصیب ہیں جنہیں یہ برکات قلبی بغیر تلاش کے نصیب ہوئیں۔ اہل اللہ کی سیرت اگر پڑھی جائے تو برصغیر کے لوگوں نے اللہ کے بندوں کی تلاش میں زندگیاں سفر میں کاٹ دیں اور کسی کو مشرق وسطیٰ میں اور کسی کو حجاز میں اور کسی کو شام اور عراق میں اور کسی کو دنیا کے کسی دوسرے گوشے میں کوئی ایسا بندہ نصیب ہوا جو برکات نبوت کا امین تھا اور جس نے ان کے دلوں میں روشنی کی کرن پیدا کر دی۔

ہم پہ اللہ کا یہ احسان ہے کہ نقشبندیوں اویسیوں پر کہ اللہ کریم نے ایک ایسی ہستی یہاں پیدا فرما دی جو پیدا تو ایک دور دراز گاؤں میں ہوئے لیکن برکات نبوی ﷺ اس طرح لٹائیں کہ جاپان کے مشرقی ساحلوں سے لے کر امریکہ کے مغربی ساحلوں تک اور چین اور روس کی سرحدوں سے لے کر افریقہ کی جنوبی سرحدوں تک ایک دفعہ پھر عشق الٰہی کی لہر اٹھی اور کتنے ہی خوش نصیب ہیں وہ لوگ جنہیں براہ راست اس عظیم انسان کی (اللہ کی اس پہ کروڑوں رحمتیں ہوں) محفلیں نصیب ہوئیں اور بڑے ہی خوش نصیب ہوں گے وہ جنہیں قیامت تک اس میں سے کوئی حصہ ملتا رہے گا۔

یاد رکھیں بغیر کیفیات قلب کے تعلیمات دین پر عمل کرنا آسان نہیں ہوتا۔ جب تک دل ساتھ نہ دے' اس میں برکات نہ آئیں' اس میں وہ عشق کا دیانہ جلے تو آدمی سنتا رہتا ہے' سمجھتا بھی ہے لیکن اسے ممکن العمل نہیں پاتا۔ پھر اس کے ساتھ تیسرا حکم ہے کہ جو تمہارے بس میں ہے وہ کوشش احیائے دین اور دین کے غلبے کے لئے کرتے رہو' مرتے دم تک تم اس کے مکلف ہو۔ اس کاوش کے لئے نصف صدی کے ذکر اذکار کی محنت کے بعد احباب کو الاخوان میں ڈھالا گیا تاکہ ملک کے سیاسی مستقبل کو کافروں کی تقلید کی بجائے محمد رسول اللہ ﷺ کے بتائے ہوئے راستے پہ ڈالا جاسکے۔

الحمد للہ ایک حد تک حکومت کو بھی یہ تسلیم کرنا پڑا کہ ہمارا نظام ناقص ہے اور صحیح یہی ہے جو اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ کا حکم ہے معاشی نظام کی بات ہوئی' اس کے ساتھ تعلیمی نظام پہ بات ہوئی' اس پہ کام ہوا' فلاحی ریاست بنانے کا ایک پورا نظام بنا لیکن یہ ہماری بدنصیبی کہہ لیجئے کہ ایوان اقتدار میں آج تک جو پرندہ بھی آکر بیٹھتا ہے وہ ایسی ڈال سے اڑ کر آتا ہے جس پر اسلامی تعلیمات کا اثر نہیں ہوتا یہ لوگ انگریز کا بنایا ہوا دین سے یکسر خالی نصاب تعلیم انہی کے انگریزی میڈیم سکولوں اور کالجوں سے پڑھتے ہیں پھر وہاں سے مغرب چلے جاتے ہیں اور وہاں سے سیدھے اسلام آباد آجاتے ہیں۔ بحیثیت علماء اور دینی اکابرین ہم اپنے آپ کو بہت کچھ سمجھتے ہیں لیکن ہم اتنے کمزور ہیں کہ ہم انہیں اسلام سمجھا بھی نہیں سکے اور سمجھاتے کیا ہم نے تو اس کی تعبیریں اور تصویریں ہی مختلف کر دیں۔ علامہ اقبال مرحوم نے کہا تھا

زمن بر صوفی و ملاں سلامے
کہ پیغام خدا دادند مارا
ولے تاویل شاں در حیرت انداخت
خدا و جبرائیل و مصطفٰے را ﷺ

کہ صوفی وملاں کی میں قدر کرتا ہوں' سلام پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے مجھ تک اللہ کا پیغام پہنچایا لیکن اس کی جو تعبیر انہوں نے کی اس پر اللہ بھی حیران ہے' لانے والا فرشتہ بھی حیران ہے اور اللہ کے حبیب ﷺ بھی پریشان ہیں کہ یہ کیا کر رہے ہیں یہ کیا کہہ رہے ہیں جہاں جہاں اس کی تعبیر میں ہماری ذاتی خواہشات اور مفادات شامل ہوتے گئے وہاں اسلام رخصت ہوتا گیا اور وہ ایک مفادات کے لئے رسومات کا پلندہ بنتا گیا وہ جو کسی نے کہا تھا

حقیقت خرافات میں کھو گئی ہے
یہ امت روایات میں کھو گئی ہے
رسومات میں کھو گئی ہے

تو حضرات گرامی! ان تینوں باتوں پہ غور کیجئے ہمارا کام سیاسی جماعتوں یا مختلف مذہبی فرقوں کی طرح بدامنی پیدا کرنا نہیں ہے۔

www.naqshbandiaowaisiah.com

اسلام امن کا نام ہے قتل و غارت گری کا نہیں۔ ہم یہ چاہتے ہیں کہ اللہ کا دیا ہوا انعام یہ ملک پاکستان ہمیشہ قائم رہے اور اس کے قیام کا واحد مقصد ہے اس پر حق وصداقت کی اور انصاف کی حکمرانی ہو چونکہ ظلم کسی کی بقا کا سبب نہیں بنتا۔ ظلم بالآخر توڑ دینے والی چیز ہے اور مغربی معاشرہ جس کی دور سے بڑی چمک دمک نظر آتی ہے اتنی ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہے کہ اب خود نابود ہونے کو ہے۔

موجودہ امریکی معاشرے کی ایک چھوٹی سی تصویر آپ کو دکھادوں کہ پہلے یہ ہوتا تھا کہ ملازمت کے سلسلہ میں اگر ایک شہر سے دوسرے شہر میں جانا پڑتا تو اگر کرایہ کا گھر تھا تو چھوڑ دیتے' اپنا ہوتا تو بیچ دیتے تاکہ دوسرے شہر میں جا کر نیا گھر لے سکیں مگر اب یہ کرتے ہیں کہ یہ بڑا مسئلہ ہے کہ بچوں کو لے جاؤ' ان کے سرٹیفیکیٹ لو' نئے سکول میں داخل کراؤ تو اب امریکہ میں ایسی کمپنیاں بن گئی ہیں' ایسے دفاتر بن گئے ہیں کہ جس کا تبادلہ نیو یارک سے شکاگو ہوتا ہے وہ وہاں تلاش کرتے ہیں کہ شکاگو سے کس کا تبادلہ کہیں اور ہوا ہوا اور اس کی بیوی اور بچوں کی ریزیمبلینس (Resemblance) ان سے ہو اگر اس کی دو بیٹیاں دو بیٹے یہاں ہیں تو اس کی دو بیٹیاں دو بیٹے وہاں ہوں بیوی ہو تو اس کو اس بندے کی جگہ اکاموڈیٹ کر دیا جائے اس کے لئے آگے گھر تلاش کر لیا جائے اور اس طرح کوئی اس کے گھر میں بھی آجائے گا جو وہاں باپ کا کردار ادا کرتا ہے گا وہ بیوی اس کی بیوی ہوگی اور اولاد کو اولاد کی طرح پالے گا۔ آپ کیا سمجھتے ہیں کہ یہ انسانی معاشرہ ہے۔ یہ ٹوٹ پھوٹ ایک دن اس نفسا نفسی کو نابود کر دینے والی ہے اگر زندہ رہیں گے تو وہ بھی حق وصداقت کے دامن میں پناہ تلاش کریں گے۔

اس وقت دنیا کے پچیس ممالک میں سود بین (BAN) کر کے بلا سودی نظام رائج کر دیا گیا ہے اور وہ پچیس کے پچیس ممالک غیر مسلم اور کافر ہیں انہوں نے اس لئے نہیں کیا کہ

> نئے نظام کا یہ فائدہ ہوگا کہ وہ طبقہ امراء جو اس ملک کی تقدیر کے مالک بنے بیٹھے ہیں انہیں اپنی اولاد کو کھپانے کے لئے زیادہ ویکنسیاں مل جائیں گی

وہ ایمان لے آئے ہیں بلکہ اس لئے کہ اسلام کے دیئے ہوئے اصول ابدی ہیں جو ایمان نہیں لاتا اگر اسلامی اصول اپناتا ہے تو دنیا میں اس کا ثمر ضرور پاتا ہے اور دنیوی فوائد اسے حاصل ہوتے ہیں۔ کیا مصیبت ہے کہ پاکستان میں نظام بن چکنے کے بعد بھی عدالت عالیہ جس کا بہت احترام ہے لیکن کیا عدالت کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ مومنین سے یہ کہے کہ نہیں ایک سال اور تمہیں سود کھانا ہوگا۔ کیا آئین پاکستان میں عدالت کو یہ حق دیا گیا ہے؟ کیا دستور میں عدالت کے پاس یہ حق ہے اور جب عدالتیں ہی وہ کام کرنا شروع کر دیں جو دستور میں نہ ہو تو وہاں لوگوں سے دستور پر اور حکمرانوں سے قانون پر عمل کرانے کی امید رکھنا حماقت ہے۔

اب اس صورت حال میں ایک نیا نظام متعارف کرایا گیا بلدیاتی نظام اور ضلعی حکومتیں۔ فائدہ ہوگا اس سے اس لئے کہ ایک افسر کمشنر لیول کا ہوگا اور دو ڈپٹی کمشنر لیول کے ہوں گے۔ پہلے ایک ضلع میں ایک ڈی سی ہوتا تھا اب اس میں دو ڈی سی کے رینک کے اور ایک کمشنر لیول کا ہوگا اور وہ لوگ جو عالم بالا میں بیٹھے ہیں ان کے بیٹوں کے لئے مزید ویکنسیاں (Vacancies) پیدا ہو جائیں گی۔ نئے نظام کا یہ فائدہ ہوگا کہ وہ طبقہ امراء جو اس ملک کی تقدیر کے مالک بنے بیٹھے ہیں انہیں اپنی اولاد کو کھپانے کے لئے زیادہ ویکنسیاں مل جائیں گی لیکن غریب کو تین افسر ضلع میں پالنے پڑیں گے پہلے ایک ضلع میں ایک ڈی سی اور چھ سات ضلعوں میں ایک کمشنر ہوتا تھا اب ہر ضلع ایک کمشنر پالے گا اور دو ڈپٹی کمشنر پالے گا سارے اخراجات تو اس غریب کسان کو دینے ہیں جس کے کندھے پہ ہل ہے' اس مزدور کو دینے ہیں جس کا ہاتھ ریہڑی کے ڈنڈے پر ہے اور اس مستری اور مزدور کو دینے ہیں جو اینٹ اور گارا چن رہا ہے' کہاں سے آئیں گے یہ پیسے؟

ہندوستان جس نے آج تک پاکستان کو دل سے تسلیم نہیں کیا اور جس کے ہندو یہ کہتے ہیں کہ ہندوستان مقدس گائے کی تصویر تھی سرزمین ہندوستان مقدس گائے کا بت تھا جسے کاٹ دیا گیا اور اس جرم میں گوڈسے نے گاندھی پر گولی چلائی تھی گاندھی جو ہندوؤں کا ایک عظیم لیڈر تھا گوڈسے نے جو خود ہندو تھا اس جرم میں

www.naqshbandiaowaisiah.com

مار دیا تھا اس جرم میں اس پر گولی چلائی تھی کہ اس نے مقدس گائے کو کاٹ دیا ہے اور ہندوستان میں آج بھی ایک فرقہ موجود ہے جسے گوڈسے کا فرقہ کہتے ہیں گوڈسے کلٹ کہتے ہیں جو ہر برس گوڈسے کا بت بنا کر اس کی پوجا کرتا ہے اور گوڈسے کو پھانسی ہوئی اسے جلایا گیا تو اس نے وصیت کی تھی کہ میری راکھ رکھ دینا جب دوبارہ یہ گائے کا بت جڑ جائے گا پاکستان ختم ہو جائے گا ہندوستان کے ساتھ مل جائے گا تو جہاں سے دریائے سندھ کشمیر سے شروع ہوتا ہے اس جھیل میں میری راکھ گرانا تاکہ سارے سندھ سے گزر کر اس زمین کو جو ناپاک ہوگئی ہے میری راکھ اسے پاک کرتی چلی جائے گی۔ آج ہم سن رہے ہیں کہ ہندوستان نے تو ویزے کھول دیئے ہیں وہ تو بڑی محبت کرتا ہے پاکستان کے ساتھ۔ صرف شناختی کارڈ دکھاؤ اور ویزا حاصل کرو جس کا جی چاہے ہندوستان جاؤ۔ جنرل صاحب کے خیر مقدم کے لئے انہوں نے مغلیہ طرز کی عمارتیں سجائی ہیں اور جو خواتین وہاں ہیں میزبانی پر انہیں مغل حکمرانوں کی کنیزوں کا لباس پہنایا گیا ہے' کمرے مغل شہزادوں کی طرح سجائے گئے ہیں اور لاہور سے وہ باورچی منگوائے گئے ہیں جو مغلوں کی طرز کے کھانے پکانا جانتے ہیں۔ جو میاں صاحب کی نہاری بناتے تھے' جسے روزانہ صبح جہاز لینے آتا تھا اسلام آباد سے لاہور تاکہ غریب ممالک کے وزیراعظم کا ناشتہ ہو سکے' وہ باورچی بلائے گئے ہیں' یہ ساری خدمت خاطر کس بات کی ہے؟ اچانک ان کے دل میں اتنا عشق کیسے موجیں مارنے لگ گیا؟ سادہ سی بات ہے کہ ترپن سال میں سات لاکھ فوج مسلط کر کے وہ مسلمانوں کو نہیں جیت سکے۔ کشمیر کو شاید وہ اب چاپلوسی سے جیتنا چاہتے ہیں ورنہ کافر کو مومن سے دوستی ہو ہی نہیں سکتی۔ قرآن کریم اس کی نفی فرماتا ہے اور مجھے امید اور توقع ہے اللہ کرے میری توقعات درست ثابت ہوں' یہ نشستند گفتند برخاستند ہوگا۔ جنرل صاحب جائیں گے' دعوتیں ہوں گی' کھائیں پئیں گے اور انشاء اللہ صحیح سلامت واپس آجائیں گے۔ اس میں اتنا ہی ہوگا اور پھر وہی پابندیاں ہوں گی ویزے کی اور وہی ہندوستان ہوگا اور وہی ہم ہوں گے۔

اسلام پاکستان میں نافذ ہوگا تو روئے زمین پر ضوفشاں ہوگا اور ایک دن ایسا ہوگا انشاء اللہ العزیز۔ ہم نے آپ کی نئے سرے سے صف بندی کی ہے اور کوشش کی ہے کہ الاخوان کو ایک نیا موڑ دے کر اسے عوامی جماعت بھی بنایا جائے۔ ذاکرین تو اس میں موجود ہیں ہی لیکن جو لوگ سلسلے سے یا ذکر اذکار سے متفق نہیں ہیں وہ بھی ہم سے اچھے مسلمان ہیں اور کم از کم نفاذ دین کے لئے ان کی کوششیں یا انکا خلوص یا ان کی نیت یا ان کا ارادہ شاید ہم سے بھی زیادہ ہو تو اسے زیادہ وسیع کیا جائے۔

دوسری صورت اس کی وہ سوال کی صورت میں آپ سب کے پاس موجود اور اس کے جوابات بھی احباب کی طرف سے الاخوان ٹائم کی وساطت سے بھی آرہے ہیں براہ راست بھی آرہے ہیں کہ کیا الاخوان کو اپنا پلیٹ فارم اسی طرح اس سیاسی اکھاڑ پچھاڑ سے الگ رکھنا چاہئے یا میدان سیاست میں بھی اپنا رول ادا کرے۔ اس سے کیا کوئی دینی مفاد حاصل کیا جاسکتا ہے یا اسکی ضرورت نہیں ہے۔ یہ سوال بھی تمام احباب کے ذمے ہے اور ہفتہ وار الاخوان ٹائم میں اس کے جوابات بھی آرہے ہیں۔ میری نظر سے بھی گزرتے ہیں' کچھ براہ راست بھی آئیں گے اور وقت آنے پر انشاء اللہ العزیز شوریٰ اور صوبائی امراء مل کر جب احباب کی آرا جمع ہو جائیں گی' جب یہ تنظیم نو کا عمل مکمل ہو جائے گا اور میں عرض کرنا چاہوں گا صوبائی امرا سے کہ وہ کم سے کم وقت میں اپنا کام مکمل کریں' اپنے صوبوں کے جو ڈویژن ہیں راس آتے ہوں ڈویژن بنائیں ڈویژن کے امراء بنائیں اور کم از کم ضلعی سطح تک ہر ضلع میں خواہ ایک ہی بندہ الاخوان کا ہو لیکن ہونا چاہئے اور مجھے امید ہے کہ اللہ ان کی مدد فرمائے گا اور یہ بہت کم وقت میں اپنا کام پورا کریں گے۔

اس کے بعد جن دوستوں نے بیعت ادا کرنی ہیں وہ کریں گے اور اس کے بعد نماز ہوگی اور نماز کے فوراً بعد شوریٰ اور صوبائی امراء کی تقریب حلف برداری ہوگی [illegible] ظاہری بیعت [illegible] انہوں نے پاس آجائیں [illegible] باقی لوگ ایک طرف ہو کر اپنی بقیہ نماز پوری کریں جنہیں ظاہری بیعت کرنی ہو وہ بیعت کرنے کے بعد بقیہ نماز پوری کریں۔

www.naqshbandiaowaisiah.com

علمِ غیب کی حقیقت

حضور ﷺ کی برکات نہ کسی مہینے میں مقید ہیں اور نہ کسی دن میں۔ آپ ﷺ کا ذکرِ خیر ہر آن کرو، ہر گھڑی کرو، ہر جگہ کرو۔ مساجد میں کرو۔ گھروں میں کرو۔ گلیوں میں بازاروں میں، دوکانوں پر کرو۔ جتنا چاہو اور جب چاہو کرو ورنہ چلتے پھرتے اٹھتے بیٹھتے درود پڑھتے رہو۔ یہی منشا باری ہے اور یہی جائے پناہ ہے لیکن خدا کے لئے حضور ﷺ کی نافرمانی کر کے اسے دین کا نام نہ دو۔

خطاب امیر محمد اکرم اعوان

دارالعرفان، منارہ 9-7-2001

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ترجمہ:- آپ کہہ دیجئے میں مالک نہیں ہوں اپنی ذات کے لئے نفع کا اور نہ نقصان کا مگر جو چاہے اللہ۔ اگر میں ہوتا جانتا غیب میں البتہ جمع کر لیتا بہت بھلائی اور نہ پہنچتی مجھے کوئی برائی۔ پس میں صرف ڈرانے والا اور خوش خبری دینے والا ہوں ان لوگوں کے لئے جو ایمان رکھتے ہیں۔

(سورۃ الاعراف آیت 187)

یہ ماہ مبارک نبی کریم علیہ تکریم وتسلیم خاتم المرسلین امام الانبیاء ﷺ کا ولادت با سعادت کا مہینہ ہے۔ حضور ﷺ کی ذات باالصفات کیا ہے، آپ کے کمالات کی حد کیا ہے، آپ میں کون سے کمالات ہیں، فضائل اور برکات کیا ہیں؟ اس کا احاطہ کرنا صرف ذات باری کو زیبا ہے۔ مخلوق سارے علوم کے باوجود اس کا احاطہ نہیں کرسکتی۔ اس لئے کہا یہ گیا بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر۔ کہ ساری باتوں کی ایک بات ہے کہ آپ خدا نہیں ہیں لیکن خدا کے بعد آپ ﷺ کا ثانی کوئی دوسرا نہیں ہے۔ جہاں تک آپ کے وجود باسعود کی برکات کا تعلق ہے تو آپ ﷺ مبعوث ہوئے رحمت العالمین۔ عالمین میں اللہ کی ذات کے علاوہ جو کچھ بھی ہے وہ عالمین میں شامل ہے۔ اور سب کے لئے رحمت مجسم، اللہ کی رحمت ہیں محمد رسول اللہ ﷺ۔ سورج کی روشنی اور اس کی خصوصیات کیا ہیں؟ اللہ کی رحمت ہیں۔ چاند کی چاندنی اور اس کی برکات کیا ہیں؟ اللہ کی رحمت ہیں۔ عرش عظیم، لوح محفوظ کرسی یہ سب کیا ہیں۔ اللہ کی رحمت ہیں۔ جنت الفردوس اور اس کے اعلیٰ مدارج یہ سب کیا ہیں، اللہ کی رحمت ہیں۔ نوری مخلوق فرشتے، ذاکر، ساجد، رکوع کرنے والے، اللہ کی ہر دم اطاعت کرنے والے یہ سب کیا ہیں؟ اللہ کی رحمت ہیں۔ اللہ کی رحمت کی ضد کیا ہے۔ غضب الٰہی! غضب الٰہی رحمت کی ضد ہے۔ غضب کیا؟ جہنم ہے۔ غضب کیا ہے؟ ابلیس ہے۔ غضب کیا ہے؟ ظلمت ہے۔ گناہ ہے، ساجدین کے سجدے، ذاکرین کا ذکر، عابدین کی عبادت کیا ہے؟ اللہ کی رحمت ہے، آسمانوں کا قیام اور ستاروں کی ضوفشانی کیا ہے؟ اللہ کی رحمت ہے۔ بارش کا برسنا، کھیتیوں کا اگنا، فصلوں کا پکنا، مخلوق کو رزق مہیا ہونا، حیات مہیا ہونا، یہ سب کیا ہے؟ اللہ کی رحمت ہے۔ لیکن ہر ایک اپنی حیثیت اور ضرورت کے مطابق رحمت اکٹھی کر رہا ہے۔ غذا رحمت الٰہی ہے لیکن شیر کی الگ، گائے، بھینس کی الگ ہے اور انسان کی الگ ہے۔ شیر کو غذا کی صورت میں رحمت الٰہی گوشت کی شکل میں مل رہی ہے۔ جانور کو گھاس کی شکل میں مل رہی ہے۔ ہمیں، آپ کو اجناس اور پھل کی شکل میں مل رہی ہے، یہ رحمت الٰہی۔ کافر بھی رحمت سے محروم نہیں ہے۔ نہ اس نے اللہ کو مانا نہ وہ نبی کی ذات پر ایمان لایا نہ وہ قرآن کو مانتا ہے لیکن اس کے وجود کا باقی رہنا رحمت ہے، اس کے پاس توبہ کی فرصت ہے۔ موت کے آنے سے پہلے تک اس کے پاس توبہ کی فرصت ہے۔ یہ کیا ہے؟ رحمت الٰہی ہے۔ اس کے پاس دولت ہے، اس کے پاس عزت ہے، اس کے پاس اقتدار ہے، اس کی اولاد ہے، اس کے پاس جائیداد ہے یہ سب کیا ہے؟ رحمت الٰہی کی مختلف صورتیں ہیں۔ بادل بنتے ہیں، بارش برستی ہے، برف جمتی ہے، چشمے پھوٹتے ہیں، ندیاں بہتی ہیں، دریا بنتے ہیں واپس سمندر میں جا

www.naqshbandiaowaisiah.com

کرتے ہیں اور سارے پھر وہیں سے اٹھ کر آتے ہیں۔ ایک سرکل (Circle) ہے جو چل رہا ہے۔ اللہ نے پانی کا ایک بے پناہ ذخیرہ بنا دیا ہے۔ اس سے بھاپ بنتی ہے' اس سے بادل بنا تا ہے' اس سے برف برسا تا ہے' بارش برسا تا ہے' اور اولے پڑتے ہیں۔ کہیں وہ حیات تقسیم کرتا ہے' کسی کو اس سے غرق کر دیتا ہے' اسے عذاب بنا دیتا ہے لیکن جہاں جہاں جو جو برکات ہیں یہ کیا ہیں؟ رحمت ہیں۔ محمد رسول اللہ ﷺ بھی وہ نا پیدا کنار سمندر ہیں جس سے رحمت کے بادل اٹھتے ہیں' رحمت کی بارشیں ہوتی ہیں' جس سے چشمے پھوٹتے ہیں' جس سے ندیاں بہہ کر دریا بناتی ہیں اور واپس سب کچھ وہیں جا کر ملتا ہے۔ وما ارسلنک الا رحمت العالمین۔ عرش وکرسی' زمین آسمان' جنت' فرشتوں' جنوں' انسانوں' جانوروں' درندوں' پرندوں سب کے لئے آپ ﷺ رحمت ہیں اور ہر ایک متنفس جس نے دنیا میں وجود پایا' خود اس کا وجود پانا رحمت الٰہیہ ہے اور حساب اسی کا ہوگا کہ اس رحمت کو نہیں مانا تو کافر ہوا۔ پھر تمہیں جہنم جانا ہوگا۔ جس نے نہیں مانا اور جس نے مانا تو سہی لیکن اپنی رائے کو زیادہ اہم سمجھا اور رحمت الٰہی کی قدر کو نہ پہچانا۔ زندگی اپنی پسند سے بسر کی۔ اللہ کو مانتا ہے' رسول کو مانتا ہے' کتاب کو مانتا ہے لیکن جب فیصلے کا وقت آیا تو کہتا ہے میں بہترین جج ہوں۔ میری رائے صحیح ہے جو میں چاہتا ہوں وہ ہو۔ اس کا حساب بھی بڑا آسان ہوگا۔ میدان حشر میں اعمال نامے تقسیم ہو جائیں گے اور ارشاد ہوگا' قرآن میں موجود ہے اقراء کتابک اپنا اعمال نامہ پڑھو تم اپنے لئے خود ہی بہترین جج ہو اگر تم نے اپنی ذات سرنڈر کر دی اپنی ذات کی نفی کر دی اور نبی ﷺ کے فیصلوں پر عمل کیا تو تم نے رحمت خاصہ کو پا لیا اور اگر تم نے میری رحمت کی نفی کر دی باقی کیا بچتا ہے؟ غضب۔ تو بھگتو! ۔ اللہ کریم فرماتے ہیں کسی کو دوزخ میں پھینک کر خوش نہیں ہوں۔ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں ہزار کافر کو

> **یہ دین انشاء اللہ مٹے گا نہیں قیامت تک قائم رہے گا۔ بچیں گے وہی جو اس پر عمل کریں گے۔**

بحالت کفر قتل کر دینا بڑا کام ہے لیکن کسی ایک کو مسلمان کر لینا اللہ کو اس سے زیادہ پسند ہے۔ اس کے بندوں میں سے ہزار بندہ جہنم میں بھیجا جائے۔ اس کے بجائے ان ہزار میں سے ایک کو جہنم سے بچا لیا جائے تو وہ پسندیدہ ہے اللہ کریم کے نزدیک۔ اللہ کریم فرماتا ہے میں ان سے زیادتی نہیں کرتا' انہوں نے تو خود اپنے آپ پر ظلم ڈھائے اور اس سے بڑا ظلم کیا ہے کہ میرے نبی کی اطاعت کو چھوڑ کر اپنے نفس کی' اپنی ذات کی' اپنے خیالات کی غلامی کرنا' ہم وہ بدنصیب قوم ہیں' اس عہد کے مسلمان جنھوں نے عظمت رسالت سے ہٹا کر چھوٹی چھوٹی باتوں پر نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات کو بٹھا دیا۔ ان باتوں پر جن باتوں پر کافروں نے بت بٹھا رکھے ہیں۔ اس بت کے پاس جاؤ دولت زیادہ ملے گی۔ اس بت کدہ میں جاؤ اولاد ہوگی۔ اس بت کدے میں جاؤ صحت ہوگی۔ یہ دیوتا بارشوں کا ہے۔ یہ دیوتا پہاڑوں کا ہے' یہ دیوتا کھیتی اگانے کا ہے' ہم نے بھی میلاد کی خوشی کو ان باتوں میں بانٹ دیا ہے۔ جی میلاد کی برکت سے پیسہ بڑا ملتا ہے۔ میلاد کی برکت سے صحت صحیح ہو جاتی ہے۔ میلاد کی برکت سے اولاد ملتی ہے' نوکری ہو جاتی ہے جی۔ یہ ساری باتیں کیا رشتہ ایمان میں کہیں فٹ ہوتی ہیں۔ اللہ کریم نے فرمایا میرا حبیب تو رحمت مجسم ہے اور بت لوگوں کے تراشے ہوئے پتھر ہیں۔ لوگوں کو اعلان فرما دیجئے کہ وہ خصوصیات جو کافر بتوں سے جوڑتے ہیں وہ آپ کی ذات سے منسوب نہ کریں۔

فرمایا : - میرے حبیب اعلان کر دیجئے کہہ دیجئے فرما دیجئے کہ میں' محمد اللہ کا رسول ' اپنی ذات کے لئے بھی کسی نفع نقصان کا مالک نہیں۔ کوئی شخص میرے ساتھ اس لئے جڑنا چاہے کہ اسے اولاد ملے گی' اسے ذاتی منفعت حاصل ہوگی تو وہ یہ سن لے کہ میں محمد اللہ کا حبیب اپنی ذات کے لئے' اپنے نفع نقصان کا مالک نہیں ہوں۔ الا ماشاء اللہ سوائے اس کے کہ میرا نفع میرا نقصان اللہ کی دست قدرت میں ہے۔

www.naqshbandiaowaisiah.com

فرمایا:- ولو کنت اعلم الغیب اگر میں عالم الغیب ہوتا تو پھر میری ذات بھی اللہ کی مثیل ہوتی۔ جس طرح اللہ کو بھوک نہیں لگتی، نیند نہیں آتی، کوئی اسے زخمی نہیں کر سکتا، کوئی اسے چوٹ نہیں لگا سکتا، کسی کی بات پہ اسے دکھ نہیں ہوتا، کوئی اسے پریشان نہیں کر سکتا، اگر میں بھی عالم الغیب ہوتا تو میں بھی اپنے لئے ساری یہی باتیں جمع کر لیتا اور مجھے دنیا میں کوئی دکھ نہ ہوتا لیکن مجھے تو لوگوں کی باتیں بھی دکھ پہنچاتی ہیں، مجھے تلوار بھی زخمی کرتی ہے، مجھے تو دھوپ کی ایذا بھی ہوتی ہے اور مجھے تو سردی بھی لگتی ہے، مجھے بھوک بھی لگتی ہے، مجھے پیاس بھی لگتی ہے۔ تم مجھے اللہ کا ایک بندہ سمجھو۔ یہ الگ بات ہے بندے اور انسانیت کا معیار میں ہوں کوئی دوسرا بندہ میرے جیسا نہیں لیکن میں ہوں اللہ کا رسول۔ میرے ساتھ رشتہ اس لئے رکھو کہ میں محمد اللہ کا رسول ہوں۔ اب تمہیں اس ضمن میں اللہ کی طرف سے برکات ملیں تو وہ رشتے کی شرط نہیں ہیں اور یہی رشتہ تصوف میں شیخ کے ساتھ ہوتا ہے۔ اگر کوئی یہ رشتہ رکھے کہ اس سلسلے میں آ کر مجھے اولاد ملے گی نوکریاں ملیں گی یہ ملیں گی تو وہ سلسلے سے مستفید نہیں ہوتا لیکن ہوتا یہ ہے کہ رشتہ تو محبت اور ایمان کا ہوتا ہے۔ ضمنی طور پر یہ ساری برکات ملتی رہتی ہیں لیکن یہ برکات رشتہ کی شرط نہیں بنتیں بلکہ کبھی یہ ساری قربان کرنی پڑتی ہیں سب سے پہلے جنہوں نے رشتہ جوڑا انہوں نے تو اولادیں قربان کیں۔ آرام قربان کئے گھر قربان کئے۔ جانیں نچھاور کر دیں۔

تھوڑی سی بات علم غیب کے بارے میں عرض کر دوں کہ علم غیب ہے کیا۔ اس کا ترجمہ عربی میں کرتے ہیں ماوھب عن الحواس یعنی جو ذرائع علم ہیں ان سے جو چیز غائب ہو۔ آپ دیکھ کر جان لیتے ہیں کوئی بات تو یہ علم غیب نہیں ہے، کوئی ہمیں بتا دیتا ہے کہ فلاح جگہ بارش ہوئی ہے تو ہم کہتے ہیں فلاح جگہ بارش ہوئی ہے تو یہ علم غیب نہیں ہے۔ ہمارے حواس کے ذریعے، ٹیلی فون کے ذریعے، ٹیلی ویژن کے

میں محمد اللہ کا حبیب اپنی ذات کے لئے اپنے نفع نقصان کا مالک نہیں ہوں۔

ذریعے جو خبر ہم تک پہنچتی ہے وہ علم غیب نہیں ہے۔ اسی طرح جو باتیں انبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اللہ کریم بتا دیتے ہیں بذریعہ وحی، بذریعہ کشف، بذریعہ الہام وہ علم غیب نہیں رہتیں۔ وہ اطلاع عن الغیب ہو جاتی ہے۔ دنیا کے لئے تو وہ چیزیں غیب ہیں لیکن نبی کو ان پر اطلاع کر دی۔ سب سے بڑا غیب ہے اللہ کی ذات، جو ہر جگہ موجود ہے اور کوئی اسے دیکھ نہیں سکتا۔ سب سے بڑا غیب ہے اللہ کی بات جسے بجز نبی کوئی سن نہیں سکتا لیکن یہ علم غیب نہیں ہے۔

اللہ نے بتا دیا دکھا دیا سب سے زیادہ اطلاع علی الغیب جو دی وہ محمد رسول اللہ کو دی۔ سارے کائنات کے علوم جمع کر دیئے جائیں۔ آپ ﷺ کے علوم کے مقابلے میں اتنے بھی نہیں جتنا سمندر کے مقابلے میں قطرہ ہو لیکن یہ علم غیب نہیں ہے۔ ابراہیم علیہ السلام نے دعا کی یا اللہ یہ حشر کو گلے سڑے وجود کیسے زندہ ہوں گے۔ قرآن میں موجود ہے فرمایا ابراہیم تجھے اس میں شبہ ہے فرمایا۔ لا حول ولا قوۃ الا باللہ۔ یا اللہ میں تیرا نبی تیرا خلیل ہوں۔ شبہ نہیں ہے میں چاہتا ہوں کہ میں دیکھوں۔ بات بڑی عجیب ہے، میرا ایمان ہے لیکن مجھے دکھا دے ہو گی کیسے۔ فرمایا۔ چار پرندے مختلف نسلوں کے لے لو انہیں ذبح کرو، ان کا قیمہ کر دو انہیں کوٹ کر بالکل ایک کر دو اور دور دور پہاڑوں پر ان کے ٹکڑے پھینک دو۔ پھر ان کے سر اپنے ہاتھ میں رکھ کر ایک ایک کو بلاؤ میں تمہیں تماشہ دکھاؤں۔ قیامت کے دن لوگ کس طرح زندہ ہوں گے۔ تو ایک ایک سری پکڑ کر وہ بلاتے تھے تو کوئی ریزہ اس پہاڑ سے آ رہا ہے کوئی ریزہ ادھر سے آ رہا ہے۔ قطرے قطرے ریزے ریزے جمع ہو کر وہ پرندہ زندہ ہو گیا۔ دوسرے کو بلایا وہی تماشا، تیسرے کو، فرمایا! اللہ تو قادر ہے۔ فرمایا:- میں نے آسمانوں کی اور زمینوں کی سلطنتیں کھول کر ابراہیم کے سامنے رکھ کر اسے دکھا دیں۔ بیٹے کی قربانی کی، بیٹا بھی نبی ہے۔ باپ بھی نبی ہے اور دونوں اولوالعزم رسول ہیں۔ نہ باپ کو پتہ کہ بیٹا بچ جائے گا نہ بیٹے کو پتہ ہے میں بچ جاؤں گا۔

www.naqshbandiaowaisiah.com

اگر پتہ ہوتا اسماعیل علیہ السلام کو کہ گردن تو دنبے کی کٹے گی میں بچ جاؤں گا' پتہ ہوتا ابراہیم علیہ السلام کو ذبح تو دنبے نے ہونا ہے اس نے تو بچ جانا ہے تو قربانی کیا مانی جاتی۔ جسے زمین و آسمان کی بادشاہتیں کھول کر دکھادیں اسے اگر نہ بتانا چاہا تو یہ نہیں بتایا کہ تیرا بیٹا ذبح نہیں ہوگا۔ آپ نے آنکھوں پر پٹی باندھ لی کہ کہیں محبت پدری سے ہاتھ لرز نہ جائے۔ ابراہیم علیہ اسلام کو تلقین کی تو انہوں نے فرمایا کہ آپ مجھے بھی صبر والا پائیں گے۔ میں بھی اللہ کا نبی آپ کا بیٹا ہوں۔ آپ میری چیخ پکار نہیں سنیں گے۔ ابراہیم علیہ السلام نے چھری چلائی تو سمجھا اسماعیل علیہ اسلام کی گردن کاٹ رہا ہوں۔ خون ان کا بہہ رہا ہے چشمے خون کے ابل رہے ہیں۔ لاشہ تڑپ کر ٹھنڈا ہو گیا تو آپ نے آنکھوں سے پٹی اتاری تو دیکھا کہ دنبہ ذبح پڑا ہے اور اسماعیل کھڑے مسکرا رہے ہیں۔ پریشان ہو گئے آواز آئی **قد صدقت الرؤیا** تونے اپنا خواب سچ کر دکھایا۔ یہ میری مرضی کہ میں نے اسماعیل کی جگہ دنبہ جنت سے بھیج کر ذبح کرا دیا۔ اب ایمانداری سے سوچو جس ابراہیم کے سامنے زمین و آسمان کی بادشاہتیں کھول کر رکھ دیں۔ اگر اس میں یہ بات بھی ہوتی تو انہیں پتہ ہوتا کہ اسماعیل علیہ السلام نے ذبح نہیں ہونا تو یہ قربانی نہیں پھر تو یہ ڈرامہ ہوا اور دونوں اولوالعزم رسول ڈرامہ نہیں کر رہے تھے۔ دل سے قربانی کر رہے تھے۔ یہ ہوتا ہے غیب۔ ہر چیز وہ جانتا ہے بغیر کسی ذریعہ کے بغیر کسی کے بتانے کے اور اس کے بندے وہ جانتے ہیں جو وہ بتا دیتا ہے۔ وہ ہوتی ہے اطلاع عن الغیب اور جو رب جانتا ہے وہ ہوتا ہے علم الغیب سو حضور ﷺ فرماتے ہیں **ولو کنت اعلم الغیب** اگر میں غیب کے جاننے والا ہوتا تو اپنے لئے ساری بھلائیاں جمع کر لیتا فرمایا:۔ میرا تعارف یہ ہے سن لو **ان انا الا نذیرا و بشیرا لی قوم یومنون**۔ میں وہ ہستی ہوں کہ وہ غلط کام جو تم آج کرتے ہو اس پر جو سزا ملے گی

دونوں اولوالعزم رسول ڈرامہ نہیں کر رہے تھے۔ دل سے قربانی کر رہے تھے۔

وہ تمہیں میں آج بتا سکتا ہوں۔ اطاعت الٰہیہ پر جو انعام جنت میں نصیب ہوگا اس کی میں آج خبر دے سکتا ہوں۔ فرمایا میرا منصب جلیلہ یہ ہے کہ کسی کی آنکھ کھلے گی قبر میں سر رکھ کر اور وہ میری بات سن لے تو اس کی آنکھ اس زمین پر چلتے چلتے کھل جائے گی۔ اپنے اعمال اور اپنے کردار کے نتائج' حشر کا انتظار کرنے کی بجائے مجھ سے آج پوچھ لو کہ کس پر کیا نتیجہ مرتب ہوگا۔

حضرات گرامی عظمت رسالت کیا ہے؟ سب سے پہلے بنیادی بات' ایمان کی شرط ہے کہ نبی علیہ السلام کو مانے تو اپنی عقل' اپنی ذات' اپنی رائے کی نفی کر دے۔ اپنے کردار میں اپنے معاملات میں' اپنے تعلقات میں' اپنے نفع میں' اپنے نقصان میں' یاد رکھو جسے اللہ بچانا چاہے اسے دنیا کی کوئی طاقت فنا نہیں کر سکتی اور جسے وہ نقصان پہنچانا چاہے اسے دنیا کی کوئی طاقت نہیں بچا سکتی۔ جسے وہ مالدار بنانا چاہے اس سے کوئی مال چھین نہیں سکتا اور جس پر مفلسی مسلط کر دے اس سے کوئی بچا نہیں سکتا۔ ان باتوں کو سمجھا رہے ہیں حضرت محمد ﷺ اپنی ذات کو پیش فرما کر لوگوں کو سمجھا رہے ہیں کہ میں رحمت مجسم ہوں نفع اور نقصان کا مالک میرا بھی وہی رب العالمین ہے اور تیرا بھی وہی رب العالمین ہے۔ یار انصاف سے کہو یہ ڈھول باجے یہ جلوس' یہ روضہ اطہر کی شبیہیں بنانا اور یہ گلی گلی ریڑھوں پر کرسیاں لگا کر گھوڑے جونت کر پھر نا کہ حضور ﷺ اسی کرسی پر جلوہ افروز ہیں اس سب سے کیا ہوگا مائیو پیسے چڑھاؤ پیسے ملیں گے' نذریں دو لوگو' ملازمت ملے گی۔ بیمارو! نذرانے دو شفا ملے گی' خدا کے لئے مجھے یہ سمجھاؤ کہ اسلام میں اور ہندوازم میں فرق کیا بچتا ہے۔ میں خود کو یا اپنی رائے کو کسی پر مسلط کرنے کا قائل نہیں ہوں۔ اگر میں غلط ہوں تو خدا کا کوئی بندہ مجھے یہ سمجھا دے۔ اللہ کی کتاب موجود اللہ کے حبیب پاک کے ارشادات موجود۔

محبت نام ہی ایثار اور قربانی کا ہے۔

محبوب سے وصول نہیں کیا جاتا محبوب کو کچھ پیش کیا جاتا ہے۔ یہ وصولیاں باطل مذاہب کی بنیاد ہیں کہ کالی ماتا کو تب مانیں گے جب وہ ہمارے

www.naqshbandiaowaisiah.com

دشمنوں کو تباہ کر دے۔ فلاں دیوی کو تب مانیں گے کہ ہمارے گھر دولت سے بھر دے۔ کیا اسی انداز میں ہم نے محمد رسول اللہ ﷺ کو مانا ہے۔ یہ ہم نے رسول مانا کہ تکذیب کر دی رسالت کی۔ محمود غزنوی رحمت اللہ تعالیٰ علیہ سے کسی ان کے پرانے سردار نے شکوہ کیا کہ آپ ایک چرواہے ایک گڈریے کو پکڑ کر لے آئے ہیں جس کا نام ایاز ہے۔ آپ کے دربار میں وہ ہم غلاموں سے زیادہ قریب تر ہے کہ جن کی کئی نسلیں آپ کی اور آپ کے باپ کی خدمت میں گزر گئیں اور باپ دادا میدان کارزار میں رہے۔ اور ہماری ساری عمر گھوڑے کی پشت پر گزر گئی۔ ہماری دانش و بینش کو آپ اس چرواہے کی رائے سے پرکھنا شروع کر دیتے ہیں۔ جب ہم بات ختم کرتے ہیں تو آپ کہتے ہیں ایاز تمہاری رائے کیا ہے۔ اس کی کرسی تخت سلطانی کے ساتھ ہوتی ہے اور ہم اس سے دس گز ہٹ کر بیٹھے ہوتے ہیں۔ یہ انصاف کے قریب نہیں ہے۔ سلطان خاموش ہو گیا اور چونکہ فتح سے لوٹے تھے' جنگ سے لوٹے تھے اور فتح ہوئی تھی تو سلطان نے فرمایا کہ فتح کا جشن منایا جائے گا اور جن جرنیلوں' جن سالاروں اور جن لوگوں نے' جنہوں نے کارہائے نمایاں انجام دیئے ہیں' انہیں انعامات سے نوازا جائے گا۔ جشن کا اہتمام ہو گیا بہت بڑے ہال میں کہیں ہیرے جواہرات' کہیں اسلحہ تلواریں نیزے' زرہیں کہیں قیمتی گھوڑے' کہیں لباس ملبوسات کہیں جاگیر کی سند اور سرٹیفکیٹ تو مختلف چیزوں کے ڈھیر لگا دیئے اور لوگ سلیکٹ ہو گئے۔ جرنیل بھی تھے اور امراء میں بھی تھے۔ مشیر بھی تھے کہ جسے جو چیز پسند ہے آج سے اذن عام ہے وہ لے لے۔ تو ہر ایک نے اپنی پسند کی چیز کی طرف رخ کیا' کسی نے جاگیر کی طرف' کسی نے اسلحہ کی طرف' کسی نے گھوڑوں کی طرف' کسی نے زر ہر و جواہر کی طرف رخ کیا۔ جو جو چیز چاہئے اس کے سٹال پر اس کے بکس پر ہاتھ رکھ دو۔ تمہارے گھر پہنچ جائے گی۔ کسی نے کسی نعمت پر ہاتھ رکھ دیا اور ایاز اپنی کرسی سے اٹھا تو اس نے سلطان کے کندھے پر جا کر ہاتھ رکھ دیا۔ انہوں نے پوچھا یہ کیا کرتے ہو' اس نے کہا مجھے سلطان چاہئے۔ اس نے اس امیر کو بلا کر کہا تم میں اور اس گڈریے میں یہی فرق ہے کہ تم میرے دس و بازو ہو لیکن تمہاری منتہائے منزل مال و زر اور جائیداد اور دولت ہے اور یہ تمہاری طرح تلوار کا دھنی نہیں ہے لیکن اس کی جاگیر میں ہوں اب اندازہ کرو جس نے بادشاہ کا ہاتھ پکڑ لیا اس کی تو ساری سلطنت ہوئی اور وہ کیا چاہتا ہے۔ محمد رسول اللہ ﷺ وہ ہستی ہیں کہ کوئی کفر سے ایمان میں داخل ہو تو اس کو اللہ کے دست قدرت میں پکڑا دیتے ہیں کہ یہ آپ کا بندہ اور وہ تمہارا پروردگار اب اس کے بعد اسے کیا چاہئے باقی کیا بچتا ہے۔ اب اس کے بعد اگر ہماری طلب مال و زر کی ہو' اقتدار کی ہو' دولت کی ہو' اولاد کی ہو' تو تف ہے' ہم پر ہماری سوچ پر اور ہماری عقل پر۔

جہاں تک آپ ﷺ کے ذکر پاک کا تعلق ہے۔ اس کے لئے ربیع الاول مختص نہیں ہے اور نہ ربیع الاول کی بارہ تاریخ مختص ہے جب نماز فرض ہے تو اس میں درود' التحیات اور سلام محمد رسول اللہ ﷺ پر بھی فرض ہے۔ چھوڑ جاؤ گے تو نماز پوری نہیں ہوگی۔ **ان اللہ وملائکہ یصلون علی النبی یا ایھا الذین امنوا صلوا علیہ وسلم و تسلیما**۔ اسے درود کیوں کہتے ہیں اس کا مادہ ہے درہ یا دور دورہ کا معنی ہوتا ہے جاری رہنے والی چیز' نہ ختم ہونے والا کام' مسلسل چلتے رہنے' جاری رہنے والا کام جس طرح دریا بہتا رہتا ہے' جس طرح چشمہ بہتا رہتا ہے۔ جس طرح سورج کی روشنی آتی رہتی ہے دن کو تو درود اس کو اس لئے کہتے ہیں کہ کوئی لمحہ ایسا نہیں ہے جہاں درود نہ پڑھا جا رہا ہوں' ہمیشہ ہونے والا کام اس لئے انسان سارے بھی غافل ہو جائیں تو **ان اللہ و ملائکہ**۔ اللہ خود مسلسل رحمتیں بھیجتا ہے اور اللہ کے سارے فرشتے درود پڑھتے ہیں۔ ارے پتھر درود پڑھتے ہیں۔ درخت درود پڑھتے ہیں اور ثابت ہے سیرت طیبہ سے کہ آپ ﷺ مبعوث نہیں ہوئے تھے تو بھی جس سمت نکل جاتے پتھر سلام پڑھتے تھے۔ درخت سلام پڑھتے تھے۔ اس کے لئے نہ مہینوں کی قید ہے نہ دن کی' نہ گھڑی کی' یہ رات دن کرنے والا کام ہے۔ سیرت طیبہ بیان و فضائل و برکات بیان ہوں تعارف رسول ﷺ معرفت رسول تقسیم ہوتی تو مساجد میں گولیاں چلتیں؟ وہ ہستی جو دشمنوں کے لئے بھی رحمت مجسم ہے اگر ان کا ذکر خیر امت کو نصیب ہوتا تو مساجد میں گولیاں چلتیں؟ راستوں میں قتل

ہوتے؟ عزتیں لٹتیں؟ بازار لوٹے جاتے؟ آگ لگائی جاتی؟ ہم نے اپنے رسول' اپنے حبیب کی معرفت کھودی۔

جس طرح یہ ووٹوں والے کہتے ہیں ناجو ہمارے گاؤں کی سڑک بنادے اسے ووٹ دیں گے خواہ وہ ہندوستان سے خالصہ آکر بنا دے۔ یہ شرط کوئی نہیں کہ وہ مسلمان بھی ہو پاکستانی بھی ہو' نیک ہو یا شریف ہو' چور ہو یا ڈاکو ہو' جو ہمارے گاؤں میں پانی دے دے اسے ووٹ دیں گے۔ ظالمو! اگر تمہارے گاؤں میں واجپائی آکر ٹینکی بنادے' ووٹ دینے ہندوستان جاؤ گے۔ یہی رشتہ ہم نے اپنے حبیب سے بنالیا کہ میرا بیٹا پاس ہوگیا تو میں سیرت کانفرنس کراؤں گا۔ میرے بچے کی صحت ٹھیک ہوگئی تو ذکر رسول ﷺ کی محفل ہوگی' تف ہے اس مسلمانی پر' اس سوچ پر اور اس ملا پر جو امت کو یہ دستور سمجھا رہا ہے کہ جی یہ رشتہ رکھو رسول ﷺ کے ساتھ۔ ارے! اپنے آپ کو ٹٹولو تمہارے پاس وہاں قربان کرنے کو کچھ ہے۔ ہے کوئی بیٹا جسے آپ ﷺ کے نام پر ذبح کرادو۔ ہے کوئی پیسہ تمہاری کمائی میں اس قابل کہ اسے محمد رسول اللہ ﷺ کے دین پر خرچ کرسکو۔ ہے کوئی بات تمہارے سینے میں جو تمہاری زبان پر آئے تو دین رسول کی بہتری ہو۔ ہے کسی وجود میں یہ جرات کہ تیر تو آئے محمد رسول ﷺ کی طرف اور تم اپنے سینے پر روکو۔

احد میں مشرکین مکہ نے اپنے تیر اندازوں کو ایک خاص سمت پر لے جاکر چاہا کہ یکبارگی تیروں کی بوچھاڑ محمد رسول ﷺ پر کی جائے' آپ ﷺ کی ذات اقدس نشانہ بنے۔ ایک صحابی جو تاڑ رہے تھے' جان گئے اور بھاگے۔ اب چاہئے تو یہ تھا کہ حضور ﷺ کے سامنے کھڑے ہو جاتے لیکن کہا نہیں کہ آپ ﷺ کے سامنے کھڑا ہونا گستاخی ہے۔ آپ ﷺ کی پشت مبارک کے پیچھے کھڑے ہوکر سر اقدس سے جھک کر اپنے دونوں ہاتھ آگے زمین پر لگا دیئے اور پوری تیروں کی بارش اپنی پیٹھ پر رکھ لی۔ اس حال میں بھی' جان نچھاور کرنے کے لئے اس ذات کے ادب کا احساس پہلے تھا کہ جان دینے کا کیا فائدہ کہ میری حرکت سے گستاخی نہ ہو جائے۔ یار! یہ ڈھول باجے یہ تماشے' یہ لوٹ مار' یہ زبردستی کے چندے اور عیاشی کی دیگیں' یہ کوئی میلاد وغیرہ نہیں ہے۔ یہ ظلم ہے' یہ ناواقفیت ہے' محرومی ہے' عظمت رسالت سے۔ اگر میلاد منانا چاہتے ہو تو اللہ سے دعا کرو کہ بار الٰہی مجھے حضور ﷺ کی غلامی عطا کر۔ وہ صدق عطا کر جو حضور ﷺ نے بانٹا وہ عشق عطا کر جو حضور ﷺ کی بارگاہ سے ملتا ہے۔ میرے مال و زر کو اپنی ذات کے لئے قبول کر۔ میری اولاد کو میرے پسماندگان کو میرے والدین کو' میرے ملنے جلنے والوں کو حضور ﷺ کی اداؤں پر فدا ہونا سکھا دے۔ یہ باجے گاجے ڈھول تاشے یہ جلوس یہ شبیہیں بنا کر نکلنا۔ تم روضہ اطہر کی بنالو ہندو کسی دیوتا کی بنالیتا ہے فرق کیا ہوا۔ وہ بھی باجے گاجے لے کر گاتا بجاتا ہے۔ آپ بھی ڈھول باجے لے کر شروع ہو جائیں تو پھر دو قوموں کا فاصلہ رہ گیا' دینوں کا فاصلہ تو نہیں رہا اور یہ بات یاد رکھو کہ یہ دین انشاء اللہ مٹے گا نہیں قیامت تک قائم رہے گا۔ بچیں گے وہی جو اس پر عمل کریں گے۔ باقی ساری طاقتیں ایک ایک کر کے مٹتی جائیں گی۔ خواہ وہ دنیا کی سپر پاور خود کو سمجھتی ہوں اور اس کی مثالیں موجود ہیں۔ اللہ کریم اپنے پروردگار کے مطابق اپنے اپنے وقت پر سب کو اپنے انجام سے دوچار فرماتا ہے۔ پاکستان کی نصف صدی کی تاریخ اس پر گواہ ہے۔ دنیا کی تاریخ' انقلابات زمانہ' دو عظیم جنگیں' عروج و زوال قوموں کا مجاہدین کی فتح اور روس کی شکست' یہ ساری شہادتیں ہیں اس کی اور جو قومیں آج زوروں پر ہیں کل وہ بھی نہیں ہوں گی رہے نام اللہ کا۔ اگر کوئی محبت سے عشق سے آشنا نہیں ہے تو اپنی بقاء کے لئے حضور ﷺ کی پناہ میں آجائے۔ کم از کم ایمان یہ ہے کہ نبی کی ذات سے وابستہ ہو جائے۔ آپ ﷺ کے احکام کی پیروی کرے یہ اسلام ہے اور حضور ﷺ کی برکات نہ کسی مہینے میں مقید ہیں اور نہ کسی دن میں آپ ﷺ کا ذکر خیر ہر آن کرو ہر گھڑی کرو ہر جگہ کرو۔ مساجد میں کرو۔ گھروں میں کرو۔ گلیوں میں بازاروں میں' دوکانوں پر کرو۔ جتنا چاہو اور جب چاہو کرو ورنہ چلتے پھرتے اٹھتے بیٹھتے درود پڑھتے رہو۔ یہی منشا باری ہے اور یہی جائے پناہ ہے لیکن خدا کے لئے حضور ﷺ کی نافرمانی کر کے اسے دین کا نام نہ دو۔

☆☆☆☆☆☆

www.naqshbandiaowaisiah.com

عظمت و معرفت الٰہیہ

یہ جو کہہ دیا جاتا ہے نا فنا بقا انتہائے سلوک ہے فنا بقا تو سلوک کی ابجد ہے' ا۔ ب۔ ج۔ ہے اور سلوک میں داخل ہونے والے وہ لوگ ہیں جو عالم امر میں قدم رکھتے ہیں۔ برصغیر کی اب تک کی اسلامی تاریخ میں ایسے افراد کی تعداد دس سے بھی کم ہے حالانکہ اہل اللہ اور ذاکرین اور فنا بقا والے لوگ اور منازل والے لوگ اتنے ہیں اس سرزمین میں کہ جس طرح تاریک رات میں آسمان کے ستارے۔ یہ سرزمین اس طرح سے اولیاء اللہ سے پر ہے اور اس طرح نظر آتے ہیں لیکن گھر پہنچنے والے دس سے کم ہیں دس بھی نہیں ہیں۔

خطاب امیر محمد اکرم اعوان
دارالعرفان' منارہ 29-06-2001

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

واذ قال ربک للملئکۃ انی خالق بشرا من صلصال من حما مسنون فاذا سویتہ و نفخت فیہ من روحی فقعو لہ سجدین o ...... وان جھنم لموعدھم اجمعین (الحجر 28 تا 73)

چودھواں پارہ سورۃ الحجر۔ ارشاد فرمایا!

اللہ کریم نے فرشتوں سے کہا کہ میں مٹی کے گارے سے ایک بشر انسان مخلوق بنانا چاہتا ہوں۔ اور جب وہ بن جائے جب وہ صورت پذیر ہو جائے۔ ونفخت فیہ من روحی۔ اس میں میں اپنی روح پھونک دوں۔ فقعو لہ سجدین۔ تو تم سب کے سب احتراماً اس کے لئے سجدے میں گر جانا۔ اس آیہ مبارکہ میں اللہ کریم نے انسان کی تخلیق اور اس کی عظمت کا ارشاد فرمایا اور عظمت کا سبب بھی بیان فرمایا۔

خالق بشراً من صلصال من حما مسنون۔ میں ایک کھنکھناتے سڑتے ہوئے گارے سے بشر بنانا چاہتا ہوں جب تک وہ گارا ہے جب تک وہ مٹی ہے جب تک وہ مختلف اجزاء اور ان کی سورتیں ہیں تب تک نہیں۔ ان سے جب انسانی شکل بن جاتی ہے پھر بھی نہیں۔ گارے اور مٹی کے بنے ہوئے اس وجود میں۔ فاذا سویتہ۔ جب میں اسے بنا کر تیار کر دوں مکمل کر دوں خوبصورت کر دوں۔ تب تک بھی نہیں۔ لیکن ونفخت فیہ من روحی۔ جب میں اس میں اپنی روح پھونک دوں فقعو لہ سجدین۔ تو تم سب احتراماً اس کے لئے سجدہ کرنا۔ انسان کی اصل اور اس کی عظمت کا راز وہ روح ہے جو اس کے وجود میں ہے۔ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام پر یہ سوال کیا گیا تھا کہ روح کیا ہے یسئلونک عن الروح۔ آپ ﷺ سے روح کے بارے سوال کرتے ہیں۔ قل الروح من امر ربی۔ کہہ دو کہ روح میرے اللہ کے امر میں سے ہے۔ اس سے آگے جاننے کی استطاعت تم میں نہیں۔ وما اوتیتم من العلم الا قلیلا۔ کہ تمہیں جو علم دیا گیا ہے وہ بہت تھوڑا اور مختصر ہے یعنی اس کی ماہیت اس کی کیفیت وہ امر سے کس طرح بنی اس کے اجزاء کیا ہیں وہ اللہ کی صفات سے کس طرح سے الگ ہے صفت باری یا انسان میں کیسے آئی یہ تفصیل جاننے کی استعداد انسانی شعور عقل اور علم میں نہیں ہے۔ لہٰذا انسان کے لئے اتنا جاننا کافی ہے کہ روح اللہ کریم کے امر میں سے ہے۔ اور وہ روح سبب ہے شرف انسانیت کا۔ روح سبب ہے اس خاکی انسان کی بقا کا۔ دنیا تباہ ہو جائے گی یہ مر جاتا ہے روح الگ ہو جاتی ہے' وجود گل سڑ جاتا ہے' جل جاتا ہے' مادے میں تبدیل ہو جاتا ہے لیکن مادے کا ہر وہ ذرہ جو کبھی اس وجود کا حصہ رہا اس کے ساتھ روح کا تعلق بدستور رہتا ہے۔ روز محشر ہر وہ ذرہ واپس جمع ہو کر وجود بن جائے گا۔ اور روح اس میں داخل ہو گی' کبھی جدا نہ ہونے کے لئے اور پھر اس میں انسان کو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے رہنا ہے اللہ جل شانہ کی رحمت کے سائے میں یا اگر اس روح کا احترام خود اس نے کھو دیا جس روح کو اللہ نے فرشتوں سے سجدے کروائے تھے تو اس جرم کی پاداش میں پھر اسے عذاب میں رہنا ہوگا۔ لیکن رہے گا ہمیشہ' کیونکہ روح امر باری سے ہے۔ اور امر الٰہی'

صفات باری میں سے ہیں مخلوق نہیں ہیں۔جس طرح اللہ کی ذات قدیم ہے اس کی صفات بھی قدیم ہیں اور امر بھی قدیم' ہمیشہ رہے گا۔لہٰذا روح بھی ہمیشہ رہے گی۔ انسان روح کی وساطت سے ہمیشہ ہمیشہ رہے گا۔اب یہ اللہ جانے کون کس حال میں رہے گا۔لیکن عظمت انسانیت کا سبب نہ اس کی دولت ہے نہ اس کی حکومت ہے نہ اس کی خوبصورتی ہے نہ اس کا علم ہے۔انسان کے پاس اگر کوئی صفت ایسی ہے جو قابل قدر ہے تو وہ روح ہے جو امر ربی میں سے ہے۔

صوفیاء کے نزدیک زمین ایک چھوٹا سا حصہ ہے آسمان کے اندر کی کائنات کا۔اس میں مزید سارے ستارے' خوبصورت چاند کروڑوں گنا اس سے بڑے موجود ہیں اور کتنے ایسے سیارے ہیں جو آج تک دریافت ہی نہیں ہو سکے اور اس سے کروڑوں گنا بڑے ہیں۔لیکن سب کی توجہ کا مرکز یہ زمین ہے اور جس طرح ان تمام سیاروں اور ستاروں کو اور سورج کو آسمان اپنی لپیٹ میں لئے ہوئے ہے اس طرح یکے بعد دیگرے سات آسمان ہیں جن کے درمیان خلا ہے' مخلوق ہیں' فرشتے ہیں' مختلف چیزیں ہیں اللہ کریم کی پیدا کردہ۔جہاں سات آسمان ختم ہوتے ہیں وہاں سے آگے درمیان میں کئی منازل کے بعد عرش عظیم شروع ہوتا ہے اور عرش عظیم کے بعد بھی نو درجے ہیں جنہیں نو عرش کہہ دیا جاتا ہے۔جس طرح آسمان کہہ دیا جاتا ہے لیکن آسمان سات ہیں اسی طرح عرش کہہ دیا جاتا ہے لیکن عرش نو ہیں۔

آنکہ آمد نو فلک معراج او
انبیاء و اولیاء محتاج او

کسی نے نعت کا شعر کہا تھا کہ آپ ﷺ کا معراج نو عرشوں سے آگے تھا اور تمام نبی اور ولی آپ ﷺ کے محتاج ہیں۔

پہلا عرش اپنے سے نیچے ساری کائنات کو محیط ہے جس میں ساتوں آسمانوں کی وسعتیں سارے ستارے سیارے سما جاتے ہیں۔ اس کے بعد خلا ہے اور پہلے عرش کی موٹائی کتنی ہے اس کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ

> کوئی کسی کے تعویز سے پیدا نہیں ہوتا اور کوئی کسی کے تعویز سے رکتا نہیں ہے جسے دعوی ہے اسے کہو کوئی تعویز لکھے اور سورج کو ایک گھنٹہ لیٹ کر دے

روحانی منازل میں یا صوفیاء کے نزدیک اگر ایک منزل پر کھڑا ہو کر روحانی طور پر دوسری منزل کو دیکھا جائے تو جس طرح آسمان پر باریک سا ستارہ ٹمٹماتا نظر آتا ہے حالانکہ وہ شاید زمین سے بھی بڑا ہو لیکن دوری اور فاصلے کی وجہ سے چھوٹا نظر آتا ہے اس طرح دوسری منزل نظر آتی ہے اور پہلے عرش کی وسعتوں میں کم وبیش ایک لاکھ پچیس ہزار منازل ہیں۔یہ صرف پہلے عرش کی موٹائی ہے۔اس کے بعد خلا ہے جو اس موٹائی سے بڑا ہے۔اس کے بعد دوسرا عرش ہے جو اس خلا سے زیادہ وسیع ہے لہٰذا ہر ایک کے بعد خلا اور اس کے بعد عرش' نو عرش آتے ہیں اور جہاں نویں عرش کی انتہا ہے وہاں مخلوق کی حد ہو جاتی ہے۔اس سے آگے نویں عرش کے اوپر عالم امر ہے۔اور صوفیوں کے نزدیک اگر کوئی روحانی منازل طے کرنے والا عالم امر میں پہنچ گیا تو وہ بمشکل گھر پہنچا۔سلوک یا تصوف میں ترقی اس سے آگے چلنے کا نام ہے۔

یہ جو کہہ دیا جاتا ہے نا فنا بقا انتہائے سلوک ہے' فنا بقا تو سلوک کی ابجد ہے' الف۔ب۔ج ہے اور سلوک میں داخل ہونے والے وہ لوگ ہیں جو عالم امر میں قدم رکھتے ہیں۔برصغیر کی اب تک کی اسلامی تاریخ میں ایسے افراد کی تعداد دس سے بھی کم ہے حالانکہ اہل اللہ اور ذاکرین اور فنا بقا والے لوگ اور منازل والے لوگ اتنے ہیں اس سرزمین میں کہ جس طرح تاریک رات میں آسمان کے ستارے۔ یہ سرزمین اس طرح سے اولیاء اللہ سے پر ہے اور اس طرح نظر آتے ہیں لیکن گھر پہنچنے والے دس سے کم ہیں دس بھی نہیں ہیں۔جن کی تعداد اللہ نے توفیق دی تو ہم جان سکے' اکابرین سلسلہ جان سکے' اللہ بہتر جانتا ہے کوئی اور بھی ہو لیکن دس سے کم ہیں۔یہ اتنی محنت طلب بات ہے اور یہ سفر نری محنت اور مجاہدے سے نہیں ہوتا۔محنت اور مجاہدہ ضروری ہے اپنی صفائے باطن کے لئے لیکن سفر کے لئے توجہ ضروری ہے جو نبی علیہ الصلوۃ والسلام سے سینہ بسینہ چلتی ہے۔برکات نبوی ﷺ لیکر آگے جاتی ہیں اپنی محنت اور

www.naqshbandiaowaisiah.com

مجاہدہ اپنے وجود میں وہ استعداد پیدا کرتا ہے کہ ان انوارات و برکات نبوی ﷺ سے یہ سفر کر سکے اور یہ ہے شوق انسانیت۔

اب اس کو ابلیس نے کس نظر سے دیکھا فرمایا **فسجد الملئکۃ کلھم اجمعون ○ الا ابلیس ط ابی ان یکون مع السجدین** ۔ تمام فرشتوں نے احتراماً سجدہ کیا' عظمت انسان کو قبول کیا سوائے ابلیس کے۔ اس نے انکار کر دیا کہ میں سجدہ نہیں کروں گا۔ ارشاد ہوا۔ **قال یا بلیس مالک الا تکون مع السجدین** ۔ اے ابلیس کیا وجہ ہے تو نے سجدہ کیوں نہیں کیا۔ **قال لم اکن لا سجد بشر خلقتہ من صلصال من حما مسنون** ۔ مجھے یہ زیب نہیں دیتا کہ میں اس بشر کو سجدہ کروں جسے آپ نے کیچڑ اور سڑی ہوئی مٹی سے اور گارے سے بنا دیا ہے۔ یعنی شیطان کی نظر انسان پہ یہ رہی کہ یہ مٹی گارے کی ایک شکل ہے جو متشکل کر دی گئی حالانکہ اللہ نے مٹی گارے کی شکل کو اہمیت نہیں دی تھی فرمایا **ونفخت فیہ من روحی** ۔ اصل انسان وہ روح ہے جو اللہ نے اس میں ڈال دی لیکن ابلیس روح کو نظر انداز کر کے اس مٹی اور گارے والے بت کی بات کر رہا ہے۔

آج بھی آپ دیکھ لیجئے کہ ایک جہان کو اس نے اس مٹی اور گارے کے انسان کا شیدائی بنا دیا ہے اسی کو دنیا سب کچھ سمجھنے لگ گئی ہے۔ دنیا اس کی پرورش' اس کی زیبائش اس کے لئے حصول زر' اس کے لئے حصول اقتدار اور نہ جانے شب و روز بھاگ بھاگ کر اس کے لئے ساری محنت کی جا رہی ہے۔ کتنے لوگ ہیں جو روح کے لئے راتوں کو جاگتے ہیں؟ کتنے لوگ ہیں جو اللہ کی اس صفت جو ان کے وجود میں سمو دی گئی اس کا احساس کرتے ہیں؟ کتنے لوگ ہیں جو سجدہ اس لئے کرتے ہیں کہ ہماری روح کو تسکین ملے' انوارات و برکات ملیں۔ **قلیل من عبادی الشکور** ۔ بہت تھوڑے بندے ہیں جو شکر گزار ہیں۔

شیطان نے عظمت روح کا انکار کیا' عظمت انسانیت کا انکار کیا۔ اللہ کریم نے فرمایا

> **جس طرح ہماری زندگی کے لئے کھانا پانی ہوا ضروری ہے اس طرح روح کی زندگی کے لئے اتباع محمد رسول اللہ ﷺ ضروری ہے۔**

قال فاخرج ۔ ارشاد ہوا میری بارگاہ سے نکل جاؤ۔ **فانک رجیم** ۔ تمہیں مردود قرار دیا جاتا ہے ہمیشہ کے لئے رد کئے جاتے ہو۔ **وان علیک اللعنۃ الی یوم الدین** ۔ اور قیامت تک اب تم پر لعنت برستی رہے گی۔ یہاں یہ اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ جو لوگ صرف اور صرف اس مٹی گارے کو ہی انسان سمجھ کر اس کی دلجوئی کے لئے عمریں صرف کر جاتے ہیں اور روح سے آشنا تک نہیں ہوتے ان کے لئے درس عبرت ہے کہ ایک لمحے کو اس کی عظمت کا انکار کرنے والے ابلیس کو فرمایا' قیامت تک تجھ پر لعنت برستی ہی رہے گی۔ اب اس نے عرض کیا **قال رب فانظرنی الی یوم یبعثون** ۔ اے اللہ! مجھے قیامت تک مہلت دے دے' موت نہ آئے مجھے زندہ رہنے دے۔ ارشاد ہوا **قال فانک من المنظرین الی یوم الوقت المعلوم** ۔ روز محشر تک نہیں قیامت برپا ہونے تک تجھے مہلت دی جاتی ہے جب قیامت برپا ہوگی۔ تجھے بھی مرنا پڑے گا۔ اس نے جو دعا کی تھی وہ یہ تھی کہ مجھے روز حشر تک ''**یوم یبعثون**'' یوم بعثت تک مجھے مہلت دی جائے۔ فرمایا! نہیں' اس کے بعد تو فنا ہے ہی نہیں اس کے بعد تو جو باقی ہے وہ باقی ہی رہے گا یہ شان صرف میری ہے۔ اللہ کی ذات کے سوا ہر ایک پہ فنا آئے گی لہٰذا جب قیامت قائم ہوگی تو تجھ پر بھی فنا آئے گی' تجھ پر بھی موت آئے گی' تجھے بھی موت کی راہ سے گزرنا ہوگا۔ لیکن قیام قیامت تک میں تجھے مہلت دیتا ہوں۔ اب ابلیس نے کہا **قال رب بما اغویتنی** ۔ اے اللہ جس طرح تو نے مجھے گمراہ کر دیا۔

حضرت آدم علی نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام سے خطا ہوئی انہوں نے دعا کی **ربنا ظلمنا انفسنا** ۔ اے ہمارے پروردگار ہم نے اپنے آپ پر زیادتی کی ہم سے خطا ہوئی۔

اس بدمعاش سے خطا ہوئی اس نے کہا اللہ تو نے مجھے گمراہ کر دیا' جس طرح آج ہم برائی کر کے کہتے ہیں بس ایسا ہی لکھا ہوگا۔ یہ نہیں سوچتے کہ میں نے برائی کی میں توبہ کروں' اللہ

www.naqshbandiaowaisiah.com

نے معافی چاہوں اور عرض کروں کہ یہ ظلم ہو گیا ہے مجھ سے' اللہ مجھے معاف کر۔

لازینن لھم فی الارض ۔ شیطان کہنے لگا کہ میں زمین کی چیزوں مثلاً اقتدار' ہوا و ہوس' دولت' ان چیزوں کو اتنا خوبصورت اور سجا کر انسانوں کے سامنے پیش کروں گا کہ وہ ان کے دیوانے ہو جائیں گے۔ ولا غوینھم اجمعین ۔میں سب کو گمراہ کر دوں گا۔ وہ میری بات مانیں گے۔ نہ آپ کی بات مانیں گے نہ آپ کے نبی ﷺ کی بات سنیں گے۔لیکن یہ بات شیطان نے بھی کہی کہ الا عبادک منھم المخلصین ۔سوائے ان لوگوں کے جو بندے تیرے لئے پرخلوص ہوں۔ یعنی یہ شیطان نے بھی اقرار کیا کہ اللہ جن بندوں کے قلوب میں خلوص ہوگا' تیری عظمت کا اقرار ہوگا' تیرے شیدائی ہوں گے اور خلوص دل سے ہوں گے ان کے علاوہ میں سب کو گمراہ کروں گا۔ارشاد ہوا قال ھذا صراط علی مستقیم ۔میری طرف آنے والا راستہ بالکل سیدھا ہے اور میں تجھے یہ بھی بتا دوں۔ ان عبادی لیس لک علیھم سلطن ۔۔جو میرے بندے ہوں گے ان پر تیرا ارائی برابر بس نہیں چلے گا۔الا من اتبعک من الغوین ۔ ہاں وہ جو گمراہ ہو کر تیرا اتباع اختیار کریں گے ان کی مجھے بھی پرواہ نہیں ہے۔ان جھنم لموعدھم اجمعین ۔ان سب کے لئے میں نے بھی جہنم کا وعدہ کر رکھا ہے کہ جو میری بارگاہ کو چھوڑ کر تیرا اتباع کرے گا اس کے لئے جہنم ہے۔

تو اس پس منظر میں دیکھئے پہلے تو بنی نوع انسان میں کتنے خوش نصیب ہیں وہ جنہیں دعویٰ ایمان نصیب ہے اور کتنی اکثریت ہے جو اللہ سے' اللہ کے دین سے' اس سارے فلسفے سے منکر ہے اور محض حیوانی زندگی جینے کے لئے جی رہی ہے اور محض پیٹ بھرنے کے لئے' محض اقتدار کے لئے' محض دولت کے لئے زندہ ہے' وہ کتنی مخلوق ہے۔اب اس کے ساتھ ہم لوگ جو دعویٰ ایمان رکھتے ہیں' تلاش کیجئے ان میں کتنے لوگ ہیں جن کے نزدیک روح کی قدر ہے' جو

> **جب کسی کے دل میں خلوص کے ساتھ طلب الٰہی پیدا ہو جاتی ہے اللہ اسے کسی ایسے بندے سے ملا دیتا ہے جس کا سینہ روشن ہوتا ہے اور جو اس کا سینہ روشن کر دیتا ہے۔**

شرف انسانیت کو سمجھتے ہیں اور جو روح کو زندہ رکھنا چاہتے ہیں' جو روح کو منازل سے آشنا کر کے واپس اپنے گھر لے جاتے ہیں۔ جو روح کو ترقی اور روح کو قرب الٰہی دلاتے ہیں' ایسے کتنے لوگ ہیں؟ بہت کم۔اس لئے فرمایا! وقلیل من عبادی الشکور ۔بہت کم بندے ہیں جو میرے شکر گزار ہیں۔

انسانی زندگی کی حدود متعین ہیں۔ ہر شخص اپنے وقت پہ زندگی شروع کرتا ہے' کوئی کسی کے تعویز سے پیدا نہیں ہوتا اور کوئی کسی کے تعویز سے رکتا نہیں ہے جسے دعویٰ ہے اسے کہو کوئی تعویز لکھے اور سورج کو ایک گھنٹہ لیٹ کر دے جسے دعویٰ ہے کہ وہ تعویز لکھ کر مخلوق پیدا کر سکتا ہے اسے کہو ایک اور سورج پیدا کر دے انسان تو اشرف المخلوقات ہے اگر کسی کو انسان پیدا کرنے یا پیدائش روکنے کا دعویٰ ہے اسے کہو اسے روک دے۔ یہ جو رزق کے لئے تعویزوں کا کاروبار ہوتا ہے ان سے کہو کہ ہوا کو روکو تعویز لکھ کر یا کسی جگہ تعویز لکھ کر زیادہ چلا دو یا دوسرے تک نہ پہنچے دو۔ یہ سب فضولیات اس لئے ہیں کہ انسان اللہ کی عظمت سے نا آشنا ہو چکا ہے۔ اور جب وہ اللہ کی عظمت سے نا آشنا ہوتا ہے' بھٹکتا ہے تو پھر اس کے لئے جگہ جگہ جھوٹے رب اور جھوٹے خدا پیدا ہو جاتے ہیں۔ اور وہی ہندوانہ عقائد سرایت کر جاتے ہیں کہ فلاں یہ کام کردے گا فلاں وہ کر دے گا۔انسان کے کرنے کا کام صرف یہ ہے کہ وہ اس حقیقت سے آشنائی پیدا کرے جو قرآن نے اس کی اصل کے متعلق بتائی ہے کہ تیرا وجود انسان نہیں بلکہ یہ مٹی کا ڈھیر ہے۔ تیرے اندر امر الٰہی میں سے روح ہے' وہ انسان ہے' اس کی عظمت ہے۔ اور روح کی حیات ہے اسلام اور ایمان۔ لیکن کیا صرف زندگی کافی ہوتی ہے؟۔زندگی تو اس بچے میں بھی ہوتی ہے جو ایک دن کا پیدا ہوتا ہے اور زندگی ایک نوجوان میں بھی ہوتی ہے جو طاقت ور صحت مند ہوتا ہے۔ کیا صرف زندگی کافی ہے یا اس کے لئے صحت مند ہونا توانا ہونا بھی ضروری

www.naqshbandiaowaisiah.com

ہے۔ایمان زندگی ہے اور اتباع شریعت' اتباع محمد رسول اللہ ﷺ غذا بھی ہے دوا بھی ہے۔ جس طرح ہماری زندگی کے لئے کھانا پانی ہوا ضروری ہے اس طرح روح کی زندگی کے لئے اتباع محمد رسول اللہ ﷺ ضروری ہے۔

ہر گناہ بیماری ہے جو روح کو لگ جاتی ہے اور توبہ اس کا علاج ہے اور اتباع رسالت ﷺ اور اتباع سنت اس کی دوا ہے۔ یہ وہ حقیقتیں ہیں جن کو کبھی زیر بحث نہیں لایا جاتا۔ جن پر ہمارے مقررین اور علماء بات کرنا پسند نہیں کرتے اور جن باتوں کو سننا عوام بھی گوارا نہیں کرتے۔لیکن یہ وہ حقیقتیں ہیں کہ جب آنکھ بند ہوگی تو آنکھ کھل جائے گی۔ جب کسی کو قبر کے پیٹ میں دفن کر دیا جائے گا تو یہ حقائق اس کے سامنے آ جائیں گے اور انہی کے بارے ساری باز پرس ہوگی۔دنیا کی اپنی ایک حقیقت ہے جس کا انکار نہیں کیا جا سکتا۔دنیا میں سلاطین و امراء بھی ہیں' حکمران بھی ہیں۔دنیا میں مال و دولت بھی ہے' دنیا میں ظاہراً خوبصورتی بھی ہے۔ ٹھیک ہے ہر چیز اللہ نے بنائی ہے ہر چیز میں ایک حسن بھی ہے لیکن کیا کوئی حسن کہیں ایسا بھی ہے جو بنانے والے کے مقابلے میں کھڑا کر دیں۔ایسا حسن کہیں نہیں ہے جس کی مخلوق اتنی خوبصورت اور دلنشین ہے وہ خالق کیسا ہے۔

اور خالق سے آشنائی پیدا کرنے کے لئے اس روحانی زندگی اور روح کی حیات کی ضرورت ہے۔اللہ جل شانہ نے یہ جو جملہ ارشاد فرمایا۔انا نحن نزلنا الذکر و انا له لحفظون ۔کہ بے شک ہم نے ہی یہ قرآن اتارا ہے اور ہم اس کی حفاظت کرنے والے ہیں۔گویا قیام قیامت تک قرآن کریم محفوظ رہے گا تو کیا یہ کاغذ قلم سیاہی اور یہ گتہ یہ جلد یہ کتاب قرآن ہے؟ عربی زبان قرآن ہے؟ عربی زبان میں تو افسانے بھی ہیں' ناول بھی ہیں' شعر بھی ہیں' اس میں بھی یہی الف۔ب۔ج۔ ہے۔ان ٹنڈوں اور گھیروں کے اندر وہ مفاہیم جو اللہ نے بندوں کے لئے ارشاد فرمائے ہیں وہ مقید ہیں وہ قرآن ہے۔ وہ کلام باری ہے وہ کلام ہے اللہ کا ذاتی۔اور اس میں تجلیات ذاتی

رزق حلال کمانا بھی روح کی غذا ہے اور رزق حلال کھانا بھی روح کی غذا ہے، اللہ کی اطاعت اور اللہ کے احکام کے تنفیذ کے لئے اقتدار میں آنا بھی روح کی غذا ہے

موجود ہیں۔اب اگر کوئی حرفوں اور گھیروں کے چکر میں رہے اور ان تجلیات تک نہ پہنچ پائے تو اس نے قرآن سے کیا پایا۔اور ان تک پہنچنا۔ اللہ کریم فرماتا ہے۔لقد یسرنا القران للذکر فھل من مدکر۔کوئی ہے جو وہاں تک پہنچنا چاہے' ہم نے تو وہاں تک پہنچنا آسان کر دیا ہے۔کتنی آسانی دی ہے یہ تو مشکل کام ہے ایسے لوگ تو تلاش کرنے سے نہیں ملتے۔کون ہے جو قلوب کو ان انوارات و تجلیات باری تک لے جائے۔کون ہے جو انسانی اذہان کو عظمت الٰہی کے سامنے سربسجود کر دے۔ انسان اگر سربسجود نہیں ہوتا تو اس میں اور شیطان میں کیا فرق ہے۔تو ایسا کون ہے۔

اللہ کریم نے مسلسل انبیاء علیھم السلام مبعوث فرمائے اور نبی آخر الزمان ﷺ کو ساری کائنات' ساری انسانیت کے لئے مبعوث فرمایا اور انشاء اللہ العزیز آپ ﷺ کے قلب اطہر سے سورج سے زیادہ روشنیاں پھوٹتی رہیں گی اور اللہ اپنے ایسے بندے پیدا فرماتا رہے گا جو وہ روشنیاں وصول کر کے دوسرے دلوں تک پہنچائیں۔لیکن ان کو کہاں تلاش کیا جائے' کیسے ملیں گے وہ لوگ؟ فرماتا ہے' یہ آسان کام ہے انہیں ڈھونڈنے کی ضرورت نہیں ہے اپنے آپ کو تلاش کرو۔والذین جاھدو افینا۔جو اپنے اندر خلوص کے ساتھ میری طلب پیدا کر لے گا۔ اس کے لئے محنت کرے گا کہ مجھے اللہ کے حضور پہنچنا ہے۔لنھد ینھم سبلنا۔میں خود اس کے لئے راستے واضح کر دوں گا۔مفسرین کرام اس آیت کے تحت لکھتے ہیں کہ جب کسی کے دل میں خلوص کے ساتھ طلب الٰہی پیدا ہو جاتی ہے اللہ اسے کسی ایسے بندے سے ملا دیتا ہے جس کا سینہ روشن ہوتا ہے اور جو اس کا سینہ روشن کر دیتا ہے۔ کوئی بھی شخص کوئی بھی انسان اپنے اپنے کردار کا جائزہ لے کر ہم میں سے ہر ایک اپنے آپ کو تلاش کر سکتا ہے کہ میں کہاں ہوں۔

ہمارے سامنے ایک چھوٹا سا امتحان آ گیا حکومت نے کہہ دیا ایک نیا نظام بنائیں

گئے' جی! ڈسٹرکٹ ایڈمنسٹریشن ہوگی' حکمران ہوں گے' اس کے لئے الیکشن لڑو۔ رات دن چوبیس گھنٹے ہم سب نے ایک کر دیئے کہ ضلع میں نہ سہی مجھے یونین کونسل میں سیٹ مل جائے۔ ان سب نیں' میرے سمیت ہم سب میں کتنے لوگ ہیں جو روز محشر کے لئے محنت کر رہے ہیں۔ ہم میں سے کتنے ہیں جو واپس عالم امر میں پہنچنے کے لئے کوئی تلاش کر رہے ہیں ہم میں سے کتنے ہیں جو اپنی حقیت کو پانے کے لئے اس طرح بھاگ دوڑ کر رہے ہیں؟۔ ہم میں سے کتنے ہیں جو عظمت الٰہی کو پانے کے لئے بھاگ دوڑ کر رہے ہیں؟ ہمارے پاس تو فرصت ہی نہیں۔ اول تو سجدوں کی توفیق نہیں اگر کوئی کرتا ہے تو آپ دیکھ لیجئے گا وضو پورا کرنے کی توفیق کم لوگوں کو ہوتی ہے۔ جلدی جلدی چھینٹے چھینٹے مارے کچھ منہ ہاتھ گیلا ہو گیا کچھ خشک رہ گیا پھر اتنی تیزی سے سجدے اور رکوع کر رہے ہوتے ہیں جیسے پیچھے کوئی گن بردار لگا ہوا ہو' کوئی بندوق والا۔ بھاگ بھاگ کر گئے جیسے کوئی مصیبت تھی اسے پھینک کر جان چھڑا کر چلے گئے۔ لیکن دنیا' دنیوی اقتدار' دنیوی محنت' دنیا کا حصول اور دنیا پر ایک گاؤں کا حاکم ہی سہی' بننے کے لئے کتنا مجاہدہ ہو رہا ہے۔ کیا یہاں سے سمجھ نہیں آ جاتی کہ انسانوں کے سامنے اہمیت گارے مٹی کی ہے' اس روح کی جو اللہ کے امر میں سے ہے اور جس کو فرشتوں نے سجدے کئے تھے اس کی اہمیت بہت کم لوگوں کو ہے۔

دنیا میں رہنا' خوبصورت طریقے سے رہنا' اختیار و اقتدار پا کر رہنا' یہ ساری چیزیں بھی سنت نبوی ﷺ میں موجود ہیں۔ اسلام انسان کو' بنی آدم کو بہتر انسان بناتا ہے۔ رزق حلال کمانا بھی روح کی غذا ہے اور رزق حلال کھانا بھی روح کی غذا ہے۔ اللہ کی اطاعت اور اللہ کے احکام کے تنفیذ کے لئے اقتدار میں آنا بھی روح کی غذا ہے' حکومت کرنا بھی روح کی غذا ہے' اس لئے کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حکومت بھی کی' آپ ﷺ نے جہاد بھی کیا' ایک جرنیل بھی تھے آپ ﷺ' ایک حکمران اور ایک شہنشاہ بھی تھے۔ ہر ہر ادا' ہر شعبہ زندگی میں محمد رسول اللہ ﷺ کی تعلیمات اپنانا روحانی زندگی کی علامت ہے اور محض ذاتی اقتدار کے لئے' محض اپنی خواہشات کی تکمیل کے لئے' محض اپنی اہمیت کو بڑھانے کے لئے' محض اس گارے مٹی کو دوسروں پر مسلط رکھنے کے لئے کوششیں کرنا' یہ شیطنت ہے' ابلیسیت ہے۔

عزت اللہ کے لئے ہے اللہ کے رسول ﷺ کے لئے ہے اور عزت ان لوگوں کے لئے ہے جو اللہ کے حبیب ﷺ کے تابعدار اور آپ ﷺ کے نقش قدم پر چلنے والے اور ایمان و یقین سے مزین سینے رکھتے ہیں۔

ہمارے ہاں رواج ہو گیا ہے کہ ہم دوسروں پر بڑے فتوے لگاتے ہیں حالانکہ حق یہ ہے کہ سب سے پہلے اپنا جائزہ لیا جانا چاہئے۔ ہمیں دوسروں کا حساب نہیں' وہ اپنا حساب خود دیں گے۔ ہمیں اپنا حساب دینا ہے' ہمیں اپنا جائزہ لینا چاہئے کہ میں کہاں ہوں اور میں کیا کر رہا ہوں۔ دنیا میں لطف بھی ہے مزا بھی ہے لیکن یہ دونوں چیزیں دین کو چھوڑ کر نہیں ملتیں۔ حکمرانوں کو پہروں نیند نہیں آتی' دولت مندوں کو اچھے کھانے مزا نہیں دیتے بلکہ بیمار کر دیتے ہیں۔ زندگی کے ہر سانس میں لطف اور مزا تب ہی ہے جب قرب الٰہی نصیب ہو' جب اتباع رسول اللہ ﷺ نصیب ہو اور کتنے بدنصیب ہیں ہم لوگ کہ اتنی بڑی نعمت کو چھوڑ کر' اس سے باہر جا کر سکون تلاش کرتے ہیں' عزت تلاش کرتے ہیں' مرتبے تلاش کرتے ہیں۔ فرمایا! العزۃ للہ ولرسولہ وللمومنین۔ عزت اللہ کے لئے ہے اللہ کے رسول ﷺ کے لئے ہے اور عزت ان لوگوں کے لئے ہے جو اللہ کے حبیب ﷺ کے تابعدار اور آپ ﷺ کے نقش قدم پر چلنے والے اور ایمان و یقین سے مزین سینے رکھتے ہیں۔ اس کے باہر کسی کے لئے عزت نہیں خواہ وہ حکمران بن جائے۔ لوگ اس پر نفرین بھیجتے ہیں خواہ وہ دولت مند بن جائے لوگوں کی نفرتوں کا مرکز رہتا ہے۔ عزت اللہ کے لئے ہے' اللہ کے حبیب ﷺ کے لئے ہے اور اللہ کے بندوں کے لئے ہے۔ کسی کو عزت چاہئے تو اللہ کا بندہ بن کر دیکھے۔ ہمیں شکایات

ہوتی ہے کہ شیطان نے ہم سے یہ کرا دیا۔ اللہ فرماتا ہے کہ جو میرے بندے ہیں ان پر اس کا بس نہیں چلے گا۔ ہم کیوں نہ اللہ کے بندے بن جائیں۔ خود شیطان کہتا ہے میں سب کو گمراہ کردوں گا۔ الا عبادک منھم المخلصین۔ لیکن تیرے مخلص بندوں کے علاوہ۔ شیطان بھی اقرار کرتا ہے کہ جو اپنے آپ کو خلوص سے تیرا بندہ سمجھے گا میں اس کا کچھ نہیں بگاڑ سکتا اور اللہ بھی ضمانت دیتا ہے کہ میرے بندوں پر تیرا بس نہیں چلے گا۔

نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عہد بابرکات میں خود صحیح حدیث میں اور سیرت کی سب کتابوں میں موجود ہے حضور ﷺ فرماتے ہیں جس راستے سے عمرؓ آ رہا ہو شیطان وہ راستہ چھوڑ دیتا ہے۔

ایک صحابی کا واقعہ ملتا ہے حدیث مبارکہ میں کہ کسی جگہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے غلہ رکھوایا۔ ایک صحابی کو اس کی حفاظت پر مامور فرمایا۔ اس نے دیکھا رات کو کوئی چور اس میں سے غلہ چرانا چاہتا ہے تو انہوں نے پکڑ لیا۔ اس نے بڑی منت سماجت کی کہ خدا کے لئے مجھے چھوڑ دو میں پھر ایسا نہیں کروں گا اور مجھے معاف کر دو' توبہ کرتا ہوں بڑی منت کی تو انہوں نے سوچا کہ لے کر تو گیا کچھ نہیں چلو دفع کرو' جانے دو چھوڑ دیا۔ صبح حضور اکرم ﷺ نے پوچھا کہ بھئی رات کیسے گزری؟ عرض کی' یا رسول اللہ ﷺ! ایک چور آیا تھا میں نے پکڑ لیا لیکن اس نے بڑی توبہ کی' معذرت کی اور معافی مانگی اور بڑا گڑگڑاتا تھا تو میں نے سوچا اس نے چرایا تو کچھ ہے نہیں' میں نے اسے چھوڑ دیا۔ فرمایا! وہ جھوٹا ہے پھر آئے گا۔ دوسری رات پھر آیا اور پکڑا گیا۔ پھر منت سماجت کر کے چھوٹ گیا تو وہ بارگاہ نبوی ﷺ میں حاضر ہوئے تو پوچھا سناؤ بھئی رات کیسے گزری؟ یا رسول اللہ ﷺ وہ پھر آیا تھا۔ آپ ﷺ نے سچ فرمایا لیکن اس دفعہ تو پکی توبہ کر کے گیا ہے میں نے چھوڑ دیا۔ فرمایا پھر جھوٹ بول گیا۔ پھر آئے گا۔

شیطان بھی اقرار کرتا ہے کہ جو اپنے آپ کو خلوص سے تیرا بندہ سمجھے گا میں اس کا کچھ نہیں بگاڑ سکتا

تیسری دفعہ جب انہوں نے پکڑ لیا انہوں نے کہا اب نہیں چھوڑوں گا صبح بارگاہ نبوی ﷺ میں پیش کروں گا۔ مجھے حضور ﷺ نے بتایا تھا کہ تم جھوٹے ہو اور پھر آؤ گے۔ جب ساری منتیں ناکام ہو گئیں تو کہنے لگا اچھا میں اگر آپ کو ایک ایسی بات بتاؤں کہ آپ دروازہ بند کر لیں تو اس کے بعد شیطان کمرے میں داخل نہ ہو سکے تو کیا اس کے بدلے آپ مجھے چھوڑ دیں گے؟ وہ صحابی سوچ میں پڑ گئے یار یہ تو اچھی بات ہے۔ کہنے لگا اچھا بتاؤ؟ اس نے کہا کہ جب دروازہ سونے کے لئے بند کرتے ہو تو اگر آیۃ الکرسی پڑھ کر بند کر دو تو پھر جب تک آپ خود دروازہ نہیں کھولو گے شیطان کمرے میں داخل نہیں ہو سکے گا۔ انہوں نے چھوڑ دیا۔ صبح پھر حضور ﷺ نے پوچھا بھئی سناؤ تمہارے چور کا کیا ہوا؟ یا رسول اللہ ﷺ پھر آیا تھا۔ پھر کیوں چھوڑ دیا؟ بڑا گڑگڑایا بڑی منتیں کی پھر آخر کہنے لگا تمہیں ایک نسخہ بتاتا ہوں۔ اس نے مجھے یہ نسخہ بتایا تو میں نے کہا چلو اچھی بات بتا رہا ہے فرمایا جھوٹا ہے لیکن یہ بات سچی بتا گیا ہے۔ ہے تو جھوٹا لیکن یہ جو بات تجھے بتائی ہے یہ سچی ہے اس لئے کہ وہ خود ابلیس تھا۔ پھر انہیں بڑا افسوس ہوا کہنے لگا اس خنزیر کو تو میں پکڑ کر لاتا تو حضور ﷺ نے فرمایا اگر شرعاً اس کا جواز ہوتا اللہ کی طرف سے اجازت ہوتی تو میں خود تجھے حکم دیتا کہ اسے پکڑ کر لے آنا اور میں اسے درخت سے باندھ دیتا اور مدینہ کے بچے اس سے کھیلا کرتے۔

ابلیس کی کوئی حیثیت نہیں ہے خرابی ہمارے اندر پیدا ہو جاتی ہے جب ہم عظمت الٰہی اور انعام الٰہی سے جو روح ہم میں ڈالی گئی ہے اس سے بے فکر ہو جاتے ہیں اور شیطان کے جھانسے میں آ کر اس مٹی گارے کے انسان کی خدمت میں عمریں صرف کر دیتے ہیں۔ زندگی کا ہر لمحہ قیمتی ہے اور کسی لمحے انسان اپنا پورا راستہ بدل سکتا ہے۔ اللہ ہم سب کی خطاؤں سے درگزر فرما کر ہمیں اپنی عظمت سے آشنا کر دے' اپنی معرفت اور پہچان دے دے اور اتباع رسالت ﷺ کی توفیق دے دے۔

☆☆☆☆☆☆

www.naqshbandiaowaisiah.com

مومن کا وجود اور کردار

حیرت ہوتی ہے اس بات پر کہ ہم الزام تو دیتے ہیں امریکہ کو کہ وہ دنیا میں فساد کرا رہا ہے' ہم الزام دیتے ہیں روس کو کہ اس نے بڑی تباہی مچائی' ہم الزام دیتے ہیں ہٹلر کو کہ وہ عالمی جنگ کا سبب بنا' ہم الزام دیتے ہیں سٹالن کو کہ وہ بڑا ظالم تھا' ہم کہتے ہیں جاپانی بڑے ظالم تھے لیکن قرآن حکیم کہتا ہے کہ اس سارے فساد کی جڑ تم ہو جو کلمہ پڑھتے ہو۔ نہ تم بدکاروں سے بے دینوں سے کافروں سے مصلحت اندیشوں سے دوستیاں کرتے نہ کائنات پہ یہ زوال آتا اور نہ دنیا میں اس طرح کے فسادات ہوتے۔

خطاب :- امیر محمد اکرم اعوان
دارالعرفان ' منارہ 22-6-2001

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَھَاجَرُوْا وَجَاھَدُوْا بِاَمْوَالِھِمْ وَاَنْفُسِھِمْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ وَالَّذِیْنَ اٰوَوْا وَّنَصَرُوْٓا اُولٰٓئِکَ بَعْضُھُمْ اَوْلِیَآءُ بَعْضٍ ط وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَلَمْ یُھَاجِرُوْا مَالَکُمْ مِّنْ وَّلَایَتِھِمْ مِّنْ شَیْءٍ حَتّٰی یُھَاجِرُوْا ج وَاِنِ اسْتَنْصَرُوْکُمْ فِی الدِّیْنِ فَعَلَیْکُمُ النَّصْرُ اِلَّا عَلٰی قَوْمٍ بَیْنَکُمْ وَبَیْنَھُمْ مِّیْثَاقٌ ط وَاللّٰہُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِیْرٌ O وَالَّذِیْنَ کَفَرُوْا بَعْضُھُمْ اَوْلِیَآءُ بَعْضٍ ط اِلَّا تَفْعَلُوْہُ تَکُنْ فِتْنَۃٌ فِی الْاَرْضِ وَفَسَادٌ کَبِیْرٌ O (الانفال 72-73)

اللہ جل شانہٗ نے لوگوں سے لوگوں کے تعلقات کی حیثیت متعین فرما دی ہے۔ سب سے پہلے تو مومن کی بات ارشاد فرمائی ہے کہ ایمان کیا ہے' مومن کون ہے؟۔

اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وہ لوگ جو ایمان لائے! جنہوں نے تسلیم کیا حضور ﷺ کے دعویٰ نبوت کو اور ان بنیادی عقائد کو' توحید باری کو' اس کی ذات صفات کو' آخرت' حساب کتاب' حشر نشر' ملائکہ' جنت دوزخ کو اس طرح مانا جس طرح نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ماننے کا حکم دیا ہے۔ پھر اس پر بس نہیں کہ انہوں نے زبانی کہہ دیا کہ ہم نے تسلیم کر لیا بلکہ وَھَاجَرُوْا پھر انہوں نے ہجرت کی۔ جب بحیثیت مسلمان دارالکفر میں رہنا ممکن نہ رہا تو انہوں نے گھر بار' رشتے قبیلے' [illegible]' کاروبار سب کچھ چھوڑ کر ہجرت کی۔ اس [illegible] کیا بلکہ مہاجر بننے کے بعد میدان [illegible] بھی اترے اور مجاہد بنے۔

وَجَاھَدُوْا بِاَمْوَالِھِمْ وَاَنْفُسِھِمْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ پہلے سب کچھ چھوڑ کر آئے تھے اس کے بعد جو مال نصیب ہوا وہ بھی اللہ کی راہ میں خرچ کیا اور جہاد کیا اور اپنی جانیں بھی اللہ کی راہ میں پیش کر دیں اور جہاد کیا۔ ایک طبقہ تو یہ تھا۔ دوسرا ایک اور طبقہ تھا۔

وَالَّذِیْنَ اٰوَوْا وَّنَصَرُوْٓا وہ لوگ جنہوں نے انہیں خوش آمدید کہا' انہیں گلے لگایا' انہیں قبول کیا اور پھر یہ نہیں کہ مہاجرین کو صرف گلے لگایا بلکہ وَّنَصَرُوْٓا ان کی مدد کی' ان کے ساتھ میدان کارزار میں' میدان جہاد میں اترے' مال تقسیم کر لئے' جائیدادیں تقسیم کر لیں ان کے ساتھ اور بھرپور مدد کی۔

اُولٰٓئِکَ بَعْضُھُمْ اَوْلِیَآءُ بَعْضٍ ط ایسے مومن جو ایمان لانے کے بعد ہجرت کر گئے' ہجرت کے بعد مجاہد بنے' وہ لوگ جنہوں نے انہیں بحیثیت مہاجر گلے لگایا' میدان جہاد میں ان کی مدد کی' یہ وہ لوگ ہیں جو ایک دوسرے سے دوستیاں کرتے ہیں اور کوئی کسی کا دوست ہے کوئی کسی کا دوست ہے یہ ان میں سے کچھ کچھ لوگوں کے دوست ہو سکتے ہیں کچھ لوگ ایسے بھی ہیں۔

وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَلَمْ یُھَاجِرُوْا کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جنہوں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دعویٰ نبوت کے ساتھ ضروریات دین کو بھی قبول کر لیا' ایمان لے آئے لیکن انہوں نے کہا یار گھر چھوڑنا اور ان لوگوں سے تعلقات ختم کرنا اور ان لوگوں سے دشمنی مول لینا اب اس کی کیا ضرورت ہے؟' ہم

www.naqshbandiaowaisiah.com

اللہ کو مانتے ہیں' آخرت کو مانتے ہیں' عبادات کا حکم جس طرح حضور ﷺ نے دیا اس طرح کرتے ہیں' وہ اپنا کھاتے ہیں ہم اپنا کھاتے ہیں' ان کے ساتھ مل کر ہم حرام نہیں کھاتے تو اب اتنی بھی کیا بات ہے۔ اس میں وہ لوگ نہیں ہیں جو مجبوراً ہجرت نہ کر سکتے تھے' بیمار تھے یا کسی کی قید میں تھے یا محتاج تھے یا کوئی عذر تھا وہ نہیں' وہ لوگ جنہوں نے ایمان تو قبول کیا لیکن کہا اب اس کے بعد گھر چھوڑنے کی یا ان کے ساتھ دشمنی کرنے کی کیا ضرورت ہے اللہ کریم مہاجرین و انصار سے فرماتے ہیں۔

مَالَکُم مِّن وَّلَایَتِهِم مِّن شَیْءٍ

تمہارا ان کے ساتھ کوئی دوستانہ کوئی رشتہ داری نہیں ہے۔ مَالَکُم مِّن وَّلَایَتِهِم مِّن شَیْءٍ تمہاری ان سے رائی برابر بھی دوستی نہیں ہے۔ حَتّٰی یُهَاجِرُوْا ہاں اگر ہجرت قبول کر لیں تو پھر دوستی ہو سکتی ہے۔ وَاِنِ اسْتَنْصَرُوْکُمْ فِی الدِّیْنِ اگر معاملات دینی میں وہ تمہارے ساتھ تعاون کریں۔ فَعَلَیْکُمُ النَّصْرُ تم بھی ان کے ساتھ تعاون کرو۔ دوستی کوئی نہیں' مسلمان بھی ہیں' ان کا اسلام رد نہیں کیا اللہ نے لیکن مہاجرین سے فرمایا تمہارا ان سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ ہاں کسی دینی کام میں وہ تمہارے ساتھ تعاون کریں تو جواب میں تم بھی تعاون کرو لیکن۔ اِلَّا عَلٰی قَوْمٍ بَیْنَکُمْ وَبَیْنَهُمْ مِّیْثَاقٌ ط کوئی ایسا قبیلہ جو کافر بھی ہے لیکن تمہارا اس کے ساتھ معاہدہ ہے اس کے خلاف ان کی مدد تم نہیں کرو گے۔ تمہارا معاہدہ ان کی دوستی دشمنی سے قیمتی ہے۔

وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِیْرٌ ○ جو کچھ تم کرتے ہو اللہ کریم وہ سب کچھ اپنی چشم قدرت سے ملاحظہ فرما رہا ہے۔ جو کچھ تم کر رہے ہو' جہاں بھی' جس جگہ بھی کائنات میں زمین و آسمانوں میں کوئی چیز حرکت کرتی ہے' کوئی عمل ظہور پذیر ہوتا ہے وہ اپنی چشم قدرت سے اس کا ملاحظہ فرما رہا ہے۔ وَالَّذِیْنَ کَفَرُوْا اور دنیا میں دو ہی قومیں ہیں ایک مومن دوسرے کافر۔ جنہوں نے انکار کر دیا' کفر کا راستہ اپنایا وہ کسی قسم

> **مومن کیا ہے؟ سر راہ گزر ایک شجر سایہ دار ہے' تپتی دھوپ میں بادل کا وہ ٹکڑا ہے جو ٹھنڈک' نمی اور سایہ دیتا ہے۔**

کے ہوں' کسی مذہب کسی عقیدے کے ہوں۔ بَعْضُهُمْ اَوْلِیَآءُ بَعْضٍ ط وہ ایک دوسرے کے دوست ہیں' مومن مومن کا دوست ہے لیکن جو مصلحت پسند مومن ہو اس کے ساتھ دوستی کی ضرورت نہیں۔ وہ رہے مومن لیکن دین کے معاملے میں جو مصلحت پسندی کا مظاہرہ کرے اس کے ساتھ دوستی کی ضرورت نہیں ہے۔ سارے کافر ایک دوسرے کے دوست ہیں۔ اِلَّا تَفْعَلُوْهُ ایمان والو یہ سن لو کہ اگر یہ تم نہیں کرو گے یعنی ایسے مومنین سے بھی

اجتناب کہ جو دین کے لئے ایثار نہیں کر سکتے' دین کے لئے مفادات کو نہیں چھوڑ سکتے' دین کے لئے تعلقات کو نہیں چھوڑ سکتے' دین کے کاروبار کو نہیں چھوڑ سکتے' دین کے لئے عہدے اور وزارتیں نہیں چھوڑ سکتے یہ مسلمان تو ہیں نماز تو پڑھ رہے ہیں اور یہ بھی ہوتا رہے تو کیا ضروری ہے فرمایا ان کے ساتھ تمہاری دوستی نہیں ہوگی۔ دوسری یہ بات تمہیں یاد رکھ لینی چاہئے کہ جب ایسے مسلمان جو مصلحت اندیشی کا شکار ہوتے ہیں دوستی کے لائق نہیں تو کافر سے تمہاری دوستی کیا معنی رکھتی ہے۔ کافر کی دوستی کافر سے ہوگی اس اصول کو اگر تم نظر انداز کر دو اِلَّا تَفْعَلُوْهُ یہ قانون اگر تم نظر انداز کر دو گے تَکُنْ فِتْنَةٌ" فِی الْاَرْضِ وَفَسَادٌ" کَبِیْرٌ" ○ تو روئے زمین فتنے اور فساد کی لپیٹ میں آ جائے گی۔

یہ سورۃ الانفال کی دسویں پارے کی آیات مبارکہ ہیں۔ مومن کیا ہے سر راہ گزر ایک شجر سایہ دار ہے' تپتی دھوپ میں بادل کا وہ ٹکڑا ہے جو ٹھنڈک نمی اور سایہ دیتا ہے۔ مومن کے وجود کو آپ نفی کر دیں تو کائنات باقی نہیں رہ سکتی۔ نبی علیہ السلام سے یہ عرض کیا گیا کہ قیامت کب قائم ہوگی آپ ﷺ نے فرمایا حَتّٰی لَایُقَالَ اللّٰهُ اللّٰهُ اَوْ کَمَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ کہ جب کوئی "اللہ اللہ" کہنے والا نہیں ہوگا۔ یعنی کوئی مومن جب باقی نہیں رہے گا تو آسمان پھٹ پڑیں گے' پہاڑ دھنکی ہوئی روئی کی طرح اڑ جائیں گے' سمندر کھول اٹھیں گے اور ہوا بن کر تحلیل ہو

www.naqshbandiaowaisiah.com

جائیں گے۔ زمینیں پھٹ جائیں گی' سورج چاند ستارے جھڑ جائیں گے' کچھ باقی نہیں رہے گا۔ کائنات کا سارا نظام تباہ ہو جائے گا۔ اور جب تک کوئی ''اللہ اللہ'' کرنے والا باقی ہے تب تک یہ نظام قائم ہے گویا مومن اس نظام کی روح ہے۔ اب اگر روح ہی بیمار ہو جائے تو بدن صحت مند رہ سکتا ہے۔؟ ہرگز نہیں۔ بدن کی حیثیت لباس کی ہے اور روح اصل انسان ہے۔ بدن بیمار ہو جائے تو اس میں صحت مند روح موجود ہو سکتی ہے لیکن روح بیمار ہو جائے تو بدن صحت مند نہیں رہتا۔ یہ ضروری نہیں کہ اس بدن کو قبض ہو جائے یا اسے بخار ہو جائے بلکہ اسے ایسی دردناک بیماریاں لگ جاتی ہیں کہ وجود انسانی ہوتا ہے اور کام درندوں کے سے کرتا ہے یعنی اس جسم کو ایسی بیماریاں لگ جاتی ہیں جھوٹ بولنے کی' قتل کرنے کی' خوں ریزی کرنے کی' لوٹ مار کی' بدکاری کی کہ ہوتا بظاہر انسان ہے لیکن اس کے کردار میں درندگی پائی جاتی ہے۔ تو مومن روح ہے کائنات کی۔ جب تک بدن میں روح ہے زندہ تو رہے گا گھسٹتا پٹتا بیمار صحت مند کوئی دوا کھا لی' کوئی گولی کھا لی' کبھی اٹھ بیٹھے کبھی لیٹ گئے فرمایا! اے گروہ مومنین ایسے مسلمانوں سے بھی دوستی نہ کرو جو دین کے معاملے میں مصلحتوں کا شکار ہوتے ہیں چہ جائیکہ کافر سے دوستی ہو۔ لین دین تجارت مزدوری ملازمت اور شے ہے اور دوستی ایک اور شے ہے ہم کتنی جگہ ملازمت کرتے ہیں ہم مالکوں کے دوست تو نہیں ہوتے۔ کتنی دکانوں سے ہم سودا خریدتے ہیں ان کے دوست تو نہیں ہوتے۔ اس حد تک جہاں دین کو کوئی زد نہ پہنچے کافر کے ساتھ معاملات بھی جائز ہیں لیکن بغیر دوستی کئے ہوئے۔ دوستی ایک رشتہ ہوتا ہے جو اعتماد پیدا کرتا ہے' آپس کا اعتبار پیدا کرتا ہے تو فرمایا ان مسلمانوں سے بھی دوستی نہ کرو جو دین کے معاملے میں مصلحتوں کا شکار ہوتے ہیں۔ چہ جائیکہ کافر سے دوستی کی جائے۔ اور یہ یاد رکھو! کوئی کافر مومن کا دوست نہیں ہوتا' کافر کافروں کے دوست ہوتے ہیں۔ اگر اس

روئے زمین پر فساد کا ایک بہت بڑا سبب ہماری مصلحت اندیشیاں ہیں۔

فارمولے کو تم اختیار نہیں کرو گے۔ تَكُنْ فِتْنَةٌ فِي الْأَرْضِ وَفَسَادٌ كَبِيرٌ ○ تو روئے زمین پر تباہی پھیلے گی اور ایسا فساد ہوگا جسے کوئی روکنے والا روک نہیں سکے گا۔ حیرت ہوتی ہے اس بات پر کہ ہم الزام تو دیتے ہیں امریکہ کو کہ وہ دنیا میں فساد کرا رہا ہے' ہم الزام دیتے ہیں روس کو کہ اس نے بڑی تباہی مچائی' ہم الزام دیتے ہیں ہٹلر کو کہ وہ عالمی جنگ کا سبب بنا' ہم الزام دیتے ہیں سٹالن کو کہ وہ بڑا ظالم تھا' ہم کہتے ہیں جاپانی بڑے ظالم تھے لیکن قرآن حکیم کہتا ہے کہ اس سارے فساد کی جڑ تم ہو جو کلمہ پڑھتے ہو۔ نہ تم بدکاروں سے بے دینوں سے کافروں سے مصلحت اندیشوں سے دوستیاں کرتے نہ کائنات پہ یہ زوال آتا اور نہ دنیا میں اس طرح کے فسادات ہوتے۔

حضرات گرامی! یوں تو ہر فرد کا کردار اس پوری کائنات کو متاثر کرتا ہے جس طرح بارش کا ہر قطرہ زمین پر اپنا اثر چھوڑتا ہے' خواہ ہمیں نظر آئے یا نہ آئے' یہ جو دریا بہہ اٹھتے ہیں یہ ایک ایک قطرہ ہی مل کر بہتے ہیں اور ہر قطرے کا اس میں اپنا حصہ ہوتا ہے جو وہ اس میں ادا کرتا ہے' اس طرح ہر فرد کا کردار اگر اچھا ہے تو کائنات میں امن سکون اور خوشبو بکھیرتا ہے اگر خراب ہے تو کسی نہ کسی فتنے کسی نہ کسی فساد کا سبب بنتا ہے۔ لیکن مومن کی ایک الگ حیثیت ہے۔ مومن کا وجود اللہ نے ایسا بابرکت بنایا ہے کہ کفار کے کردار سے جو نحوست جو ظلمت کائنات میں پھیلتی ہے وہ مومن کے وجود کی برکات سے اور اس کے کردار سے رد ہو جائے جیسے ساری تاریکیاں ایک سورج کے نکلنے سے کافور ہو جاتی ہیں اس طرح روئے زمین پر اللہ کے بندے اس کے ماننے والے اس کے آخری نبی ﷺ کی امت موجود ہوں اور ظلم بھی ہو فساد بھی ہو یہ دو باتیں یکجا ممکن نہیں ہیں۔ اس وقت تک جب تک یہ آخری امت مصلحت اندیشی کا شکار نہ ہو جائے۔ اس کا مطلب ہے کہ روئے زمین پر فساد ایک بہت بڑا سبب ہماری

مصلحت اندیشیاں ہیں۔ اور یہ اتنی بڑی بات ہے اتنی بڑی بات ہے کہ شاید اسے محض مولوی کی جمعے کی تقریر سمجھ کر فراموش کر دیا جائے اور لوگوں کے ذہنوں میں اتر نہ سکے اور لوگ اسے سمجھ ہی نہیں سکیں۔ ہم اتنے دور چلے گئے ہیں کہ اس طرح کی باتیں شاید ہماری سمجھ میں ہی نہ آئیں۔ جس طرح کائنات میں فسادات کی بنیاد ہم ہیں اس طرح ایوان اقتدار میں جو خرابیاں آتی ہیں ان کے ذمہ دار بھی ہم ہی ہیں۔

نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد ہے

اعمالکم عمالکم اَوْ کَمَا قَالَ رَسُوْلَ اللّٰہُ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کہ تمہارا کردار ہی تم پر حکومت کرے گا۔ جیسے تم ہو اگر تم کاروبار میں بددیانتی سے دوسرے کا پیسہ لینا لوٹنا اور دوسرے سے چھیننا چاہو گے تو تم پر حکمران بھی وہ ہوں گے جو تم سے چھین کر لوٹ کر پورا ملک لے جائیں گے۔ اگر تم دوسروں کی جان لینا اور قتل و غارت گری پسند کرو گے تو تم پر حکمران بھی وہ ہوں گے جو روزانہ ڈنڈوں سے تمہارا سر کھول دیا کریں گے جیسا تمہارا کردار ہوگا ویسے تم پر حکمران ہوں گے۔ اگر ہم واقعی سیاسی تبدیلی چاہتے ہیں، واقعی ہم ایک سنجیدہ حکومت اور ایک با کردار و باصلاحیت حاکم چاہتے ہیں تو پھر ہمیں اپنے کردار کو سنجیدہ بنانا ہوگا۔

صبح ایک مولانا تشریف لائے اور بڑی اچھی بات فرما رہے تھے اعلان کر رہے تھے کہ ہم امریکہ پر قبضہ کر لیں گے۔ میں نے کہا یار ضرور کرو لیکن یہ چھوٹا سا گوشہ ہے پاکستان کچھ تھوڑا سا جھاڑو یہاں بھی پھیر دو۔ یعنی ہم باتیں تو بڑے دور تک کی کرتے ہیں لیکن ہم یہ نہیں سوچتے کہ ہمارے وجود کے باعث ہمارے ہونے کے باعث ...... بہادر شاہ ظفر نے کہا تھا

اپنا دیوانہ نہ بنایا مجھے ہوتا تو نے
کیوں خرد مند بنایا نہ بنایا ہوتا

بقائے کائنات کا سبب مومن کا اللہ کی ذات سے دیوانگی تک کا تعلق اور رشتہ ہے۔

ہمارے ہاں گزشتہ پچاس برسوں میں بازیگری

اگر تم کاروبار میں بددیانتی سے دوسرے کا پیسہ لینا لوٹنا اور دوسرے سے چھیننا چاہو گے تو تم پر حکمران بھی وہ ہوں گے جو تم سے چھین کر لوٹ کر پورا ملک لے جائیں گے۔

کے کرتب ہو رہے ہیں اور نصف صدی میں ساری تبدیلیاں کہنے کو تو سیاسی ہیں لیکن آتی طاقت ہی سے ہیں۔ جہاں ہم لوگ سمجھتے ہیں کہ بڑے فیئر الیکشن ہوئے وہاں بھی سیٹیں پہلے بانٹی جاتی ہیں کہ فلاں پارٹی کے اتنے امیدوار کامیاب ہوں گے فلاح کو اتنی سیٹیں ملیں گی فلاح کو اتنی سیٹیں ملیں گی اور جو شفاف اور بڑے اچھے انصاف پسندانہ طریقے سے الیکشن ہوتے ہیں ان میں بھی ابھی پولنگ بوتھ پر گنتی ہو رہی ہوتی ہے اور ٹیلی ویژن نتائج اس سے پہلے نشر کر دیتا ہے۔ یعنی سارا ہی طاقت کا کھیل چلا آ رہا ہے۔ لیکن ہم ایک کھیل میں مصروف ہو گئے ہیں کہ جو اوپر آ جاتا ہے تو باقی ساری قوم اس کی ٹانگ کھینچنے کے عمل میں مصروف ہو جاتی ہے۔ اور جو دو سال چار سال دس سال بارہ سال بھی گزار جاتا ہے ایوب خان نے دس سال گزارے یحییٰ خان نے دو تین گزارے بھٹو صاحب نے چھ سات گزار لئے ضیاء الحق صاحب نے گیارہ سال گزار لئے لیکن وہ گیارہ سال بھی وہ اپنی ٹانگ چھڑانے میں زیادہ وقت صرف کرتے ہیں اور کھانے پینے کا ہوش انہیں کم ہوتا ہے۔ آج پھر وہی صورت حال ہے کہ قومی اور صوبائی اسمبلیاں جو میلے برتنوں کی طرح ایک کونے میں رکھ دی گئی تھیں آج انہیں اٹھا کر اگلوں نے سڑک پر پھینک دیا اور وہ ریزہ ریزہ ہو گئیں بے فکر ہو گئے قوم کے سر سے یہ بوجھ اتر گیا۔ جس میں ہمت تھی طاقت تھی اس نے ملک کا اقتدار پوری طرح سے اپنے ہاتھ میں لے لیا۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس نے بہت اچھا کیا۔

یہاں کٹھ پتلی کا تماشہ ہو رہا تھا پس پردہ ڈور اس بندے کے ہاتھ میں تھی آگے کبھی کوئی پتلی آتی کبھی کوئی پتلی اب پردہ ہٹ گیا اور وہی ہاتھ جو ڈور ہلانے کی سکت رکھتے ہیں وہ سامنے آ گئے اس میں برا کیا ہوا یہ تو اچھا ہوا۔ پہلے حکم جاری تو یہی بندہ کرتا تھا دستخط تارڑ صاحب کرتے تھے جناب صدر صاحب نے آرڈیننس جاری کر دیا خواہ صدر صاحب کے فرشتوں کو بھی خبر نہ ہو کہ اس میں لکھا کیا

www.naqshbandiaowaisiah.com

ہے۔اب جو ہوگا کوئی سامنے ہے تو سہی۔میری ذاتی رائے میں ہمارے حق میں یہ بہتر ہے کہ جتنا واویلا اخبارات میں ہم اس اقدام کے خلاف پڑھ کر اور سن کر کر رہے ہیں اس کی بجائے اس اقدام کو قبول کیا جائے جو ہو چکا ہے۔جو ہمارے نہ ماننے سے' ہمارے انکار کرنے سے کالعدم نہیں ہوگا اور اسے بنیاد بنا کر کسی بہتری کی امید رکھی جائے۔اگر اسمبلیاں ٹوٹ گئی ہیں تو اچھا ہوا ہے' معطل تھیں بے کار تھیں ٹوٹ گئیں اچھا ہوا لیکن ان کی جگہ نئی اسمبلیاں بنائی جائیں۔اور اے کاش کہ اس ملک کی بہتری سوچنے والے لوگ جو ہر کام اس ملک کی بہتری کے لئے کرتے ہیں وہ یہ بھی سوچ لیتے کہ اگر ایک دفعہ الیکشن میں اچھے لوگ نہیں آئے حکومت فیل ہوگئی ہے تو پھر الیکشن کرا دو کچھ اور آجائیں گے پھر کرا دو کچھ اور آجائیں گے۔اب جب فوج نے اقتدار سنبھالا تھا اور میاں صاحب سے حکومت چھین لی تھی اگر ان دنوں میں الیکشن ہو جاتے تو نہ پی پی کامیاب ہو رہی تھی نہ میاں صاحب کامیاب ہو رہے تھے لوگ ان دونوں سے متنفر تھے۔کوئی ایک نیا سیٹ اپ آجاتا اگر وہ بھی فیل ہوتا تو ایک الیکشن اور ہو جاتا کوئی اور آجاتا۔ایک دو چار دس الیکشن کراؤ یار کوئی چند شریف آدمیوں کو اوپر لے آؤ جو بحیثیت مسلمان ہمارا تعارف کرا سکیں۔

میری گزارش تو اب بھی یہی ہے کہ ان موشگافیوں میں پڑنے کی بجائے کہ انہوں نے غلط کیا یا صحیح کیا جو ہونا تھا وہ ہو چکا اسے قبول کر کے آئندہ یہ مطالبہ کیا جائے کہ آپ الیکشن کروائیے اور جو اسمبلیاں توڑی ہیں ان کی جگہ نئی اسمبلیاں بنوائیے اور اگر سلیکشن ہی ہونی ہے سیٹیں آپ نے الاٹ کرنی ہیں برائے نام الیکشن ہونے ہیں تو پھر خدا کے لئے اربوں روپے الیکشن پہ خرچ کرنے کی بجائے ویسے ہی بندے نامزد کر دیجئے۔یہ لوگ اس مصیبت میں تو نہ پڑیں اور قوم کا سرمایہ تو ضائع نہ ہو۔

فی الوقت سب سے اہم بات جو ہے وہ یہ ہے کہ جو قوم باعث امن ہونا چاہئے تھی وہ خود ظلم کا شکار ہے۔وہ شجر سایہ دار جس میں دنیا کی راہ گزر پہ گزرنے والوں کو سایہ دینا تھا اس سے آگ کی لپٹیں اٹھ رہی ہیں۔وہ بندہ مومن جو بقائے کائنات کا سبب ہے اس کا خون پانی سے بھی ارزاں ہے۔

سارا ہندوستان اگر رائے شماری پہ تقسیم ہو گیا تھا تو کشمیر کیوں نہیں ہو سکتا تھا۔

صدر محترم ہندوستان کے دورے پہ تشریف لے جا رہے ہیں۔ایک چھوٹا سا خطہ ہے کشمیر کا جو گزشتہ ترپن چون سال سے ظلم وجور اور آگ کی لپیٹ میں ہے۔جہاں نابالغ بچیوں کی عزت محفوظ نہیں ہے' جہاں بوڑھی عورتوں کی عصمت محفوظ نہی ہے جہاں بچوں سے لے کر بوڑھوں تک کی جان محفوظ نہیں ہے' جہاں مزدور سے لے کر تاجر تک کے مال کو ہر وقت خطرہ ہے۔کیا ان لوگوں کا اپنی زمین پر امن سے رہنے کا حق نہیں ہے؟ کیا انہیں یہ حق حاصل نہیں ہے کہ ان کے بچے بھی سکون کی نیند سوئیں؟ ان کے بچے بھی تعلیم حاصل کریں' ان کا کاروبار بھی ہو' وہ بھی آرام واطمینان سے اپنے اللہ کے حضور سجدہ ریز ہو سکیں' اپنے دین پر کاربند ہو سکیں۔

انگریز نے بد دیانتی سے' بے ایمانی سے جھوٹ بول کر اسے متنازعہ بنا دیا ورنہ سارا ہندوستان اگر رائے شماری پہ تقسیم ہو گیا تھا تو کشمیر کیوں نہیں ہو سکتا تھا' کشمیر میں بھی اسی وقت رائے شماری ہو سکتی تھی۔یہاں کرائی نہ گئی اسے متنازعہ بنا کر اقوام متحدہ میں لے گئے اور وہاں سے یہ فیصلہ ہوا کہ وہاں رائے شماری کرائی جائے۔اس فیصلے پر آج تک نہ اقوام متحدہ نے عمل کرایا اور نہ دنیا کی چھپن (۵۶) مسلم ریاستیں مل کر عمل کروا سکیں اور ایک ہندوستان ان سارے کو رد کر کے وہاں بیٹھا ہے اور جو چاہتا ہے کرتا ہے' جس طرح چاہتا ہے کرتا ہے اور ان پر مظالم کے پہاڑ توڑے جا رہے ہیں۔ہماری ہر آنے والی حکومت نے اسے اپنی کامیابی کے لئے زینہ بنایا اور کشمیر اور اسلام ان دو ناموں کو اقتدار کے لئے استعمال کیا جا رہا ہے۔اب خدا کے لئے انصاف کی بات تو یہ ہے کہ جس طرح پورے ہندوستان میں رائے شماری سے تقسیم ہوئی وہی حق رائے شماری اہل کشمیر کو دیا جائے لیکن وہ انصاف کیا انصاف ہے

www.naqshbandiaowaisiah.com

جو آپ حاصل نہیں کر سکتے۔ اگر ہم میں' ہماری قوم میں' ہم مسلمانوں میں' پاکستانیوں میں اور دوسری پچپن (۵۵) مسلم ریاستوں میں طاقت ہوتی تو اب تک ہم انہیں یہ حق دلوا چکے ہوتے اگر نہیں دلوا سکتے تو اس انصاف کو ہم کیا کریں گے جو صدیوں حاصل ہی نہیں ہو سکا۔ پھر اگر انصاف نہیں ہے تو یار کم از کم ان سے ظلم کی کوئی کمتر صورت تو کرو۔ یعنی جس ظلم کا وہ شکار ہیں اس سے تو نکلیں' کم از کم انہیں زندہ رہنے کی ضمانت تو ملے۔ کم از کم ان کو آبرو کے لٹنے کا خطرہ تو نہ ہو۔ جب جی چاہے' جس کو جی چاہے جیل میں ڈال دو اس اندیشے سے تو نکلیں۔ تو صدر مملکت اگر ہندوستان تشریف لے جا رہے ہیں اور سرفہرست مسئلہ کشمیر ہے تو خدا کے لئے حق یہ ہے انصاف یہ ہے کہ انہیں حق رائے شماری دیا جائے لیکن وہ کیسا انصاف ہے جو آپ دلوا نہیں سکتے۔ اگر یہ نہیں دلوا سکتے تو کم از کم کوئی ایسا راستہ جو اہل کشمیر کے لئے بھی قابل قبول ہو اور اس مسئلے کا باعزت حل بھی ہو اور ان کے لئے کوئی زندگی کی کوئی رات سکوں کی فراہم تو کر سکے۔ سارے اس برصغیر میں لوگوں کی اوسط عمر تینتیس (۳۳) سال ہے اور وہاں ترپن (۵۳) سال سے آگ لگی ہوئی ہے۔ ترپن (۵۳) سال میں کم از کم ایک پشت تو گزر گئی ہوگی۔ اب یہاں وہ لوگ جنہوں نے پاکستان بنتے دیکھا خال خال نظر آتے ہیں اکثریت گزر گئی۔ وہاں بھی اکثریت گزر گئی ہوگی اور جو باقی ہیں وہ' وہ لوگ ہیں جب پیدا ہوئے تو انہوں نے ظلم دیکھا اور ان کے پاس آج تک امن کا تصور ہی نہیں ہے۔ وہ سمجھتے ہیں ہوتا ہی ظلم ہے ہر جگہ۔ یعنی ایک ایسی قوم تیار ہوگئی اب کہ جنہوں نے زمانہ امن دیکھا ہی نہیں۔ ظلم اور برستی ہوئی آگ میں پیدا ہوئے اور اسی میں تھپیڑے سہہ رہے ہیں تو کیا ان کا حق نہیں بنتا کہ انہیں اگر آپ ان کا حق نہیں دلوا سکتے تو اس سے کمتر ہی لیکن انہیں زندہ رہنے کے لئے کوئی راستہ تو دیں۔ سو میری گزارش ہے ان جماعتوں سے جن کی قربانیوں نے' جن کے

کشمیر اور اسلام ان دو ناموں کو اقتدار کے لئے استعمال کیا جا رہا ہے۔

جذبہ ایثار نے' جن کے نور ایمان نے اس مسئلے کو زندہ رکھا ہوا ہے۔ مجاہدین پر اور جہادی تنظیموں پر بے شمار تنقید آتی ہے حکومتیں بھی ان پر بے شمار پابندیاں لگاتی ہیں ان کے خلاف باتیں بھی کرتی ہیں لیکن حق یہ ہے کہ اگر مسئلہ کشمیر زندہ ہے تو ان جہادی تنظیموں' اور نوعمر بچوں کے اس ابلتے ہوئے خون سے جو وہاں جا کر اہل ایمان بھائیوں اور ماؤں بہنوں کے لئے اپنی رگ جاں سے بہاتے ہیں۔ لیکن ممکن ہے میری رائے غلط ہو میری رائے یہ ہے کہ جہادی تنظیموں کا انتہائی حاصل یہ ہے کہ وہ اس مسئلے کو زندہ رکھے ہوئے ہیں وہ ایک سیٹلڈ گورنمنٹ سے کشمیر کو چھین نہیں سکتے۔ یہ میری رائے ہے ممکن ہے میری رائے غلط ہو لیکن میں یہ سمجھتا ہوں کہ جہادی تنظیمیں کشمیر کو ہندوستان سے چھین نہیں سکتیں مسئلے کو زندہ رکھ سکتی ہیں۔ اللہ انہیں اس کا اجر دے انہیں بھی اس پر ضد نہیں کرنی چاہئے کہ ہم چھین لیں گے وہ چھین نہیں سکیں گے اور مسلمان یونہی جور وستم کا شکار ہوتے رہیں گے اگر اس کا کوئی آبرومندانہ حل نکلے تو انہیں بھی اس میں تعاون کرنا چاہئے۔ اگر ہمیں کشمیر بزور بازو آزاد کروانا ہوتا یا ہم کروا سکتے تو کشمیر ۱۹۴۸ء ہی میں آزاد ہو چکا ہوتا جب اس وقت کے وزیراعظم کو مجبور کروا کے سیز فائر کروایا گیا۔ پھر پینسٹھ (۶۵) میں نہ سہی لیکن کارگل کی جنگ میں کشمیر کم وبیش آزاد ہو چکا تھا اور دو تہائی مقبوضہ کشمیر پر ہندوستان کی دسترس ختم ہوگئی تھی جب ہمارے وزیراعظم کو اپنا کارگل کا محاذ بند کرنا پڑا اور سیز فائر کرنا پڑا۔ اس کا مطلب ہے کافروں کے کافر دوست دنیا میں جہاں کہیں بھی ہیں وہ کشمیر کو چھیننے نہیں دیتے۔ کارگل پہ جب جنگ ہو رہی تھی تو ہندوستان کے وزیراعظم نے بھی کارگل کے بعد اپنی تقریر میں کہا جو میں نے اپنے کانوں سے سنا کہ کشمیر ہمارے ہاتھ سے نکل چکا تھا۔ لیکن فتح کے قریب سیز فائر۔ ۶۵ء میں پاک فوج نے جب جوڑیاں کا سیکٹر چھین لیا ان سے جوڑیاں کا علاقہ چھین لیا اور دریائے توی کو عبور کر گئے تو اکھنور ڈیڑھ میل تھا وہاں سے اور اکھنور سے واحد راستہ ہے جو کشمیر کو

جاتا تھا کوئی دوسرا متبادل راستہ نہیں اگر ڈیڑھ میل اور آگے جا کر اکھنور جو خالی ہو چکا تھا اس پر پاک فوج قابض ہو جاتی ہندوستان کا تعلق ۶۵ء میں بھی کشمیر سے کٹ جاتا لیکن جب اکھنور ڈیڑھ کلومیٹر رہ گیا اور خالی ہو چکا تھا تو سرنڈر ہو گیا اور سیز فائر ہو گیا۔ اور پھر اس سیز فائر نے معاہدہ تاشقند کا بچہ دیا۔ او یار جب آپ کو یہ پتہ ہے کہ آپ نہیں کر سکتے تو انہیں مروانے کا کیا فائدہ۔ ۴۸ء میں آپ فتح کر چکے تھے سری نگر کے ہوائی اڈے کے گرداگرد مجاہدین پہنچ چکے تھے اور شہر پر قبضہ ہونے والا تھا جب جرنیل گریس نے سیز فائر کیا' لیاقت علی خان کے حکم سے جو وزیراعظم تھا۔ اور جرنیل گریس ہمارے پہلے کمانڈر انچیف تھے۔ شاید اسی کا ردعمل تھا کہ بعد میں لیاقت علی خان صاحب کو گولی کا نشانہ بننا پڑا اور مارنے والا ان مجاہدین میں سے تھا جو وہاں لڑ رہے تھے خواہ اسے کسی نے استعمال کر لیا یا اس کی اپنی ذہنیت یہ تو اللہ جانے یہاں مرنے والوں کی تحقیقات تو ہوتی رہتی ہے' پتہ نہیں چلتا۔ اس کے بعد ۶۵ء میں اگر اکھنور پر قبضہ ہو جاتا تو ہمارے ایک جرنیل تھے جرنیل افتخار جو اس محاذ کی کمان کر رہے تھے اس نے حکم ماننے سے انکار کر دیا تھا کہ میں اکھنور پر قبضے سے پہلے سیز فائر نہیں کروں گا۔ ان کا ہیلی کاپٹر گروا دیا گیا اور افتخار جنجوعہ روڈ بنوا دی گئی چھاؤنیوں میں۔ یعنی خود اپنے جرنیل ہمارے جرنیل کو مروا دیا گیا اس حکم پر جو ہندوستان کی حمایت میں باہر کی طاقتیں دے رہی تھیں اور اس کے بعد کارگل کا موقعہ آیا کارگل پر تو کسی نے غدہی نہیں کی وزیراعظم نے حکم دیا اور ہم نے ووڈرا Withdraw کر لیا۔ تو یہ سب باتیں مجھ سے زیادہ صدر پاکستان جانتے ہیں جو کارگل کے کمانڈر بھی تھے کمانڈر انچیف تھے آرمی کے۔ میرے خیال میں میری رائے میں میں یہ گزارش کروں گا کہ ہندوستان کے ساتھ کوئی نہ کوئی ایسا فارمولا تلاش کیا جائے جو اہل کشمیر کے لئے بھی قابل قبول ہو اور جو انہیں کم از کم زندگی کی کوئی سانسیں سکون سے لینے کی

We have no leave on Friday. So we pray our Friday at Sunday.

توفیق تو دے۔ اور ہماری جہادی تنظیموں کو بھی یہ رٹ جو انہوں نے لگا رکھی ہے جو کام وہ کر نہیں سکتے کہنے اور کرنے میں بڑا فاصلہ ہوتا ہے میں ے عرض کیا نا ابھی یہاں باہر ایک مولانا نعرہ لگا رہے تھے کہ میں امریکہ پر قبضہ کروں گا لیکن نظر یہ آ رہا تھا کہ ان کا قبضہ ان کے اپنے گھر پر بھی نہیں ہے۔ گھر بھی کسی تگڑے بندے نے چھین لیا ہے اور خود مسجد میں رہتے ہیں۔ اپنے گھر پر تو قبضہ نہیں ہے امریکہ پر قبضہ کرنا ہمارا مشن تو نہیں ہے ہماری امریکہ کے ساتھ کونسی لڑائی ہے۔ اگر آپ یہ کہتے کہ ہمیں اللہ کا پیغام پہنچانا ہے تو پہلے خود تو اللہ کا پیغام مان کر دکھا دیجئے۔ یعنی آپ ڈاک چٹھی رساں نہیں ہیں کہ جی چٹھی آئی اور ڈاکیے نے وہ تھیلے میں ڈالی اور جا کر دے آیا یہ آپ بحیثیت مسلمان اللہ کے ڈاکیے نہیں ہیں آپ مسلمان ہیں جو پیغام آپ آگے دینا چاہتے ہیں وہ لفافے میں بند کر کے نہیں اپنے عمل سے لوگوں کو بتائیں گے کہ اللہ کو ماننے والا انسان بن جاتا ہے' وہ محبت کرنے والا ہوتا ہے' وہ سچ بولنے والا ہوتا ہے' وہ نورِ ایمان کی برکت سے دوسروں کے لئے بھی برکات کا سبب بنتا ہے۔

حضرات گرامی! دعا کیجئے کہ اللہ کریم ایسی مقننہ اور ایسی اسمبلیاں لائے جو اس ملک کے باشندوں کو ان کا اپنا تعارف تو دے سکے' بچوں کی تعلیم کا اہتمام کر سکیں اور اس کی بنیاد اور اساس اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ کے حکم پر ہو یہاں کی معیشت کو اسلامی سانچے میں ڈھالا جائے۔ دنیا کے پچیس (۲۵) ممالک میں سود بند ہو چکا ہے جو پچیس کے پچیس غیر مسلم ہیں۔ دنیا کے کم و بیش پچیس ممالک میں غیر سودی کاروبار ہو رہا ہے وہ ایمان نہیں لائے لیکن اس فارمولے کو انہوں نے تسلیم کر لیا ہے کہ سود کمزور کو کمزور تر کرتا ہے اور طاقتور کو طاقت دیتا ہے یہ کوئی انداز معیشت نہیں ہے اسے بند ہونا چاہئے اور شراکت جو ہے اس پر عمل کیا جائے تاکہ ہر ایک فائدہ یا نقصان میں حصہ دار بن سکے۔ دنیا کے پچیس ممالک میں جو مسلمان نہیں ہیں غیر سودی نظام ہے اور مسلمان کی قیادت کرنے والا یہ ایمی

پاکستان سارا نظام غیر سودی بنانے کے بعد عدالت عالیہ فرماتی ہے رہنے دو یار سال بعد کر لیں گے۔ یہ کونسی مسلمانی ہے جس میں اتنی رخصتیں ہیں کہ سال بعد کر لیں گے۔ لیکن یہ عجیب قوم ہے۔

جس قوم نے اپنے جمعے اتوار کو پڑھنے ہیں اسے امریکہ فتح کرنے کی فکر کیوں ہے۔

میں نیویارک میں تھا اور اتوار کا دن تھا گزر رہے تھے ایک محلے سے اور وہاں لوگوں نے بڑی بڑی بلڈنگیں کھڑی کر رکھی ہیں تو رضا کارانہ طور پر تہہ خانے کا دروازہ باہر لگوا کر چھوڑ دیں گے کہ اسے مسجد بنا دو۔ دو تین غسل خانے بنوا دیئے اور ایک جگہ چٹائی ڈال دی۔ ایسی ایک مسجد نظر آئی اس تہہ خانے میں اتر گئے ظہر کا وقت تھا وضو کر کے اندر پہنچے سنتیں ادا کرنے لگے تو تین چار نوجوان مسلمان فلسطینی آ گئے اور جلدی جلدی انہوں نے وضو کیا اندر آ گئے ہم رک گئے کہ اب ان کے ساتھ با جماعت پڑھ لیں گے چلو ہم نے جماعت تو کرنی ہے یہ بھی تین چار ساتھ مل گئے لیکن حیرت اس وقت ہوئی جب وہ سارے وضو کر کے دو تین بیٹھ گئے ایک نے اذان کہی ایک نے خطبہ شروع کر دیا ہم بیٹھے تماشہ دیکھتے رہ گئے پہلا خطبہ پڑھا دوسرا پڑھا اقامت پڑھی اور دو رکعت فرض جمعے کے پڑھ کے فارغ ہو کے دعا مانگی تو میں نے پوچھ لیا یہ آپ نے کیا کیا ہے۔ جمعہ پڑھا ہے تو میں نے کہا آج تو اتوار ہے۔ It is Sunday today وہ کہنے لگے We donot have the time on Friday. We have no leave on Friday. So we pray our Friday at Sunday.

وہ کہنے لگے کہ جناب جمعے کے دن تو ہم نوکری پر ہوتے ہیں جمعہ کے دن تو ہمیں چھٹی نہیں ملتی ہمارے پاس وقت ہی نہیں ہوتا ہم اپنا جمعہ اتوار کے دن پڑھ لیتے ہیں تو جس قوم نے اپنے جمعے اتوار کو پڑھنے ہیں اسے امریکہ فتح کرنے کی فکر کیوں ہے پہلے اپنے جمعے تو جمعے کے دن پڑھوا اپنی اصلاح کرو اور اس ملک کو اور اس قوم کو مثال بناؤ۔ پھر آپ کو شاید امریکہ پر قبضہ کرنے کی ضرورت پیش نہ آئے۔ آپ کو دیکھ کر وہ خود بخود یہ راستہ اپنا لیں کہ یہ راستہ بہت اچھا ہے اور یہی وہ طریقہ ہے جو صحابہ کرام رضوان اللہ تعالےٰ علیہم اجمعین کا ہے جسے جلوس اور ڈانگ سوٹے سے نہیں کردار سے۔ تین ساڑھے تین ہزار کے قریب سپاہی دیئے محمد بن قاسم کو حجاج بن یوسف نے اور کہا جی وہ یتیم بچیاں چھڑا لاؤ سندھ سے اور ملتان تک فتح کرتا چلا گیا پھر بعد میں عرب سے کوئی کمک نہیں آئی۔ جو شہر فتح ہوتا تھا وہ کہتے تھے یار لوگ تو یہ ہیں ہمارے تو حاکم بھی ظالم ہیں اور مذہب بھی برا ہے وہ دین بھی قبول کرتے تھے اور جہاد میں بھی اس وقت شامل ہو جاتے تھے لشکر اسلام یہیں سے بڑھتا رہا پھر بعد میں کوئی کمک عرب سے نہیں آئی۔

اللہ کریم صدر صاحب کو بھی نیک توفیق دے، ہماری تنظیموں کو بھی نیک فکر اور نیک توفیق دے اور اہل وطن کو بھی ذاتی طور پر اسلام کو اپنانے کی توفیق عطا فرمائے۔ انشاء اللہ یہ ملک

جو قوم باعث امن ہونا چاہئے تھی وہ خود ظلم کا شکار ہے۔

قائم رہے گا اور اس پر دین کی حکومت بھی قائم ہوگی۔ کیا ہی اچھا ہو کہ اللہ اس کی توفیق ہمیں دے دے، اس موجودہ حکومت کو دے دے، انہی لوگوں کو دے دے۔ انشاء اللہ العزیز کسی نہ کسی کے ہاتھوں تو یہ کام ہوگا۔ ہم تو دعا کرتے ہیں اللہ انہی لوگوں کو توفیق دے۔ اپنی اصلاح کی طرف توجہ کیجئے اور کافروں سے دوستی کی توقع نہیں رکھیئے، ان کے ساتھ معاملات پوری احتیاط سے کیجئے۔

☆☆☆☆☆☆

www.naqshbandiaowaisiah.com

تنظیم الاخوان

کے

امیر محمد اکرم اعوان

کے بیانات

اخبارات کی روشنی میں

23 اگست تا 23 ستمبر 2001ء

Daily YARN Faisalabad چیف ایڈیٹر محمد اسلم
ڈیلی یارن فیصل آباد
Ph & Fax: 668819

ڈیلی یارن 17 ستمبر 2001ء

برادر اسلامی ملک کیخلاف اپنی سرزمین استعمال کرنیکی اجازت دینا شریعت اور قومی حمیت کے منافی ہوگا' امیر الاخوان

مسلمانوں کیخلاف امریکی عزائم ظالمانہ ہیں' پاکستان آلہ کار نہ بنے' امیر اکرم اعوان

امریکہ کو باور کرایا جائے کہ افغانستان پر حملہ عالمگیر جنگ کا پیش خیمہ بن سکتا ہے' قوم امریکہ سے تعاون کیخلاف ہے' حکومت عوامی جذبات کا احترام کرے

لاہور (آن لائن) تنظیم الاخوان کے امیر محمد اکرم اعوان نے کہا ہے کہ پاکستان کی سرزمین کو برادر اسلامی ملک افغانستان کے خلاف استعمال کرنے کی اجازت شریعت اور قومی حمیت کے منافی ہے۔ مسلمانوں کے خلاف امریکی عزائم ظالمانہ ہیں ہمیں امریکہ کا آلہ کار نہیں بننا چاہئے پاکستان میں امریکی اڈے قائم کرنے کی مزاحمت کی جائے ایک بیان میں انہوں نے کہا کہ امریکہ کو باور کرایا جائے کہ افغانستان پر حملہ تیسری عالمگیر جنگ کا پیش خیمہ بن جائے گا بے گناہ مریں گے امریکہ بھی نہیں بچ سکے گا انہوں نے کہا کہ ہمارے حکمران قوم اور فوج کو ساتھ لے کر چلیں حکمران یہ جان لیں کہ قوم امریکہ کی غلامی نہیں چاہتی اور پاکستان کی فوج بھی محمد رسول اللہ ﷺ کی فوج ہے جنرل صاحب اللہ پر بھروسہ کریں اللہ نے آپ کو موقع دیا ہے کہ آپ خالد بن ولید' طارق بن زیاد' محمد بن قاسم اور صلاح الدین ایوبی کی صف میں اپنا نام لکھوا سکتے ہیں۔

روزنامہ انصاف لاہور
چیف ایڈیٹر: جنید سلیم

روزنامہ انصاف 22 ستمبر 2001ء

امریکہ کی غلامی قبول نہیں' افغانستان جا کر شہادت دیں گے' اکرم اعوان

اسلامی ممالک پر غیر مسلم حملہ کریں تو ہمسایہ مسلم ملک پر بھی جہاد فرض ہو جاتا ہے' فتویٰ

مریدکے (نمائندہ خصوصی) تنظیم الاخوان پاکستان کے امیر محمد اکرم اعوان نے افغانستان پر امریکی حملہ کی صورت میں اعلان جہاد کرتے ہوئے کہا ہے کہ الاخوان کا ہر کارکن افغانوں کے شانہ بشانہ امریکہ کے خلاف جہاد میں حصہ لے گا۔ ہم افغانستان جا کر شہادت دیں گے لیکن امریکہ کی غلامی قبول نہیں کریں گے۔ جامعہ اویسیہ میں جمعہ کے اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے انہوں نے شریعت کی رو سے فتویٰ دیا کہ اسلامی ملک پر غیر مسلم حملہ آور ہو جائیں تو اس ملک پر جہاد فرض ہو جاتا ہے۔ طاقتور دشمن کی صورت میں ہمسایہ ملک پر بھی جہاد فرض عین ہو جاتا ہے جس کی قضا نہیں ہوتی جبکہ دیگر اسلامی ممالک پر جہاد فرض کفایہ ہو جاتا ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہم امریکہ کو سپر پاور نہیں مانتے۔ سب سے بڑی طاقت اللہ ہے۔ افغانستان پر امریکی حملہ تیسری جنگ عظیم کا پیش خیمہ بن جائے گا۔ امیر محمد اکرم اعوان نے کہا کہ صدر جنرل پرویز مشرف ریفرنڈم کروائیں۔ امریکہ کی بجائے اللہ کو سب سے بڑی قوت ماننے والے یہ لوگ غیرت کا سودا نہیں ہونے دیں گے۔ اس امر کی کیا ضمانت ہے کہ افغانستان کے قتل عام کے بعد پاکستان میں قتل عام نہیں ہوگا۔ انہوں نے کہا کہ اس بات کی کیا گارنٹی ہے کہ امریکہ مہاجر افغانوں پر حملہ کرنے کے بہانے پاکستان کی سرزمین پر بمباری شروع کر دے گا۔ انہوں نے کہا کہ مملکت اسلامیہ پاکستان کے سپہ سالار کو یہ کہنا زیب نہیں دیتا کہ برادر اسلامی ملک کا ساتھ دینے کی صورت میں ہم اپنے ملک کا تحفظ نہیں کر سکتے۔ ان سے تحفظ نہیں ہو سکتا تو منصب چھوڑ دیں۔

Daily YARN Faisalabad چیف ایڈیٹر محمد اسلم
ڈیلی یارن فیصل آباد
Ph & Fax: 668819

ڈیلی یارن 23 ستمبر 2001ء

تنظیم الاخوان نے امریکہ کیخلاف جہاد کا اعلان کر دیا

اسلامی مملکت کا دشمن طاقتور ہو تو ہمسایہ مسلم ملک پر جہاد فرض عین اور دیگر اسلامی ممالک پر فرض کفایہ ہو جاتا ہے' افغانستان پر حملہ کیا گیا تو دنیا بھر کے مسلمان امریکہ کیخلاف لڑینگے

جنگ چھڑ گئی تو امریکی مائیں روئیں گی سپر پاور امریکہ نہیں اللہ تعالیٰ ہے امریکی حملے سے تیسری عالمی جنگ شروع ہو سکتی ہے بش انتظامیہ فیصلے پر نظر ثانی کرے' امیر الاخوان مولانا اکرم اعوان کا خطاب

فیصل آباد (پ ر) تنظیم الاخوان پاکستان کے امیر محمد [illegible] افغانستان پر امریکی حملے کی صورت میں اعلان جہاد کرتے [illegible] کارکن افغانوں کے شانہ بشانہ امریکہ کے خلاف جہاد میں [illegible] خطاب کرتے ہوئے انہوں [illegible] طاقتور [illegible] کی صورت میں [illegible] مسلم [illegible] بھی جہاد فرض عین ہو جاتا ہے جبکہ دیگر اسلامی ممالک پر جہاد فرض کفایہ ہو جاتا ہے انہوں نے کہا کہ روس نے افغانستان پر حملہ کیا تھا تو تمام ملکوں کے نوجوانوں نے روس کے خلاف جہاد میں حصہ لیا تھا اب بھی افغانستان پر امریکہ نے حملہ کیا تو [illegible] ملک کے عوام امریکہ کے خلاف لڑیں گے جس طرح افغان جہاد میں [illegible] امریکیوں کی مائیں روئیں گی جبکہ شہیدوں کی مائیں فخر کریں گی انہوں نے کہا کہ ہم امریکہ کو سپر پاور نہیں مانتے سب سے بڑی طاقت اللہ ہے اللہ کو ماننے والے امریکہ سے ٹکرا جائیں گے امریکہ اپنے فیصلوں پر نظر ثانی کرے افغانستان پر امریکی حملہ تیسری جنگ عظیم کا آغاز بن جائے گا۔

www.naqshbandiaowaisiah.com

من الظلمت الی النور

تحریر:- محمد نذیر ولد محمد ابراہیم صوبیدار (ر)

بچپن ہی میں والد بزرگوار مجھے اپنے ساتھ مسجد لے جاتے تاکہ نماز پڑھنے کی عادت پڑ جائے۔ کیا ہماری نماز تھی جس میں نہ کوئی لذت نہ سکون۔ کبھی جی آیا تو ادا کرلی۔ زمانہ طالب علمی میں یہ مسئلہ زیر بحث ضرور آتا کہ کوئی اللہ کا بندہ ملے جس کے ہاتھ پر بیعت کی جائے تاکہ ہمیں معرفت باری تعالیٰ نصیب ہو حالانکہ ہمارے گاؤں میں بھی روایتی پیر شاہ صاحب موجود تھے‘ دوسرے گاؤں سے بھی ہمارے چک میں ایک شاہ صاحب تقریر کرنے کے لئے تشریف لاتے تھے لیکن بیعت ہونے کے لئے دل نہیں مانتا تھا۔ محمد حنیف نامی دوست نے ہمیں لاہور باغبانپورہ محلّہ کے ایک بزرگ میر علی حسینی شاہ صاحب کے ورع و تقویٰ کے متعلق بتایا تو ہم تین چار دوست اکٹھے وہاں جاکر بیعت ہوگئے قاری غلام رسول صاحب جو ریڈیو پاکستان پر صبح چھ بجے تلاوت فرمایا کرتے تھے وہ ہمارے پیر بھائی تھے۔ پیر صاحب ذکر جہری اور خفی بھی کرواتے لیکن دل کو سکون کی درد والی خاص کیفیت نصیب نہ ہوئی۔ میٹرک تک دنیاوی تعلیم حاصل کی تو پھر کوئی باقاعدہ کام کرنے کی فکر ہوئی۔ تین چار ماہ کوآپریٹو بنک میں ٹرینی (Trainee) پھر غالباً اتنا ہی پیریڈ چونگی محرری میں گزارنے کے بعد بالآخر آرمی کی سروس جائن کرلی۔ 1971ء کی وار کے بعد میری ٹرانسفر کوئٹہ ہوئی تو غالباً اکتوبر 1972ء کی بات ہے کہ اتفاقاً ہمارے دوست محمد یار صاحب بھی ٹرانسفر ہوکر ہمارے پاس پہنچ گئے۔ انہوں نے کوئٹہ میں ہمیں حضرت جی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے بتائے ہوئے طریقہ ذکر سے متعارف کروایا۔ چند ہی دنوں بعد ہماری ٹرانسفر مختلف اسٹیشنوں پر ہوگئی اور میں لاہور ہربنس پورہ جو شہر سے کچھ دور تھا وہاں پہنچ گیا۔ ذکر کا حلقہ نہ ملنے کی وجہ سے کچھ عرصہ کٹا رہا۔ پتہ چلا کہ 33 ایس اینڈ کی میں ایک نائب صوبیدار محمد خان صاحب اپنے سلسلہ کے ساتھی ہیں۔ میں وہاں ان کے پاس ذکر کے لئے جاتا جس سے مجھے بہت فائدہ ہوا اور میں باقاعدہ ذکر کی مجلس اٹینڈ کرنے لگا۔ پھر پتہ چلا کہ گلبرگ قبرستان والی مسجد میں مولانا فضل الرحمان صاحب ذکر کرواتے ہیں۔ جب بھی موقع ملتا میں وہاں ذکر کے لئے چلا جاتا۔ پھر میری ٹرانسفر حویلیاں ایف ڈبلیو او کے ایک گروپ میں ہوگئی۔ انہی دنوں جناب حافظ غلام قادری صاحب ایبٹ آباد کے ایک سکول میں استاد کی حیثیت سے تعینات ہوگئے تو مجھ نا اہل اور سست کو ہفتہ وار ان کے ساتھ ذکر کرنے کا موقع نصیب ہوا۔ اسی دوران حضرت جی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کا صوبہ سرحد کا دورہ تھا جس میں حضرت جی کے ساتھ جانے کا اتفاق ہوا جس سے اندر کی حالت میں کافی تبدیلی آنا شروع ہوئی۔ سالانہ اجتماع جو اس وقت منارہ اسکول کی عمارت میں ہوا کرتا تھا میں ایک نئے ساتھی حوالدار محمد سلطان جو کہ سرگودھا کے رہنے والے تھے کو لے کر چکوال پہنچا تو عشاء کا وقت ہو چکا تھا۔ راولپنڈی سے سرگودھا جانے والی آخری بس جو نو بجے چکوال پہنچتی تھی اس میں سوار ہوکر منارہ کی طرف چل پڑے۔ سوار کیا ہوئے کہ بس اندر سے بھری ہوئی تھی ہم باہر پیچھے لٹکے ہوئے تھے اور اوپر سے موسلا دھار بارش ہو رہی تھی۔ تقریباً رات گیارہ بجے کے قریب جب ہم منارہ اترے تو ہر طرف بارش کا پانی تھا۔ اندھیرے میں راستہ نہیں سجھارہا تھا۔ ہم نے فیصلہ کیا کہ رات چھوٹی سی مسجد جو سڑک کے کنارے واقع تھی اس میں گزاری جائے۔ صبح تہجد کے وقت پانی کم ہو جائے گا اور شاید کچھ روشنی بھی ہو جائے۔ صبح ذکر کے وقت ہم سکول پہنچے۔ اجتماع کے دوران ہی ہمیں ظاہری بیعت کی سعادت نصیب ہوئی تو میری ٹرانسفر ملتان ہوگئی۔ ملتان میں میجر غلام محمد صاحب‘ حاجی حیدر زمان صاحب اور میجر مقبول شاہ صاحب کے ساتھ اللہ اللہ کرنے کا موقع ملتا رہا اور وقفے وقفے سے حضرت جی رحمتہ اللہ علیہ ملتان کے دورے پر حاجی محمد اسلم صاحب کے گھر‘ میجر غلام محمد صاحب کے گھر اور میجر مقبول شاہ صاحب کے گھر قیام فرماتے۔ مجھ جیسے نا اہل کو بھی حضرت رحمتہ اللہ علیہ کے ساتھ ذکر

باقی صفحہ 58 پر ملاحظہ کریں

www.naqshbandiaowaisiah.com

برطانوی رکن پارلیمنٹ محمد سرور سے انٹرویو

ماہنامہ "المرشد" کے مدیر محمد اسلم نے گزشتہ دنوں برطانیہ کا دورہ کیا۔ برطانیہ میں قیام کے دوران انہوں نے مختلف کاروباری و سیاسی شخصیات سے ملاقاتیں کیں۔ اسی سلسلہ میں انہوں نے برطانوی پارلیمنٹ کے رکن (پاکستانی نژاد) محمد سرور سے ملاقات کی۔ محمد سرور دوسری بار رکن پارلیمنٹ منتخب ہوئے ہیں۔ پہلی بار انہوں نے تین ہزار ووٹوں کی برتری سے الیکشن جیتا جبکہ دوسری بار انہوں نے سات ہزار ووٹوں کی برتری سے کامیابی حاصل کی۔ ملاقات سے قبل محمد سرور BBC کو انٹرویو دے کر آ رہے تھے پھر بھی انہوں نے مدیر "المرشد" سے ایک گھنٹہ تک گفتگو کی جس میں محمد سرور نے امریکہ میں ورلڈ ٹریڈ سنٹر اور پینٹاگون پر حملوں کے بعد پیدا ہونے والی صورت حال پر بات چیت کی۔ یہ بات قابل ذکر ہے کہ موجودہ حالات میں یورپ اور امریکہ میں پاکستانیوں اور مسلمانوں کے خلاف نفرت پائی جاتی ہے لیکن محمد سرور نے ایک کھرے مسلمان کی حیثیت سے ہر قسم کے دباؤ سے بالاتر ہو کر اپنے خیالات کا اظہار کیا۔ محمد سرور کے ساتھ ہونے والی گفتگو قارئین کے لئے پیش خدمت ہے۔

س:- آپ موجودہ حالات میں پاکستان کو کس پوزیشن پر دیکھتے ہیں؟

ج:- حالات سے پاکستان اس وقت مشکل میں دکھائی دیتا ہے لیکن عالمی سیاست میں ایسے اتار چڑھاؤ آتے رہتے ہیں۔ پاکستان نے جب طالبان حکومت سے تعلقات استوار کئے تھے تو اس وقت ہی اسے سوچنا چاہئے تھا کہ مستقبل میں کیا حکمت عملی اپنانا ہوگی۔ گزشتہ ایک سال سے اسامہ بن لادن کے حوالے سے امریکہ کی پالیسی خاصی جارحانہ تھی اس وقت ہی پاکستان کو منصوبہ بندی کرنی چاہئے تھی کہ آئندہ اگر مشکل حالات پیدا ہوتے ہیں تو ان میں کیا کرنا چاہئے۔

س:- امریکہ میں حملوں کے حوالے سے کیا آپ بھی اسامہ بن لادن کو ملزم سمجھتے ہیں؟

ج:- اب تک جو خبریں سامنے آئی ہیں اس سے پتہ نہیں چل سکا کہ اسامہ ہی ان دھماکوں کے پیچھے ہے۔ اس کے لئے ٹھوس بنیادوں پر تحقیقات ہونی چاہئیں۔ محض شکوک کی بنیاد پر کسی کو مجرم قرار دینا درست نہیں۔ اس لئے ورلڈ ٹریڈ سنٹر پر حملوں سے متعلق غیر جانبدارانہ بنیادوں پر تحقیقات ضروری ہیں۔

س:- موجودہ حالات میں آپ عالمی ردعمل کے بارے میں کیا کہیں گے؟

ج:- گزشتہ کچھ عرصہ سے عالمی سیاست میں ایک نمایاں تبدیلی آئی ہے اب انتہا پسندی والی بات نہیں رہی' ہر ملک ڈپلومیسی کی سیاست کر رہے ہیں۔ ہر ملک اپنے مفادات کی جنگ لڑ رہا ہے اس میں وہ کسی بھی حد تک جانے کو تیار دکھائی دیتا ہے۔

س:- پاکستانی عوام کے جذبات کے بارے میں آپ کیا کہیں گے؟

ج:- پاکستان سمیت اکثر مسلمان ممالک نے امریکہ میں بے گناہ افراد کے مارے جانے کی مذمت کی ہے اور اس عمل کو خلاف اسلام قرار دیا ہے۔ پاکستانی حکومت نے بھی اس سلسلہ میں امریکہ سے تعاون کی یقین دہانی کرائی ہے۔ پاکستان میں عوام کے تاثرات اس حوالے سے مختلف ہیں عوام چاہتے ہیں کہ امریکہ افغانستان پر حملہ کرنے کی بجائے پہلے تحقیقات کرائے کہ یہ حملے کس نے کرائے اور اس کے اصل مجرم کون ہیں؟ بلا تحقیق اسامہ بن لادن کو مجرم قرار دینا درست نہیں۔ عوام چاہتے ہیں کہ اگر کوئی دہشت گردی میں ملوث ہے تو اسے گرفتار کر کے اس کے خلاف غیر جانبدارانہ طور پر مقدمات چلائے جائیں۔ قوم امریکہ کی طرف سے کسی بھی جارحانہ اقدامات کے خلاف ہے۔ اور اس حوالہ سے امریکہ کے خلاف نفرت پائی جاتی ہے۔

پاکستان اور افغانستان کے عوام بھی جنگ کے خلاف ہیں کیونکہ روس کے خلاف جنگ میں امریکہ نے افغانستان میں جو کردار ادا کیا اس کی وجہ سے ساتھ لاکھ افغانی خوراک نہ ملنے کی وجہ سے بھوک اور قحط کا شکار ہیں اور لوگ خوراک کی کمی کی وجہ سے مر رہے ہیں۔ آج امریکہ جن افراد کے خلاف کارروائی کی باتیں کر رہا ہے پچھلے بیس سال سے یہی افراد امریکہ کی لڑائی روس کے خلاف لڑ رہے تھے اس وقت سے ہی یہ لوگ پریشان ہیں اور اس کے ساتھ پاکستان بھی مشکلات سے دوچار ہے اور مزید کسی جنگ کی صورت میں دونوں ممالک کی مشکلات میں اضافہ ہوگا جس سے دونوں ملکوں کے عوام اچھی طرح آگاہ ہیں۔ اس لئے وہ کسی بھی قسم کی جنگ کے خلاف ہیں۔

س:- پاکستان کی حکومت کی طرف سے کہا جا رہا ہے کہ امریکہ سے تعاون کی صورت میں انہیں مراعات ملیں گی۔ آپ اس بارے میں کیا کہتے ہیں؟

ج:- میں تو یہ سمجھتا ہوں کہ افغانستان اور روس کی جنگ کے دوران پاکستان کو استعمال کیا گیا اس جنگ میں امریکہ نے پاکستان اور افغانستان کی مدد سے اپنے مفادات کو تقویت دی لیکن اس کے بدلے پاکستان کو کچھ نہ ملا۔ اب اگر پاکستان کو مراعات کی بات ہو رہی ہے تو امریکہ کشمیر کا مسئلہ حل کرائے اور چالیس ارب روپے کے قرضے معاف کئے جائیں۔ تب ہم سمجھیں گے کہ پاکستان نے امریکہ سے تعاون کر کے کوئی فائدہ حاصل کیا ہے۔

س - کیا برطانوی حکومت کی طرف سے تازہ ترین حالات کے حوالے سے آپ کو کوئی ہدایات جاری

ہوئی ہیں؟

ج:- میرا اپنے فارن آفس، وزیراعظم اور دوسرے اداروں سے اس مسئلہ پر مسلسل رابطہ ہے اور ہم حالات و واقعات کے مطابق گفتگو کرتے رہتے ہیں اور میں نے اپنی (برطانوی) حکومت کو پاکستانی عوام کے جذبات سے آگاہ کیا ہے اور یہ بھی بتایا ہے کہ افغانستان کے خلاف جلد بازی میں کوئی قدم نہ اٹھایا جائے۔

س:- آپ کا پاکستان کے دورہ کا کوئی پروگرام ہے؟

ج:- میں پاکستان جانا چاہتا ہوں اور حکومت پاکستان نے اس سلسلہ میں مجھے ہیلی کاپٹر دینا چاہا ہے تاکہ میں ملا عمر سے ملاقات کر کے ان سے بات چیت کر سکوں اس سلسلہ میں مجھے (برطانوی) فارن آفس کی طرف سے ہدایات کا انتظار ہے اگر انہوں نے مجھے جانے کے لئے کہا تو میں ضرور پاکستان جاؤں گا۔

س:- آپ کے خیال میں افغانستان کو موجودہ صورت حال میں کیا کرنا چاہئے؟

ج:- طالبان نے جس طریقے سے اسامہ بن لادن کو افغانستان سے چلے جانے کے لئے کہا ہے یہ طریقہ درست نہیں ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر اسامہ اعلان کرے کہ اس پر کسی غیر جانبدار ملک پر مقدمہ چلایا جائے اور اگر جرم ثابت ہو جائے تو اس کی ذمہ داری بھی قبول کرے۔ اس طرح ساری دنیا میں امریکہ ننگا ہو جاتا اور حقیقت سب کے سامنے آ جائے گی۔ افغانستان اور اسامہ بن لادن کے حوالے سے امریکہ نے جو بھی حکمت عملی اپنائی ہے وہ منصفانہ نہیں یہ کہاں کا انصاف ہے کہ

"America cannot be Accuser, Invetigator, Prosecutor, Jury and Judge at the same time"

امریکہ خود ہی الزام لگائے، خود ہی تحقیقات کرے، خود ہی جج بن کر اپنا فیصلہ سنائے اور مجرم کو سزا بھی خود ہی دے۔

امریکہ جو بھی فیصلہ کرے اسے یہ خیال رکھنا چاہئے کہ اگر اس نے اپنے رویئے میں تبدیلی پیدا نہ کی تو ایک وقت ایسا آئے گا جب پاکستان میں بھی طالبان بن سکتے ہیں اور ویسے بھی ایک ایٹمی قوت کو ڈسٹرب کرنا پوری دنیا کے لئے خطرے کا باعث ہوگا۔ مغربی ممالک کو جنرل پرویز مشرف کو اس امتحان میں نہیں ڈالنا چاہیے۔

س:- آپ پاکستانی عوام کے لئے کوئی پیغام دینا چاہیں گے۔

ج:- اس وقت پاکستانی قوم کو مشکل حالات کا سامنا ہے سب سے اہم بات اتحاد و اتفاق برقرار رکھنا ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ حالات کا حکمت و دانش سے مقابلہ کیا جائے۔ میں ذاتی طور پر جنگ کے خلاف ہوں، جنگ سے بے گناہ لوگوں کا خون بہتا ہے اور بہت زیادہ نقصان ہوتا ہے۔ میں نے ہمیشہ معصوم اور بے گناہ لوگوں پر زیادتی کے خلاف ہر جگہ اور بالخصوص برطانیہ کی پارلیمنٹ میں آواز اٹھائی ہے اور یہ آواز اٹھاتا رہوں گا۔

(رپورٹ :- اعجاز احمد اعجاز)

بقیہ:- من الظلمت الی النور

نصیب ہوتا رہا۔ میرا بڑا بھائی نماز میں سستی کرتا تھا، اللہ کی مہربانی سے اللہ سے دعا کی کہ میرے بھائی کو بھی اپنے ذکر کی توفیق عطا فرما دے۔ اللہ کے فضل سے وہ دارالعرفان میرے ساتھ آئے بیعت بھی ہو گئے اور داڑھی بھی رکھ لی۔ مجھے ایک سال ملک سے باہر صومالیہ جانے کا موقع ملا۔ یہ اپنے شیخ کی توجہ کی مرہون منت تھا۔ کہ پوری یونٹ میں ہم بھی چلے گئے ورنہ میرٹ میں میرا نمبر نہیں آتا تھا۔ ادھر بھی دعا کی کہ بارالٰہی اپنے نام سے محروم نہ کرنا۔ باوجود یکہ صومالیہ میں حالات اچھے نہیں تھے اللہ کی مہربانی سے وہاں بھی جماعت بن گئی اور دونوں ٹائم ذکر ہوتا رہا۔ میجر طارق (شہید) اس وقت ہیڈ کوارٹر میں ہوا کرتے تھے میں صومالیہ سے چھٹی آیا حاضری کے لئے دارالعرفان پہنچا تو پتہ چلا حضرت جی دو دن کے بعد تشریف لائیں گے حضرت تشریف لائے، پوچھا ! کب آئے ہو؟ عرض کی حضرت دو دن سے۔ حضرت المکرم نے بہت شفقت فرمائی۔ اب الحمد للہ میں ریٹائرمنٹ کے بعد گھر آ گیا ہوں دو ٹائم خالد مسجد مغرب کے بعد صبح فجر کے بعد ذکر کے لئے حاضر ہوتا ہوں۔ دو ٹائم گھر میں تہجد کے بعد اور عشاء کے بعد کرتے ہیں۔ تہجد کے وقت کبھی ایک کبھی دو اور عشاء کے وقت اللہ کے فضل سے چھ سات سے پندرہ سولہ تک جوان تشریف لے آتے ہیں جن کی بدولت مجھ جیسے کمزور کو بھی اللہ اللہ کرنے کی توفیق ملتی رہتی ہے اور حضرت جی رحمۃ اللہ علیہ کی نصیحت پر عمل کرنا آسان ہو جاتا ہے۔ ایک دفعہ حضرت جی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک خط کے جواب میں فرمایا۔ اجتماعی ذکر کی پابندی کرنا۔ استغفار کی ایک تسبیح درود شریف کی کثرت اور لاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم کی پانچ تسبیح کا ورد جاری رکھیں۔ کلمہ شریف یعنی لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے بارے میں ایک مجلس میں فرمایا کہ ہزار مرتبہ روزانہ پڑھا کریں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو حضرت جی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت المکرم کے ارشادات پر عمل کرنے کی توفیق ارزاں فرمائے اور سب ساتھیوں کو سلسلہ عالیہ کے ساتھ وفا اور الاخوان کے لئے حتی المقدور دامے درمے حتیٰ کہ اپنی جان نچھاور کر دینے کی توفیق ارزاں عطا فرمائے۔ (آمین ثم آمین)

www.naqshbandiaowaisiah.com

جمعیت نام ہے جس کا

تحریر : محمد شفیع اویسی

معاصر ''الاخوان ٹائم'' کی ایک حالیہ اشاعت میں ایک خبر کے ضمن میں یہ بات دردِ دل کے ساتھ کہی گئی ہے کہ ملک میں نظامِ اسلام کے نفاذ کے سلسلہ میں دارالعرفان میں خیمہ بستیوں کے قیام اور اس کے مابعد حالات پر تنظیم الاخوان بلا جواز طعنہ زنی کی زد میں ہے۔ سوال یہ ہے کہ الاخوان کی وطنِ عزیز میں نفاذِ اسلام کے لئے جدوجہد نکتہ چیں اور تماش بین حلقوں کی طعنہ زنی کی متقاضی ہے' یا خود ان کے لئے اسلامی کاز سے بے وفائی' بے اعتنائی اور تغافلِ شعاری پر بارگاہِ صمدیت میں اشکِ ندامت بہانے کا مقام؟...... یہ سمجھنے کے لئے حالات و حقائق پر محض ایک نگاہِ عادلانہ ڈالنے کی ضرورت ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ اسلام کے مقدس نام پر حاصل کئے گئے اس وطنِ عزیز میں نفاذِ اسلام کے لئے شروع کی جانے والی تنظیم الاخوان کی تحریک کے مطالبات پر کسی بھی فرقہ یا طبقہ کو اختلاف کی گنجائش نہیں ہو سکتی' مثلاً: جاگیرداری نظام' سودی نظام اور بے روزگاری کا خاتمہ' بے روزگاروں و ناداروں کے لئے نظام کفالت کا اجراء' ٹیکسوں کے ظالمانہ سسٹم کی بجائے اسلام کے عشر و زکوٰۃ کے عادلانہ نظام کا حقیقی لیول پر اجراء' یکساں نظامِ تعلیم' میٹرک تک مفت تعلیم' کتاب و سنت کے مطابق انصاف کی فوری فراہمی' ظالموں اور بدعنوانوں کا فوری و مؤثر محاسبہ وغیرہ جیسی اسلامی و فلاحی اصلاحات و اقدامات کے مطالبہ سے ملک کے کس طبقے اور فرقے کو اختلاف ہو سکتا ہے؟

اس ملک کا قیام ''پاکستان کا مطلب کیا' لا الہ الا اللہ'' کے مقدس نعرہ اور پاکیزہ عہد کا مرہونِ منت ہے' لیکن اِس کے قیام کے ۵۴ سے زائد برس گزرنے کے باوجود مغربی تہذیب کے پروردہ اور فرنگی نظام کے دلدادہ مقتدر طبقات کی خوئے کج ادائی اور دین و ملت سے بے وفائی کی بدولت اس ملک کو ابھی تک اس کی اساس و نظریاتی منزلِ مقصود نصیب نہیں ہو سکی اور اس کے اکثر شعبہ ہائے حیات لادینی نظام کی نحوستوں' نجاستوں' مضرتوں اور قباحتوں کے مظہر اور اس کے عوام اس طاغوتی نظام کی چیرہ دستیوں اور ستم رانیوں کا صیدِ زبوں ہیں۔ ان حالات میں ملک و ملت کے ہر بہی خواہ کی یہ دِلی آرزو ہے کہ وہ جیتے جی وطنِ عزیز کو اس کی حقیقی' یعنی نظریاتی منزلِ مقصود سے ہمکنار دیکھے' یہاں نظامِ اسلام کی بہاروں کی درخشانی و تابانی کا دور دورہ ہو' کفار کے طاغوتی نظام کے ہاتھوں ملت کا خزاں دیدہ اور آفت رسیدہ چمن زار نظامِ اسلام کی بہار آفریں اور روح پرور بہاروں کے جوبن سے لہلہا اٹھے۔ الاخوان کے مطالبات ہر دین دوست و محبِّ وطن شہری کے دل کی آواز ہیں' ہر ذی ہوش مسلمان ملک میں نفاذ اسلام کے لئے اپنا تن من دھن قربان کرنے کو اپنا فرض اولین' سرمایہ' شوق اور توشۂ آخرت گردانتا ہے اور منزل مراد سے محروم اس سفینۂ ملت کو منزل آشنا کرنے کے لئے مردِ میدان کا کردار ادا کرنے کا متمنی ہے۔ چنانچہ اس پس منظر کے تناظر' اور اسی مقصد عظیم کی پاسداری و آبیاری کے لئے گزشتہ رمضان المبارک کی مبارک ساعتوں کا آغاز ہوتے ہی خلوصِ دین و جذبۂ ایمان سے سرشار تنظیم الاخوان پاکستان اور سلسلہ نقشبندیہ اویسیہ کے ہر عمر کے متعلقین و متفقین اپنے امیر مکرم کی نفاذِ اسلام کی جدوجہد کی کال پر دیدہ و دل فرش راہ کرتے ہوئے شوق کی تابانی' اور جذبہ کی فراوانی سے سرشار ہو کر معرفتِ الٰہی و اتباعِ سنت کی درخشاں و فروزاں تربیت گاہ دارالعرفان (ضلع چکوال) کے مقام پر جوق در جوق اور بصد ذوق و شوق خیمہ زن ہو کر ملک کی نظریاتی بنیاد یعنی نظامِ اسلام کو عملی جامعہ پہنانے کے لئے اربابِ اقتدار سے مؤثر مکالمہ و مذاکرہ کے طالب ہوئے اور حکامِ وقت پر یہ واضح کیا کہ انہیں اقتدار کا کوئی شوق نہیں' بلکہ اگر حکمران ملک

میں نفاذِ اسلام کا اہم مرحلہ سر کر دیں تو یہ اِس ملک کو اُس کے حقیقی تشخص و اعزاز سے ہمکنار کرنے کا کارنامہ ہوگا۔ یہ تاریخی اقدام ملک و ملت کے علاوہ خود ان کی ذات کے لئے بھی آیہء رحمت اور ان کے استحقاقِ حکمرانی پر اسلامیان پاکستان کی مہر ثبت کرنے کے بھی مترادف ہوگا' اس سلسلہ میں تمام اسلامی حلقوں کا یہ اہم دینی فریضہ تھا کہ وہ خود آگے بڑھ کر ملک میں نفاذِ اسلام کے مطالبہ کی بھرپور تائید وحمایت کرتے' اس تحریک اور الاخوان کے امیر اور سلسلہ نقشبندیہ اویسیہ کے شیخ مکرم حضرت مولانا محمد اکرم اعوان دامت برکاتہم نے تمام اہم دینی شخصیات' جماعتوں اور تنظیموں سے متعدد بار اپیلیں کیں کہ وہ اپنی دینی ذمہ داریوں اور ملی تقاضوں کا احساس کرتے ہوئے اپنے حامیوں سمیت وطن میں نفاذ و ناموسِ اسلام کی اس تحریک کی قیادت سنبھالیں اور اس کاروانِ اسلام میں اپنی آواز اور وزن شامل کر کے اس اہم مشن کو بار آور اور نتیجہ خیز بنانے میں اپنا خصوصی کردار ادا کریں۔ لیکن

"اے بسا آرزو کہ خاک شدہ"

ان گراں خواب ہستیوں کی گراں بار جسم و جاں میں حس و حرکت کے کوئی آثار پیدا نہ ہو سکے اور نفاذِ اسلام کی اس تحریک سے اظہارِ یگانگت و یکجہتی کے دو بول بولنے کی توفیق تک سے معذور رہے' کسی اخبار میں کوئی تائیدی بیان تک نہ آیا۔

سوچنے کی بات ہے کہ الاخوان کا ملک میں نفاذِ اسلام کا مطالبہ و معاملہ کسی غیر معروف اور غیر مؤثر سطح کا نہ تھا' بلکہ یہ ہمہ مقتدر حکومتِ وقت کے ساتھ معاملہ تھا' جو ملک میں نفاذِ اسلام کا کُلی اختیار رکھتی ہے' اور اس کے ساتھ الاخوان کے مذاکرات کامیاب اور نتیجہ خیز نہج پر چل رہے تھے' جو الحمد للہ کامیاب تحریری معاہدہ پر منتج ہوئے' سوال یہ ہے کہ اسلام کی نام لیوا دیگر دینی جماعتوں اور حلقوں کو ملک میں نظامِ اسلام کے نفاذ کے لئے اس سے زیادہ اور کون سے مناسب موقع کی تلاش تھی؟............اب یہ تو حکامِ مملکت کا کام ہے کہ اللہ تعالیٰ کو گواہ بنا کر اور اُس کے گھر میں بیٹھ کر رمضان المبارک کی ۲۷ ویں کو کئے گئے اس معاہدے کا پاس واحساس کرتے ہوئے ملک میں نفاذِ اسلام کے احکامات جاری کریں۔

عامۃ المسلمین کے سامنے شب و روز اسلام کے ساتھ اپنی جانثاری' وفاداری اور غمخواری کے گیت گا کر اپنے مادی مفادات کی راہ ہموار کرنے والی "مایہ ناز ہستیاں" نفاذِ اسلام کی اس تحریک کے بارے میں افسوس ناک بے حسی' سردمہری اور تغافت شعاری کے داغ بارگاہِ صمدیت میں شرم و ندامت کے آنسوؤں سے دھونے کی بجائے الٹا الاخوان پر بلا جواز طنز و طعن کے تیر چلانے لگے اور اس طرح ملک میں نفاذِ اسلام کے لئے ان حضرات کے "خلوصِ نیت" کی حقیقی جھلک منصۂ شہود پر آ گئی۔

(برایں عقل و دانش بباید گریست)

نمائش و ستائش باہمی کے لئے لاکھوں کروڑوں روپے کے اصراف و اسراف سے جشنِ دیوبند کی سٹیج سجا کر دیوبند مکتب فکر کے پاکستانی و بھارتی عمائدین' مندوبین و اکابرین کی تقریروں میں برصغیر کے بعض قومی ایشوز پر شدید اندرونی تضادات و اختلافات کا دنیا کو تماشا دکھانا...... یا ملک میں غیر سودی نظام معیشت کے نفاذ پر سپریم کورٹ کی طرف سے ایک سال کے التواء پر محض ایک آدھ اخباری بیان داغ کر نمبر بنانا تو بہت ضروری تھا' لیکن الاخوان کی امتناع سود سمیت تمام اسلامی شقوں کے نفاذ کے مطالبات منوانے کے لئے الاخوان کے عملی اقدامات سے تعاون اور ہمدردی کے لئے اپنی مہرِ سکوت کو توڑنا ضروری نہیں تھا؟...... کاش ان حضرات کے مختلف عنوانات کے تحت چندہ گیری کے لئے ہمہ وقت ریڈ الرٹ' چاک و چوبند' اور چاروں چول چوکس کردار کی ناموسِ دین اور نفاذِ اسلام کے لئے بھی کوئی ادنیٰ سی جھلک سامنے آ جاتی۔

تنظیم الاخوان اور حکومت کے مابین طے پانے والا معاہدہ ملک میں نفاذِ اسلام کی راہ ہموار کرنے میں تنظیم الاخوان کی ایک نمایاں کامیابی' تاریخ ساز کردار اور وطنِ عزیز کی تاریخ کا ایک منفرد واقعہ ہے جس پر عملدرآمد کی گیند حکومت کے کورٹ میں ہے اور وہی اس کی مسئول ہے۔ نفاذِ اسلام کے لئے کسی نمایاں پیش رفت کے لئے حکومت کو دی گئی الاخوان کی گزشتہ ۷ مارچ کی ڈیڈ لائن پر وفاقی وزیرِ مذہبی امور نے نفاذِ اسلام کے لئے لائحہ عمل طے کرنے

www.naqshbandiaowaisiah.com

کی غرض سے تشکیل دی گئی حکومتی ورکنگ کمیٹی میں شامل الاخوان کے نامزد ممبران کو ان وجوہات اور فنی پیچیدگیوں سے آگاہ کیا جن کی بنا پر امتناعِ سود کا نفاذ نئے مالی سال یعنی یکم جولائی ۲۰۰۱ء سے قبل ممکن نہ تھا (واضح رہے کہ رمضان المبارک میں جب وزیر مذہبی امور محترم محمود احمد غازی الاخوان کی قیادت سے اُن کے نفاذِ دین کے مطالبات پر ابتدائی مذاکرات کے لئے اِن کے مرکز دارالعرفان (ضلع چکوال) تشریف لائے تھے تو انہوں نے نمازِ ظہر کی اقتداء کے بعد طویل دعا مانگی اس میں ملک میں نظامِ اسلام کے نفاذ کی بار بار اور بالتکرار دعاؤں سے ان کے خلوصِ قلبی کا اظہار ہوتا تھا) سپریم کورٹ کی عنایت سے سودی نظام مزید ایک سال تک جاری رکھنے کی مہلت کے بعد بھی اگر حکومت کی طرف سے سودی نظام جاری رکھنے کے مزید تاخیری حربوں کا کوئی ثبوت سامنے آیا تو دیگر مضمرات و امکانات کے علاوہ یہ بھی قوی توقع ہے کہ محترم وفاقی وزیر بھی اپنی حکومت سے اس کی وضاحت طلب کریں گے جو ان کی منصبی ذمہ داری کے علاوہ اللہ کے گھر میں بیٹھ کر ملک میں نفاذِ اسلام کے لئے ان کے وعدہ و وعید اور عہد و پیمان کا بھی تقاضا ہے۔

پاکستان میں نفاذِ اسلام کے اس تحریری معاہدہ کے ساتھ حکومت کا جس قسم کا سلوک ہوگا' ویسے ہی نتائج وثمرات کا سامنا ہوگا' کہ کائنات میں جاری و ساری قدرت کے قانونِ مکافاتِ عمل سے کسی بھی چھوٹے یا بڑے کو مفر نہیں ہے۔

الاخوان کی تحریک کے دوران بعض اخباری کالم نگار دوستوں نے بھی حقائق کو مسخ کر کے ''دانشوری'' کی دھجیاں اڑانے میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھی۔ ان میں الا ماشاء اللہ سفلی مفادات کے اسیر بعض ایسے ''صاحبزادے'' اور ''پیرزادے'' بھی شامل تھے' جن کا دعویٰ تھا کہ ملک میں اسلام کے نفاذ کے وہ بھی متمنی ہیں اور وہ اپنے بڑوں کی روحانی مجالس کے ''حاضر باش'' رہے ہیں' لیکن الاخوان کی پرامن تحریک کو انہوں نے بھی ''اسلام آباد پر یلغار'' اور ''دارالحکومت پر چڑھائی'' جیسے گمراہ کن اور شرانگیز عنوانات جما کر اور غلط تبصروں اور تجزیوں کے ذریعے حکمرانوں کو الاخوان کے خلاف بھڑکانے اور مفاہمت کی راہ سے پھسلانے کی مقدور بھر کوشش کی اور نظامِ اسلام کے بارے میں انہی گمراہ کن اور معاندانہ اعتراضات کی جگالی کی' جو اسلام دشمن حلقوں کا پرانا وطیرہ اور گھسا پٹا حربہ ہے کہ کونسا اسلام نافذ کیا جائے' دیوبندی اسلام' بریلوی اسلام' شیعہ اسلام' اہلحدیث اسلام یا کوئی اور اسلام؟ حالانکہ نفاذِ اسلام کے لئے الاخوان کے پیش کردہ متذکرہ بالا مطالبات ایسے جامع اور بلیغ ہیں کہ ان پر کسی بھی فرقہ کے لئے اختلافات و اعتراض کی کوئی گنجائش نہیں ہوسکتی۔

☆☆☆☆☆☆

ضرورت رشتہ

تین بیٹیاں عمر 31' 2' 24 سال۔ کنواری' سنی العقیدہ پنجابی۔ تعلیم بڑی بیٹی CT-AT-B.A. باقی دونوں MA (مقیم شہر سرگودھا) انتہائی شریف۔ صوم وصلوٰۃ کی پابند' دینی رجحان کی حامل کے لئے تعلیم یافتہ' نیک اور برسر روزگار رشتے مطلوب ہیں۔ سنجیدہ اور مخلص احباب رجوع فرمائیں۔

میرج بیورو والوں سے معذرت

رابطہ کے لئے

پوسٹ بکس نمبر 3053 ' لاہور

مراسلات

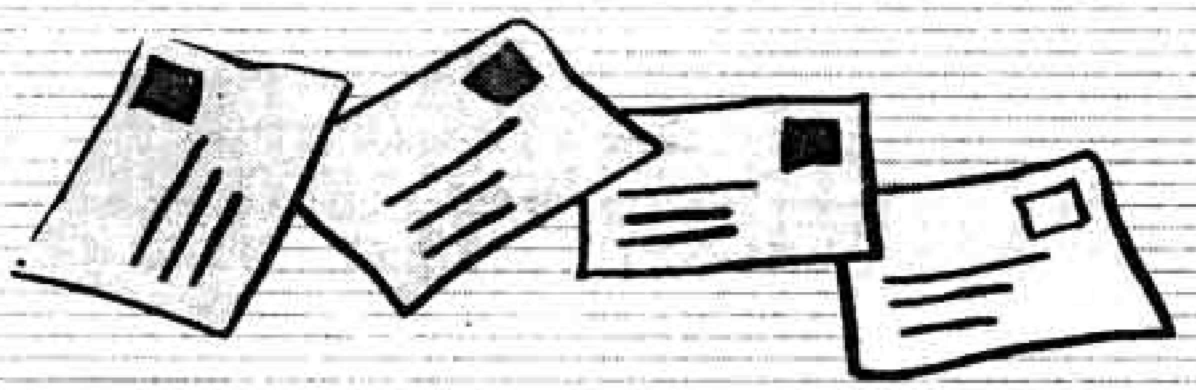

O...... اسلامک ڈیفنس کونسل انٹرنیشنل نے اپنے ایک خط میں چاند اور مریخ کی تصاویر بھیجی ہیں جن کے متعلق مختلف مذاہب اور مسالک اپنی اپنی مذہبی شخصیات کے متعلق یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ ان کی تصویر ان میں نظر آتی ہے۔ اسلامک کونسل کو یہ تشویش ہے کہ لوگ اس طرح کے دعوؤں سے گمراہ ہو رہے ہیں۔ لہٰذا ان کے خلاف جہاد ہونا چاہئے۔

☆...... اسلامک کونسل والے مطمئن رہیں کہ زمانے کی ترقی کے ساتھ ساتھ متذکرہ قسم کے طلسم اب ٹوٹ چکے ہیں۔ پاکستان میں ایک سیاسی جماعت نے بھی اپنے قائد کی تصویر کو چاند میں دیکھنے کی منادی کی تھی لیکن اب ان توہمات کا زمانہ گزر چکا ہے۔ دین کے لئے اصل خطرہ وہ لوگ ہیں جو دین کے نام پر قوم میں خلاف دین رسومات اور روایات کو پھیلائے ہوئے ہیں۔ جنہوں نے قوم کو امتِ واحدہ نہیں رہنے دیا اور گروہوں میں تقسیم کر رکھا ہے۔ حالانکہ قرآن کہتا ہے کہ ان مشرکوں کی طرح نہ ہو جانا جو گروہوں میں تقسیم ہو گئے جن میں سے ہر گروہ یہی کہتا تھا کہ میں ہی حق پر ہوں۔

O...... محمود خالد صاحب نے لودھراں سے ''صلح و اصلاح میں ہے ملت بیضا کی فلاح'' مضمون پر اعتراض کیا ہے اور حضرت جی کے تازہ خطبات شائع کرنے کی خواہش کا اظہار فرمایا ہے۔

☆...... حضرت جی کے خطبات کے علاوہ جو مضامین تجزیے یا کالم وغیرہ شائع کئے جاتے ہیں ان سے اپنے قارئین کرام کو یہ بتانا مقصود ہوتا ہے کہ مختلف ایشوز پر دوسرے لوگوں کا نقطہ نظر کیا ہے ان مضامین اور تجزیوں کو اسی تناظر میں ہی لینا چاہئے۔ جہاں تک حضرت جی کے تازہ خطبات کا تعلق ہے تو اس ضمن میں گزارش ہے کہ ہم کوشش کرتے ہیں کہ تازہ ترین خطبات کو شامل اشاعت کیا جائے ویسے اگر آج سے پانچ سال پہلے کے بھی خطبات پڑھیں تو موجودہ صورتحال پر پوری طرح منطبق ہوتے ہیں اور پرانے نہیں لگتے۔

O...... ڈاکٹر امجد بھٹہ صاحب نے طب وصحت سے متعلق ایک مضمون بھیجا ہے۔

☆...... اسی نوع کا ایک مضمون پچھلے شمارہ میں شامل اشاعت تھا ڈاکٹر صاحب کو چاہئے تھا کہ اس سے مختلف مضمون بھجواتے۔ تاہم حوصلہ افزائی کی غرض سے ان کا مضمون شامل اشاعت کیا گیا ہے۔

O...... پروفیسر علی صفدر صاحب نے اٹک سے شمارہ نمبر کی غلطی کی نشاندہی کی ہے اور شماروں کے مختلف سائز ہونے کی طرف توجہ دلائی ہے جو جلد بندی کے بعد خاص کر نمایاں انداز میں سامنے آتے ہیں جس سے جلد خوبصورت نہیں لگتی۔

☆...... پروفیسر صاحب نے درست فرمایا ہے۔ ہم نے اپنے لاہور آفس والوں سے آئندہ کے لئے ایک ہی سائز میں رسالہ جات کی فراہمی کے لئے کہہ دیا ہے۔ امید ہے آئندہ شکایت نہیں ہوگی۔

O...... استاد عبدالغنی صاحب نے بھی اٹک سے یہی شکایت کی ہے کہ ہر ماہ کا ماہنامہ مختلف سائز کا ہوتا ہے۔ اور انہوں نے آیات پر اعراب لگانے پر بھی زور دیا ہے۔

☆...... جناب استاد صاحب سائز کے لئے تو ہم نے لاہور آفس کو لکھ دیا ہے۔ اور آپ کے حسب ارشاد اعراب کا سلسلہ شروع کر دیا ہے۔ ایک عرصہ سے اعراب کی ضرورت محسوس کی جا رہی تھی۔ اب ہمارے نئے کمپیوٹر پروگرام میں یہ ممکن ہو سکا ہے۔ امید ہے آپ آئندہ بھی ہمیں اپنی تجاویز سے آگاہ کرتے رہیں گے۔

O...... خالد محمود صاحب نے بھی اٹک سے ہی ہمیں خط لکھا ہے جس میں انہوں نے کہا ہے کہ تصوف کے مضامین تو کبھی پرانے نہیں ہوتے مگر الاخوان کے اجتماعات کے خطبات بالکل تازہ چھپنے چاہئیں۔

☆...... ادارہ ان تجاویز سے پوری طرح اتفاق کرتا ہے۔ ہم اس کوشش میں ہیں کہ تازہ سے تازہ خطبات شاملِ اشاعت ہوں۔

O...... محمد آصف سیماب نے کبیر والا سے ایک مضمون ''تاریخ اندلس کے آئینے میں پاکستان کا عکس'' بھیجا ہے جو مجلس ادارت کے سپرد کر دیا گیا ہے۔ جونہی اشاعت کے لئے ہمیں ملا ہم شائع کر دیں گے۔

O...... فریحہ رزاق نے ٹوبہ ٹیک سنگھ سے ایک مضمون کُلُوْا وَا شْرَبُواوَلَا تُسْرِفُوْا بھیجا ہے اور ٹوبہ ہی سے عبدالرزاق اویسی صاحب نے ایک نظم'' ہے شافی یہی اس مرض کا علاج'' بھیجی ہے۔ دونوں تحاریر باری آنے پر شامل اشاعت کی جائیں گی۔

☆☆☆☆☆☆